اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ (سورۃ النساء 29)

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کی مایہ ناز تصانیف

فقہ البیوع اور توثیق الدیون

کے آخر میں بیان کیے گئے مجوزہ اسلامی قوانین کا آسان اردو ترجمہ اور مختصر تشریحات

خرید وفروخت اور قرض کی توثیق کے اسلامی قوانین

جن کا مطالعہ ہر تجارت پیشہ مسلمان کیلئے ضروری اور ہر طالب علم کیلئے مفید ہے



ترجمہ واضافہ
محمد منصور احمد

ادارۃ المقصود

خرید وفروخت اور قرض کی توثیق

کے

اسلامی قوانین

ادارۃ المقصود

خرید وفروخت اور قرض کی توثیق
کے
اسلامی قوانین

طبع اوّل: رجب المرجب1442ھ
فروری 2021ء

ملنے کے پتے

ناشر
اِدارۃُ المقصود
0321-20 39 293
0314-30 30 313
پی او بکس نمبر 229 جی پی او صدر، راولپنڈی
i.maqsood313@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

(سورۃ البقرۃ۔208)

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“۔

تجارتی مسائل سیکھنا... ایک اہم فریضہ



تمام تعریفیں رب العالمین جل شانہ کیلئے ہیں
اور بے شمار درود وسلام ہو رحمت للعالمین (ﷺ) پر

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ (256ھ) کے ایک اہم ترین استاذ ہیں، حضرت مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (215ھ) یہ وہ استاذ ہیں جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ ثلاثیات نقل فرمائی ہیں اور یہ وہ یہ احادیث ہیں جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں اور پوری صحیح بخاری میں ایسی صرف بائیس روایات ہیں۔

یہ اپنا واقعہ سناتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں تاجر تھا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (150ھ) کے پاس میرا مسلسل آنا جانا لگا رہتا تھا، ایک دن مجھے فرمانے لگے:

”میں ہر وقت تمہیں تجارت میں مصروف دیکھتا ہوں اور تجارت جب بغیر علم (دین) کے ہو تو اس میں بہت سی خرابیاں داخل ہو جاتی ہیں، تم علم کیوں حاصل نہیں کرتے اور علم کی باتیں لکھ کیوں نہیں لیتے؟“۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے مستقل یہی اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے علم حاصل کرنا اور اُسے لکھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم میں سے بہت سی باتیں نصیب فرمائیں اور میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ہر نماز کے بعد، بلکہ جب بھی وہ یاد آجائیں، ضرور دعا کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے میرے لیے علم کا دروازہ کھول دیا“۔

(مناقب الامام ابی حنیفۃ، الموفق بن احمد المکی، 161/2، طبع الدکن، الھند)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد، عظیم فقیہ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (189ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ نے ”زُہد“ کے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی؟ (جیسا کہ آپ کے معاصرین اہل فضل وکمال میں سے بہت سے حضرات نے اس عنوان سے مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں) تو آپ نے فرمایا:

میں نے خرید وفروخت کے مسائل پر تو کتاب لکھ دی ہے۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ میں نے اپنی اس کتاب میں حلال وحرام کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور ”زُہد“ تو صرف حرام سے بچنے اور حلال کی رغبت کا نام ہے۔

(المبسوط، السرخسی، البیوع ۱۲-۱۲۸، طبع دار الکتب العلمیہ)

• • •

اجمالی فہرست

فہرستِ کتاب

بیع کی تقسیمات 88

مبیع میں مدت : سلم 91

تشریحات 221

پہلی بات



نحمدہ و نستعینہ، ونستغفرہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ہر ورق گواہ ہے کہ اس درسگاہ سے جو تعلیمات انسانیت کو ملیں، وہ زندگی کے ہر دور اور ہر موڑ کیلئے کامیابی کی ضمانت ہیں ۔ اعتقادیات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کا کونسا گوشہ ہے جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے، تعلیمات الٰہی کے ضوء افشانیوں سے منور نہیں ہوا۔ پھر یہی عروج و ترقی کا وہ کامل و مکمل نصاب تھا، جسے پڑھ کر اہل ایمان نے ایک ہزار سال سے زائد، ساری دنیا کی قیادت کی اور آج بھی ترقی یافتہ دنیا کے منصف مزاج اہل علم، اسلام کے احسانات کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں ۔

اسلام کی پُر حکمت ہدایات کا ایک بہت بڑا حصہ معاملات کے متعلق ہے کیونکہ ظاہر و باطن کی پاکیزگی، نیک اعمال کی توفیق اور حسن خاتمہ میں حلال کمائی کا بہت عمل دخل ہے ۔ قرآن مجید اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عدل و انصاف پر مبنی بنیادیں فراہم کیں

اور فقہاء ملت نے شب و روز جان فشانی سے انہی اصولوں کی روشنی میں امت مسلمہ کو ایسا وسیع نظام مرتب کر کے دیا، جس کی مثال دنیاوی قوانین میں ملنا ناممکن ہے ۔ جب اور جتنے ''اجتہاد'' کی ضرورت پیش آتی رہی، قرآن و سنت کے سائے میں تازہ دم فقہاء اس ''اجتہاد'' سے کام لے کر، نت نئی پیش آنے والی مشکلات کی گتھیاں سلجھاتے رہے اور یوں زندگی کا قافلہ رواں دواں رہا۔

موجودہ دور کو ایجادات اور تبدیلیوں کا دور کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا، اس لیے جہاں اس بات کی ضرورت تھی کہ فقہ اسلامی کے قدیم اور مستند ذخیرے کو آسان اور جدید انداز میں پیش کیا جائے، وہاں اس اَمر کی بھی شدید احتیاج تھی کہ امت مسلمہ نے بصیرت اور حکمت کے ساتھ، صدیوں کا سفر جن آئمہ کرام کی راہنمائی میں طے کیا ہے، ان کے فیض سے روشنی حاصل کر کے جدید مسائل کا شرعی حل امت کو بتایا جائے ۔

اس میدان میں استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے جن توفیقات اور عبقری صفات سے نوازا ہے، عرب و عجم میں صرف ان کا اعتراف ہی نہیں پایا جاتا بلکہ انفرادی رابطوں کے علاوہ مختلف اداروں کے ذریعے آپ سے استفادہ کا حلقہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ۔

جب آپ کی کتاب «فقه البیوع» اور پھر «توثیق الدیون» منظر عام پر آئی تو تمام علمی حلقوں نے ان کا خیر مقدم کیا، عربی، اردو اور انگریزی میں ان پر تعریفی تبصرے کیے گئے اور بہت سے تعلیمی اداروں میں ان کو مکمل یا جزوی طور پر داخلِ نصاب کیا گیا۔ ان دونوں کتابوں کے آخر میں مجوزہ قوانین کی شکل میں جو شق وار خلاصہ ہے، اُسے پورے موضوع کا عطر اور نچوڑ کہنا چاہیے ۔

آپ کے ہاتھ میں اس وقت جو کتاب ہے، یہ اسی حصے کا ترجمہ اور تسہیل ہے۔

جو اہل علم مختصر دورات (شارٹ کورسز) کے ذریعے دینی تعلیمات عوام تک پہنچاتے ہیں، انہیں عرصہ دراز سے یہ مشکل محسوس ہوتی تھی کہ عبادات کے بارے میں تو آسان انداز سے اردو زبان میں کئی مختصر کتابیں موجود ہیں لیکن معاملات کے بارے میں ایسا کوئی جدید طرز کا مجموعہ دستیاب نہیں ہے۔

جس کی وجہ سے عوام ان مسائل سے مکمل طور پر لاعلم ہیں اور اکثر دین سے محبت رکھنے والے بھی ان ضروری احکام سے بے خبر ہیں۔

اسی ضرورت کے پیش نظر "فقه البيوع" اور "توثيق الديون" کے آخر میں موجود خلاصہ، جسے اصل کتاب میں "اسلامی قانون کا مجوزہ خاکہ" کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے، اس کا ترجمہ، عنوانات کے ساتھ اردو خواں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ کسی درجے میں اس خلاء کو پُر کرنے میں حصہ دار بن سکے۔

قارئین کرام چند باتیں پیش نظر رکھیں تو امید ہے کہ وہ اس مجموعہ سے زیادہ بہتر طریقہ سے استفادہ کرسکیں گے۔

۱......

ترجمہ، جہاں تک ہوسکا، انتہائی آسان اور سادہ زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن اصل کتاب کی ترکیب وترتیب کو نبھانے کی بھی سعی کی گئی ہے۔ اصطلاحی الفاظ کے استعمال سے جان بوجھ کر احتراز کیا گیا ہے، البتہ جہاں ایسا ناگزیر تھا، وہاں ان کے مفہوم کی آسان انداز میں وضاحت کردی گئی ہے۔ عنوانات میں بھی تسہیل اور اختصار کو مدنظر رکھا گیا

ہے۔ عنوانات میں کہیں "مشروع" والے نسخے سے استفادہ کیا گیا ہے اور اکثر نئے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

۲......

"فقه البيوع" کے متعلقہ حصہ کے تین نسخے ہمارے سامنے تھے، دو اسی کتاب کے مختلف ایڈیشن اور ایک "مشروع لقانون اسلامي للبيوع والديون" اسی طرح "توثيق الديون" کے دو نسخے تھے، ایک اصل کتاب اور دوسرا "مشروع" کا نسخہ۔ ان نسخوں کے درمیان کہیں کہیں معمولی اختلاف بھی سامنے آیا اور اس لیے عربی متن کی تصحیح پر بھی غور وفکر کرنا پڑا۔ اس لیے اگر آپ کو کہیں ترجمہ کسی ایک نسخہ سے مختلف نظر آئے تو دوسرا نسخہ دیکھ لیں، اشکال ختم ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳......

"دریا بکوزہ" کا صحیح مصداق اس خلاصہ میں حضرت استاذِ محترم دامت برکاتہم نے اپنے برسہا برس کے غور وفکر اور بحث واستدلال کا نچوڑ اور عطر پیش فرمایا ہے۔ جب کہ ہر مسئلہ کے پس منظر میں طویل علمی مباحث ہیں، جو اہل علم اصل کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں، نیز "مذاہب اربعہ متبوعہ" سے اخذ واستفادہ کی حدود وقیود کو سمجھنے کیلئے حضرت استاذِ محترم دامت برکاتہم کی کتاب "اصول الافتاء وآدابه" کا متعلقہ باب دیکھنا بھی بصیرت افروز ہوگا، بحمدہ تعالیٰ اس کتاب کا اردو ترجمہ "فتویٰ، تعارف، اصول، آداب" بھی بندہ کے قلم سے ہے اور "ادارۂ اسلامیات" سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

۴......

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ یہ ترجمہ اور تشریح اس طالب علم نے اپنے عزیز رفیق کار کو

املاء کروائی تھی، پھر خود بھی تصحیح کی کوشش کی اور چند دیگر باصلاحیت اہل علم سے بھی تصحیح کی درخواست کی جنہوں نے خوب غور وفکر سے اس کارِخیر میں حصہ لیا،لیکن بہر حال اغلاط کا باقی رہ جانا پھر بھی ممکن ہے،اس لیے کسی بھی علمی فروگزاشت کو بندہ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیے۔جو اہل علم اس پر مطلع ہوں،براہ کرم بندہ کو مطلع فرمادیں،بندہ شکر گزار بھی ہوگا اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح بھی کردی جائے گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ

۵......

جن اصطلاحی الفاظ کی وضاحت اصل کتاب میں موجود تھی،تو اسی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

اسی طرح جن اصطلاحی الفاظ کی تشریح مختصر الفاظ میں ترجمہ کے ساتھ ہی مناسب تھی،ان کی وضاحت ”قوسین“ () کے درمیان لکھ دی گئی ہے۔

البتہ وہ اصطلاحی الفاظ جن کی وضاحت اصل کتاب میں بھی نہیں تھی،موقع پر مختصر انداز سے بھی ان کی وضاحت مشکل تھی اور مجھ جیسے طلبہ کو ان کا مطلب جاننے کی ضرورت پیش آسکتی تھی،ان کو کتاب کے آخر میں تشریحات کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے اور متعلقہ مقام کی شق نمبر کے ذریعے نشاندہی کردی گئی ہے۔

۶......

کتاب کے آخر میں ان جدید مسائل کی فہرست بھی دے دی گئی ہے جو مختلف مقامات میں مذکور ہیں۔ایسے مسائل میں فقہی اختلاف کا ہونا،فقہ اسلامی کا حسن اور توسع ہے،اس لیے ان میں معاصر علماء کرام کی آراءِ گرامی مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔

۷......

کتاب کے نام میں ”توثیق الدیون“ کا ترجمہ ”قرض کی توثیق“ سے کیا گیا ہے

اگرچہ ”دیون“ کا ترجمہ قرض، تعریف الشیء ببعض افرادہ کے قبیل سے ہے لیکن اردو میں ”دیون“ کے بالکل نامانوس ہونے کی وجہ سے یہ تسامح برداشت کیا گیا ہے۔اکابر علماء نے تراجم احادیث میں بھی دیون کو قرض ہی کے لفظ سے ہی تعبیر کیا ہے۔

اس کتاب کی تصحیح اور کمپوزنگ میں عزیز طلباء تخصص نے جس خلوص سے حصہ لیا اور بعض انتہائی قابل احترام احباب نے طباعت کے مراحل میں جو پُرخلوص تعاون کیا،بندہ تہہ دل سے ان سب کا شکر گزار اور ان کیلئے دعا گو ہے۔

اللہ کریم اس کتاب کو بندہ کیلئے،اس کے والدین کیلئے اور اس کے متعلقین ومعاونین کیلئے باعثِ مغفرت اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین ثم آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

از

محمد منصور احمد عفا اللہ عنہ

سابق مدرس جامعہ دارالعلوم کراچی

مدیر مرکز الجلیل الاسلامی،اسلام آباد

☆......☆......☆

اضافہ از: مترجم عفا اللہ عنہ

تجارت کے بارے میں اہم اسلامی ہدایات

الحمدللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسا کامل مکمل اور پاکیزہ ضابطہ حیات "اسلام" عطا فرمایا ہے، جس میں کاروبار کے بارے میں بھی ایسی تمام بنیادی ضروری ہدایات موجود ہیں ، جن پر عمل کرکے ہر مسلمان تاجر اپنے کاروبار کو بامِ عروج پر پہنچا سکتا ہے اور دین و دنیا کے فائدے سمیٹ سکتا ہے۔

کاروبار کو ترقی دینے کے لیے ایک تاجر کے جو اوصاف قرآن وسنت نے بیان کیے ہیں ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صرف اہل ایمان کے لئے ہی مفید اور ضروری ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے مؤمن بندوں کے ساتھ الگ ہے اور کفار باغیوں کے ساتھ الگ ہاں کچھ طریقے ایسے ہیں، جن سے مسلمان اور کافر سب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ آج کل اکثر و بیشتر کفار ہی ان پر عمل کرکے خوب دنیاوی فوائد اٹھا رہے ہیں۔

(1) تقویٰ:

تاجر کو چاہیے کہ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل طور پر پرہیز اور اجتناب کرے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ [الطلاق 2، 3]

”اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق عطاء کرے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوگا، اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے“۔

جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آتا ہے:

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں اگر لوگ اس پر عمل کرلیں تو ان کے لئے کافی ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے:

وَمَنۡ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ

”اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ پیدا فرما دیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا“۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق،بَاب التَّوَكُّل وَالصَّبْر،الْفَصْل الثَّالِث،رقم الحديث5306:طبع مكتبة البشرى كراتشي)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

”حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تاجر لوگ قیامت کے دن نافرمان لوگوں میں شامل کر کے اٹھائے جائیں گے ،سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈریں، نیکی اختیار کریں اور سچ بولیں“۔

(المعجم الكبير،الطبراني،رفاعة بن رافع الزرقي الأنصاري عقبي بدري رقم الحديث4540)

(2)امانت و دیانت:

تاجر کو چاہیے کہ ہمیشہ تجارت میں امانت داری اور سچائی کو پیش نظر رکھے، اپنی چیز کی تعریف میں جھوٹی مبالغہ آرائی نہ کرے بلکہ اس کی صرف وہ خوبیاں بیان کرے جو اس میں

موجود ہوں اور اس حد تک بیان کرے، جس حد تک اس کے اندر وہ خوبیاں ہوں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سچا امانت دار تاجر آخرت میں انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا“۔

(سنن الترمذي ، كتاب البيوع ،باب ما جاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم ،رقم الحديث1209:طبع دار الكتب العلمية بيروت)

ایک اور حدیث میں ہے:

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سچ بولنے والا تاجر قیامت میں عرش کے سایہ میں ہوگا“۔

(إتحاف الخيرة المهرة ،باب فيمن يظل في ظل الله أو ظل العرش يوم لا ظل إلا ظله ،رقم الحديث)7752

اسی طرح ایک حدیث پاک میں اس کی مزید وضاحت یوں آئی ہے:

”حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر خرید و فروخت کرنے والے سچ بولیں اور اگر چیز میں کوئی خرابی ہو تو اسے بیان کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے معاملے کو بابرکت بنا دیتے ہیں لیکن اگر جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے معاملے میں سے برکت اٹھا لیتے ہیں“۔

(صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا،رقم الحديث2110:طبع دار الكتب العلمية بيروت)

(3)نرمی و حسن اخلاق:

تاجر کو چاہیے کہ خریداروں کے ساتھ معاملے کے اندر نرمی کے پہلو کو اختیار کریں، وہ اس طرح کہ دوکاندار نرمی کرتے ہوئے کچھ قیمت کم کر دے اور خریدار دوکاندار کو کم قیمت

پر بیچنے کے لئے بے جا اصرار نہ کرے اور دونوں غیر ضروری شرطیں نہ لگائیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو کوئی چیز بیچتے وقت، خرید تے وقت اور اپنا حق مانگتے وقت نرمی سے کام لیتا ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع ومن طلب حقا فلیطلبه فی عفاف، رقم الحدیث: 2076 طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

ایک اور حدیث میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نرمی برکت کا سبب ہے اور زیادتی (یعنی بد خلقی) نحوست ہے"۔

(المعجم الأوسط، الطبرانی، من اسمه علی، رقم الحدیث 4087)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

"حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رفیق (نرمی کا معاملہ کرنے والا) ہے، نرمی پسند کرتا ہے، اور اس پر وہ دیتا ہے، جو سختی پر نہیں دیتا"۔

(سنن أبی داود، کتاب الادب، باب فی الرفق، رقم الحدیث: 4807 طبع دار الکتب العلمیة)

(4) اچھے طریقے سے ادائیگی:

تاجر کو چاہیے کہ ہمیشہ ادائیگی میں بہتر طریقے کو اختیار کرے، یہ سنت رسول اللہ ﷺ بھی ہے اور مارکیٹ میں اعتماد بنانے اور اچھی شہرت پانے کا ذریعہ بھی۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا، وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کرنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اونٹ دے دو۔ صحابہ نے تلاش کیا لیکن ایسا ہی اونٹ مل سکا جو قرض خواہ کے اونٹ سے اچھی عمر کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی دے دو۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے مجھے میرا حق پوری طرح دیا، اللہ آپ کو بھی اس کا بدلہ پورا پورا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بھی سب سے بہتر ہو"۔

(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس، باب حسن القضاء، رقم الحدیث: 2393 طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

ایک اور حدیث میں ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور سخت سست کہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کہنے دو۔ صاحب حق کے لیے کہنے کا حق ہوتا ہے اور اسے ایک اونٹ خرید کر دے دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے اونٹ سے (جو اس نے آپ کو قرض دیا تھا) اچھی عمر ہی کا اونٹ مل رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خرید کے اسے دے دو۔ کیونکہ تم میں اچھا وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھا ہو"۔

(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس، باب استقراض الإبل، رقم الحدیث: 2390 طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

(5)ناپ تول اور کوالٹی:

تاجر کو چاہیے کہ ہمیشہ ناپ تول میں عدل انصاف سے سے آگے بڑھ کر مزید احسان کرنے کو اختیار کرے۔

متعدد آیات میں صحیح صحیح ناپنے اور پورا پورا تولنے کا واضح حکم آیا ہے:

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ [الرحمن:7_9]

"اور اللہ تعالی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنایا تاکہ تم تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو اور ترازو کو گھٹاؤ نہیں"۔

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ [الشعراء:181,182]

"جب کوئی چیز ناپ کر دو تو پورا پورا ناپو اور ان لوگوں میں سے نہ بنو جو دوسروں کو گھاٹے میں ڈالتے ہیں اور ٹھیک ٹھیک ترازو سے تولو"۔

اور آپ ﷺ نے اسی بات کی تعلیم دیتے ہوئے اجرت لے کر وزن کرنے والے سے ارشاد فرمایا کہ :زِن وارجح یعنی تولو اور جھکا ہوا تولو۔

(سنن الترمذی،کتاب البیوع،باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن،رقم الحدیث:1305طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور"ابن ماجہ"میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم وزن کرو تو زیادہ کرو۔

(سنن ابن ماجہ ،کتاب التجارات، باب الرجحان فی الوزن،رقم الحدیث2222:،طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(6)تنگ دست کی رعایت:

تاجر کو چاہیے کہ تنگ دستوں کے ساتھ رعایت کا معاملہ اختیار کرے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [البقرۃ280 :]

"اور اگر کوئی تنگدست (قرض دار) ہو تو اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے،اور صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے حق میں کہیں زیادہ بہتر ہے،بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو"۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا،جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہو"۔

(سنن الترمذی ، کتاب البیوع ،باب ما جاء فی إنظار المعسر والرفق به،رقم الحدیث:1306طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے : "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا،کہ ایک شخص کا انتقال ہوا (قبر میں) اس سے سوال ہوا،تمہارے پاس کوئی نیکی ہے؟ اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا (اور جب کسی پر میرا قرض ہوتا) تو میں مالداروں کو مہلت دیا کرتا تھا اور تنگ دستوں کے قرض کو معاف کر دیا کرتا تھا اس پر اس کی بخشش ہوگئی"۔

(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس، باب حسن التقاضی،رقم الحدیث2391:طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسی طرح ایک حدیث پاک میں اس کی مزید وضاحت یوں آئی ہے:

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس کی یہ خواہش ہو کہ خدا اس کو روزِ قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے، یعنی معاف کردے"۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحدیث1563: طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

(7) صبح سویرے بیداری:

تاجر کو چاہیے کہ صبح سویرے اپنے کاروبار کا آغاز کرے۔

آپ ﷺ نے صبح کے وقت کیے جانے والے کاموں میں برکت کی دعا فرمائی ہے:

اللّٰھُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا

"اے اللہ! میری اُمت کے صبح ہی صبح کام کرنے میں برکت دے"۔

اور حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے اور یہ حضرت صخر بھی تاجر تھے اور جب اپنے ملازموں کو تجارت کے لئے بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے۔ چنانچہ خوب نفع ہوا اور مال بہت بڑھا۔

(سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی التبکیر فی التجارة، رقم الحدیث1212: طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح

سویرے رزق کی تلاش میں لگ جایا کرو، اس لیے کہ صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا وقت ہے"۔

(المعجم الأوسط، لطبرانی، من اسمه محمد، رقم الحدیث7250:)

(8) صدقہ:

تاجر کو چاہیے کہ کاروبار و تجارت کے ذریعہ حاصل ہونے والے منافع سے صدقہ کرتا رہے۔ صدقہ دو طرح کا ہوتا ہے: ایک واجب صدقہ جسے زکوٰۃ وغیرہ کہتے ہیں اور دوسرا نفلی صدقہ۔ یہاں ہماری مراد صدقہ کی دونوں اقسام ہیں کیونکہ اگر صاحب نصاب ہیں تو مکمل حساب و کتاب کر کے زکوٰۃ تو بہر صورت ادا کرنی ہی ہے، اور صاحب نصاب نہیں تو بھی فقراء و مساکین کو خدا کے نام پر کچھ نہ کچھ دیتے رہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

"حضرت قیس بن غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس زمانہ میں ہمیں "سماسرہ" (کمیشن ایجنٹ) کہا جاتا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! بے شک شیطان اور گناہ دونوں خرید و فروخت میں آجاتے ہیں، پس تم اپنی تجارت کے ساتھ صدقہ کو ملالو"۔

(سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب فی التجارة یخالطها الحلف واللغو، رقم الحدیث3326: طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے "اما بعد" کہا پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے کہ ہم ان چیزوں میں سے زکاۃ نکالیں جنہیں ہم بیچنے کے لیے رکھتے تھے"۔

(سنن أبي داود، کتاب الزکاة، باب العروض إذا کانت للتجارة هل فیها من زکاة، رقم الحدیث1562: طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے"۔

(سنن الترمذی ،کتاب الزکاۃ ، باب ما جاء فی فضل الصدقۃ،رقم الحدیث664:طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
بے شک اللہ تعالیٰ صدقے کو قبول کرتے ہیں اور اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر اس کی پرورش کرتے ہیں جیسے تم سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے ۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ بڑھتے بڑھتے اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیات ہیں :

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ (التوبۃ)

"یعنی وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے،صدقہ لیتا ہے"

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرۃ)

"سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے یعنی انہیں بڑھاتا ہے"۔

(سنن الترمذی ،کتاب الزکاۃ ، باب ما جاء فی فضل الصدقۃ،رقم الحدیث662:طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(9) شرعی احکام کا مناسب علم:

خرید وفروخت کاروبار وتجارت سے متعلقہ شرعی احکام کی معرفت رکھنا کامیاب نظام تجارت کے لئے لازمی ہے ۔ کاروبار اور کاروباری مراکز سے متعلقہ تمام افراد شرعی اصول وضوابط کا بھرپور علم رکھیں اور عملاً ان کی پیروی کریں ۔ جائز ،ناجائز پیشے،خرید وفروخت کاروبار وتجارت میں حلال وحرام کی تمیز اور دوران تجارت صحیح اور غلط وغیرہ کا مکمل علم ہونا چاہیے ۔

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے : ہمارے بازار میں وہی شخص خرید وفروخت کیا کرے ،جس نے اپنے اس کاروبار سے متعلق علم حاصل کر لیا ہو ۔

(سنن الترمذی ،ابواب الوتر ،باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،رقم الحدیث487:طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور کبھی کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو کوڑے بھی لگایا کرتے تھے جو احکام جانے بغیر خرید وفروخت کرنے بیٹھ جاتا ۔ اور فرماتے ہمارے بازاروں میں وہ شخص نہ بیٹھا کرے جو سود کو نہ جانتا ہو ۔

(المدخل لابن الحاج،فصل فی اللباس (1/157)طبع دار الفکر)

(10) کامیاب تاجر بنیں:

تاجر کو چاہیے کہ تجارت کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تجارت میں ڈوب کر اپنے خالق اور مالک حقیقی ہی کو فراموش کر دیں ۔ جو لوگ تجارت میں ڈوب کر مالک حقیقی سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ان کے کاروبار پر کبھی بھی رحمت نازل نہیں ہوتی، حقیقی رازق اللہ ہے، یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ انسان رزق کے حصول کے لئے رزق دینے والے کو بھلا دے ۔

تاجر کو چاہیے کہ ہاتھ پاؤں تجارت میں مشغول رکھنے کے ساتھ دل ودماغ کو خدا کی طرف متوجہ رکھے، اذان ہوتے ہی مسجد کا رخ کرلے اور پوری یکسوئی کے ساتھ نماز پڑھے ،اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے خدا کی تعریف استغفار، کلمات شکر اور درود شریف وغیرہ کا ورد رکھے ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کرتے مگر جب بھی اللہ حق سامنے ہوتا وہ تجارت کو چھوڑ کر اس کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتے :

جیسا کہ قران مجید نے ان کے بارے میں یوں گواہی دی ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ [النور:37]

"ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر (اور اس کے احکام کی تعمیل) نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی"۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [المنافقون:9]

"اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔اور جو لوگ ایسا کریں گے، وہ بڑے گھاٹے کا سودا کرنے والے ہوں گے"۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ [التغابن: 15]

"تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو تمہارے لیے ایک آزمائش ہیں، اور وہ اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے"۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے: "حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خرید وفروخت کرتے، تجارت کرتے تھے، لیکن جب انہیں اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق پیش آتا تو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے نہ روک سکتی، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حق کو ادا کر دیتے"۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارة فی البر وغیرہ رقم الصفحة:371 طبع دار الکتب العلمية بیروت)

"حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان

جب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا رہتا ہے وہ نماز پڑھنے والا شمار ہوتا ہے، چاہے وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، بازار میں ہو یا کسی محفل میں"۔

(الترغیب والترھیب، المنذری، الترغیب فی ذکر الله تعالی فی الأسواق ومواطن الغفلة (2/ 337)

یہ دس وہ بنیادی اور اہم اوصاف ہیں جن کو اپنا کر ہر مسلمان اپنی تجارت کو ترقی دے سکتا ہے اور اس کی تجارت، دنیا اور آخرت دونوں کے اعتبار سے اس کے لیے مفید اور نفع بخش ثابت ہوگی۔ان شاء اللہ تعالیٰ

مشروع لقانون اسلامی للبیوع

خرید و فروخت
کے
اسلامی قوانین

کتاب کے اس حصہ میں کثرت سے استعمال ہونے والے الفاظ اور ان کا مفہوم

عقد بیع:

خرید وفروخت کا معاملہ

Sale Contract

....

بائع:

بیچنے والا

Seller

....

مبیع :

جو چیز بیچی جارہی ہے

Outsold,Subject matter of sale

......

مشتری:

خریدنے والا

Buyer

ثمن :

دونوں فریقوں کے درمیان طے شدہ رقم

Agreed Price

بیع کی تعریف اور اس کے ارکان
(ضروری حصے،Elements of Sale)

1 ......شریعت میں بیع مال کے بدلے مال کے ایسے باہمی تبادلے کو کہتے ہیں جس سے دونوں بدل (یعنی ثمن اور مبیع) کی ملکیت شرعی طور پر منتقل ہوجائے۔

2 ......مال ہر ایسی چیز ہے جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور اسے ضرورت کے وقت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھنا ممکن ہو، کسی چیز کا مال ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگ یا کچھ لوگ اس کو مال قرار دے دیں۔

کسی چیز کا قابل قیمت (Valuable) ہونا بھی اسی (یعنی مال تسلیم کرنے) سے ثابت ہوتا ہے اور اس سے بھی کہ شرعی طور پر اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو۔

بیع کے دو ارکان :ایجاب وقبول

(Offer and Acceptance)

3 ......بیع کے رُکن ایجاب اور قبول ہیں:

یہ ہر ایسے دو لفظوں، یا دو فعلوں، یا ایک قول اور ایک فعل کو کہتے ہیں جو کسی شہر اور قوم کے عُرف (Custom/Tradition) میں بیع کو وجود میں لانے کے لیے استعمال ہوتے ہوں۔

4)...... یہ جائز ہے کہ ایجاب اور قبول آمنے سامنے (زبانی طور پر)، یا تحریری طور پر یا ایسے شخص کی طرف سے اشارہ کے ذریعے جو بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، انجام پائیں۔

5)...... بیع کے صحیح ہونے کے لیے لازمی ہے کہ قبول (Acceptance) ان باتوں میں ایجاب (Offer) کے موافق ہو: مبیع میں، اس کی مقدار اور صفت میں اور ثمن کی مقدار اور جنس میں، اور خیار کی شرط لگانے میں۔

خیار قبول اور خیار رجوع

(Option of Acceptance and Back Option)

6)...... جب دو حاضر افراد کے درمیان معاملہ ہو اور ان میں سے ایک زبان، یا اشارہ، یا تحریری طور پر ایجاب کرے تو دوسرے شخص کو اختیار ہے کہ وہ ایجاب کی مجلس (Place of Contract) میں ہی اس کو قبول کرے۔

مجلس کے ختم ہونے کے بعد اس کو قبول کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

7)...... ایجاب کرنے والے کے لیے یہ درست ہے کہ وہ دوسرے شخص کی طرف سے قبول کرنے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کرلے اور قبول کے مکمل ہونے کے بعد اس کو (اپنا ایجاب واپس لینے کا) یہ اختیار نہیں ہے۔

فون اور خط وغیرہ کے ذریعے بیع

(8)...... جب معاملہ دو غائب افراد کے درمیان فون یا لاسلکی آلات (وائرلیس) کے ذریعے انجام پا رہا ہو تو اس کا حکم بھی دو موجود افراد کے درمیان معاملہ کے حکم کی طرح ہے۔

اور اس میں مجلس (Session) تب تک برقرار رہے گی جب تک فون کال یا

لاسلکی (وائرلیس) رابطہ برقرار رہے اور لائن (Line) کٹ جانے سے مجلس ختم ہو جائے گی۔

(9)...... جب دو غائب افراد کے درمیان معاملہ انجام پا رہا ہو اور ان دونوں میں سے ایک نے تحریری طور پر ایجاب کیا ہو خواہ یہ ڈاک کے ذریعے، ٹیلی گرام کے ذریعے، یا ای میل کے ذریعے، یا فیکس کے ذریعے، یا کسی بھی ایسے طریقے سے ہو کہ جس میں آمنا سامنا نہیں ہوتا، تو ایجاب مندرجہ ذیل حالات میں سے کسی ایک کے پیش آنے تک برقرار رہے گا:

(الف)...... جس کی طرف (ایجاب) تحریری طور پر بھیجا گیا ہے، وہ ایجاب کے قبول کرنے کو کو صراحتاً رد کر دے۔ خواہ آمنے سامنے ہو، یا تحریری طور پر۔

(ب)...... ایجاب میں مقررہ مدت ختم ہو جائے (تو ایجاب ختم ہو جائے گا) یہ تب ہوگا جب ایجاب کرنے والے نے قبول کے لیے کوئی مدت متعین کی ہو اور اسے "مؤقت" (یعنی وقت پر مبنی) ایجاب کہتے ہیں۔

(ج)...... ایجاب کرنے والا قبول کے مکمل ہونے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کرلے۔

(د)...... جس کی طرف تحریری طور پر ایجاب بھیجا گیا ہے وہ اتنی مدت تک خاموش رہے کہ عُرف (Custom) کے حکم سے یہی سمجھا جاتا ہو کہ اس نے ایجاب سے اعراض کر لیا ہے۔

دو حاضر یا غائب افراد کے درمیان معاملہ (Contract) مکمل ہونے کا وقت

(10)...... جب معاملہ دو ایسے افراد کے درمیان ہو جو (مجلس میں) موجود ہوں تو معاملہ دوسرے فریق کے قبول کرنے سے مکمل ہو جائے گا۔ بشرطیکہ وہ ایسے الفاظ سے

قبول کرے جس کو پہلا فریق سن لے۔

اور یہ حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب (معاملہ) فون کال یا لاسلکی (وائرلیس) رابطے کے ذریعے ہو رہا ہو۔

(11)...... جب دو غائب افراد کے درمیان تحریری طور پر معاملہ ہو تو قبول کرنے والے فریق کے حق میں (اس کے) زبانی، یا تحریری طور پر قبول کرتے ہی یہ معاملہ ''دیانۃً'' لازم ہو جائے گا۔

باقی ایجاب کرنے والے کے حق میں یہ معاملہ لازم نہیں ہوگا یہاں تک وہ قبول کا پیغام وصول کرلے۔

عمومی پیش کش

(General Offer)

(12)...... یہ جائز ہے کہ ایجاب عام لوگوں کو بغیر کسی متعین شخص کی تعیین کے پیش کیا جائے۔

بشرطیکہ یہ صرف خریداری کی دعوت (اشتہار) نہ ہو، بلکہ عُرف کے حکم اور علامات سے واضح ہو رہا ہو کہ اس ایجاب کا مقصد ہر ایسے شخص کے ساتھ جو اس کو قبول کرلے، معاملہ کو وجود میں لانا ہے۔

اس کی مثال وہ ایجاب ہے جو کمپیوٹر (آن لائن) کے ذریعے عمومی طور پر تمام لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

عملی بیع :تعاطی

(Reciprocal Delivery)

(13)...... بیع ''تعاطی'' (یعنی عملی لین دین) کے ذریعے بھی منعقد ہو جاتی ہے، اس

طرح کہ مشتری ثمن ادا کردے اور بائع مبیع سپرد کردے اور ان دونوں کے درمیان لفظی طور پر کوئی ایجاب و قبول نہ ہوا ہو۔

اسی طرح اگر ان دونوں میں ایک طرف سے لفظ کہے گئے ہوں اور دوسری طرف سے صرف عملی طور پر عطا کرنا ہو (تو یہ بھی تعاطی ہے) اسی طرح ثمن پر اتفاق کے بعد ایک طرف سے عطا کرنا ہو (تو یہ تعاطی ہے)

مختلف مراحل میں ہونے والی بیع

(14)...... بیع الاستجرار (مرحلہ وار وجود میں آنے والی بیع) جائز ہے۔

اس کی صورت یہ کہ مشتری، بائع سے مختلف چیزیں خریدتا رہتا ہے اور ایک معلوم مدت کے بعد اس سے حساب کرلیتا ہے، خواہ مشتری نے اُس (بائع) کو رقم پہلے (Advance Payment) ادا کردی ہو یا (مشتری) صرف مدت مکمل ہونے پر حساب کے وقت ہی رقم ادا کرے گا۔ پھر اگر ہر دفعہ (چیز) لیتے وقت مشتری کو ثمن معلوم تھا تو ہر مرتبہ (چیز) لیتے ہی بیع منعقد ہوگئی اور اگر ثمن معلوم نہیں تھا تو بیع حساب کرتے وقت منعقد ہوگی، اس طرح کہ اس (بیع) کی نسبت چیز لینے کے وقت کی طرف ہوگی۔

مشینوں کے ذریعے بیع

(15)...... خود بخود کام کرنے والی (یعنی آٹو میٹک) مشینوں کے ذریعے بیع جائز ہے اور اس طرح کہ بیچتے وقت بائع تو موجود نہیں ہے لیکن مشتری ثمن مشین میں ڈالتا ہے اور مشین مطلوبہ چیز فراہم کردیتی ہے۔

اس صورت حال میں بیع تعاطی کے طریقے سے منعقد ہو جاتی ہے۔

......☆......

"بیع کا یک طرفہ (One side) یا دو طرفہ (Two way) وعدہ"

(16)......بیع کا وعدہ ایک طرف سے ہو یا دونوں طرف سے، یہ بیع نہیں ہے۔ اس پر بیع کے آثار (احکام) لاگو نہیں ہوں گے، جیسے بیع کی ملکیت کا منتقل ہونا اور ثمن کا لازم نہ ہونا۔

جب یک طرفہ یا دو طرفہ وعدہ کسی چیز کی خریداری یا بیچنے پر حتمی الفاظ کے ساتھ ہو تو وعدہ کرنے والے پر "دیانۃً" لازم ہے کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرے اور بیع (کا معاملہ) اپنے وعدے کے مطابق انجام دے لیکن "قضاءً" اس کو وعدہ پورا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، سوائے ان صورتوں کے جو یہ ہیں:

(الف) "موعود لہ" (یعنی جس کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا) کسی ایسے نقصان میں پڑ گیا ہو، جو اس معاملہ کے ساتھ خاص ہے، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا اور اس کا نقصان میں مبتلا ہونا، وعدہ کرنے والے کے وعدہ پر اعتبار کرنے کی وجہ سے ہو۔ اور روعدہ خلافی کی صورت میں "موعود لہ" کو واضح تنگی پیش آ رہی ہو اور دونوں فریقوں نے وعدہ کرتے وقت (اس بات پر) اتفاق کیا تھا کہ یہ وعدہ، وعدہ کرنے والے پر "قضاءً" لازم ہوگا۔ اور روعدہ کی خلاف ورزی پر وعدہ کرنے والے کے پاس کوئی مقبول عذر بھی نہیں ہے (تو اس صورت میں وعدہ کو پورا کرنا قضاءً قاضی سے یعنی عدالتی طور پر بھی لازم قرار دیا جائے گا)۔

سپلائی کے معاہدوں (اتفاقیات التورید۔ Agreements to Supply) کے احکام بھی اسی بنیاد پر طے کیے جاسکتے ہیں۔ (کہ یہ دونوں طرف سے بیع کا وعدہ ہوتا ہے کہ سپلائی کرنے والا وعدہ کرتا ہے کہ وہ مقررہ وقت پر متعینہ چیزیں فراہم کرے گا اور خریدار وعدہ

کرتا ہے کہ وہ یہ چیزیں سپلائی کرنے والے سے خرید لے گا، جیسے آج کل عام طور پر بڑے ہوٹل، غذائی اشیاء اسی طرح کے معاہدوں کے تحت خریدتے ہیں)۔

(ب)...... حاکم وقت کی طرف سے ایسا قانون جاری کر دیا جائے جس کے ذریعے وعدہ کو "قضاءً" لازم کیا گیا ہو (تو اس پر بھی عمل کرنا شرعاً ضروری ہے)۔

(17)......جن (صورتوں) میں وعدہ کو "قضاءً" پورا کرنا لازم ہے۔ اگر ان میں وعدہ کرنے والے نے وعدہ کی خلاف ورزی کی تو اسے یا تو وعدہ کے مطابق بیع مکمل کرنے کا حکم دیا جائے گا (اور) یا (اس بات کا حکم دیا جائے گا کہ) وہ "موعود لہ" (یعنی جس کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا) کو اس کے عملی (حقیقی) مالی نقصان (Actual Damages) کا معاوضہ ادا کرے جو اس کی وعدہ خلافی کی وجہ سے اسے پہنچا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ بائع جس سے وعدہ کیا گیا تھا وہ مبیع کو اپنے اصل خرچ سے کم میں، بازار میں بیچنے پر مجبور ہوا تو معاوضہ کی مقدار، وہی فرق ہے جو اس اصل خرچ میں ہے، جس سے بائع نے یہ سامان خریدا تھا اور اس حقیقی ثمن میں ہے جس کے بدلے بائع نے بازار میں اُسے بیچا ہے۔ وعدہ کرنے والا اسی فرق کی ادائیگی کے ذریعے اس کو (موعود لہ) معاوضہ دے گا۔

"بیع عربون اور ھامش الجدیۃ"
(Down payment and Earnest Money)

"بیع عربون"

(18)......بیع "عربون" اسے کہتے ہیں کہ مشتری کچھ متعین عرصے تک اپنے لیے

اختیار کی شرط لگاتا ہے اور بائع کو کچھ رقم ادا کر دیتا ہے، جسے ''عربون'' کہتے ہیں۔

ساتھ ہی یہ شرط ہوتی ہے اگر اس نے بیع کو نافذ کر دیا تو ''عربون''، ثمن کا ایک حصہ بن جائے گا اور اگر اس نے بیع کو فسخ کر دیا تو بائع ''عربون'' کا مستحق ہوگا اور وہ مشتری کو یہ رقم واپس نہیں کرے گا۔ اس شرط کے ساتھ بیع جمہور فقہا کے نزدیک جائز نہیں ہے لہٰذا بائع کے لیے معاملہ فسخ ہونے کی صورت میں ''عربون'' اپنے پاس رکھ لینا ناجائز ہے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اسے مشتری کو واپس کر دے۔ سوائے اس کے کہ مسلمان حاکم نے کسی شہر میں اس بارے میں حکم جاری کر دیا ہو (یعنی اس کے جائز ہونے کا قانون بن چکا ہو)۔ (تو اس طرح لین دین کی گنجائش ہوگی)

''ھامش الجدّیۃ''

(19)......''ہامش الجدیۃ'' وہ رقم ہے جو مشتری بائع کو بیع کے مکمل کرنے سے پہلے کسی چیز کی خریداری کے وعدہ کے وقت ادا کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ اس وعدہ میں اپنی سنجیدگی کو ثابت کر دے۔

اور اس رقم کا حکم ''عربون'' والا نہیں ہے، بلکہ یہ بائع کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اگر یہ بیع کسی بھی وجہ سے مکمل نہیں ہوتی تو وہ یہ رقم اس کے مالک کو واپس کر دے۔

(وضاحت: فقه البيوع میں "عربون" اور "هامش الجدية" کے درمیان تین اعتبار سے فرق کیا گیا ہے۔ ''عربون'' کو بیع کے بعد ادا کیا جاتا ہے اور ''ھامش الجدیۃ'' کو اس سے پہلے "عربون" اس بیع میں دیا جاتا ہے جس میں خیار شرط (Option Condition) ہوتا ہے اور ''ھامش الجدیۃ'' عام بیع میں ادا کیا جاتا ہے "عربون" کے بارے میں اختلاف ہے کہ بیع فسخ ہونے کی صورت میں اس کو واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ''ھامش الجدیۃ'' کی

واپسی کے لازم ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ تینوں فرق فقہی اعتبار سے ہیں، جب کہ عام طور پر ان دونوں لفظوں کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔)

(دیکھیں: فقہ البیوع کا فقرہ نمبر 38)

''مزایدہ (Auction) اور مناقصہ (Reverse Auction/Tenders)''

زیادہ سے زیادہ قیمت پر بیع/نیلامی

(20)......زیادہ قیمت کی بولی پر بیچنا جائز ہے جبکہ یہ بولی جس چیز پر لگائی جا رہی ہے، اس کی شریعت میں اجازت ہو۔ زیادہ بولی پر نیلامی کا صرف اعلان بائع کی طرف سے ''ایجاب'' نہیں ہے بلکہ وہ صرف ایسی بولی میں شامل ہونے کی دعوت ہے۔

اس بولی میں شرکت کرنے والوں کی طرف سے اس چیز کی قیمت لگانا ان کی طرف سے ایجاب ہے جس کے بعد بائع کی طرف سے قبول کی ضرورت ہوگی۔

بائع کو یہ اختیار ہے کہ وہ تمام پیش کش رد کر دے، جیسے اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ پہلے سے اعلان کردہ ایک ثمن کو مخصوص کر لے۔

(یعنی المزايدة مع الاحتفاظ، Auction with Reserve)

جس شخص نے بھی بولی لگائی ہے وہ بائع کے قبول کرنے سے پہلے اپنی بولی سے رجوع کر سکتا ہے، ہاں اگر بائع نے اس کی بولی کو قبول کر لیا اور وہی بولی بائع کی طرف سے

حتمی طور پر طے ہوگئی تو اسے اپنی بولی سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

کسی دوسرے کی بولی پر اپنی بولی بڑھا کر پیش کرنا، اس سے پہلے کہ کسی ایک کی بولی حتمی طور پر طے ہوئی ہو تو یہ "سوم علی سوم اخیہ" (یعنی اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے لگائی گئی قیمت پر اپنی طرف سے زیادہ قیمت لگانا، جس کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے) یہ اس میں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی بائع کا رجحان اس کی طرف نہیں ہوا ہے۔

نیلامی پر بیچنے والے کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ سب سے بڑی پیش کش کو قبول کرے بلکہ وہ کم پیش کش بھی قبول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ سوائے ان معاملات کے جن میں قانونی طور پر بڑی پیش کش قبول کرنا اس کے لیے لازم ہو، بشرطیکہ ثمن کی فوری ادائیگی ہو۔

(21)...... "نجش" جائز نہیں ہے، یہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص بولی لگاتا ہے لیکن اس کا چیز خریدنے کا ارادہ نہیں ہوتا، وہ صرف اس لیے بولی لگاتا ہے تاکہ دیگر لوگ شوق سے اس سے زیادہ بولی لگائیں۔ (مزید دیکھیں: شق215)

اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ نیلامی میں شریک افراد یہ گٹھ جوڑ (اتفاقِ رائے) کر لیں کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے زیادہ بولی نہیں لگائے گا، جب کہ اس میں بائع کا یا نیلامی کے دیگر شرکاء کا نقصان ہو۔

کم سے کم قیمت پر بیع، ٹینڈر

(22)...... "مناقصہ، مزایدہ" کے بالکل برعکس ہے۔

اس میں کسی سامان کی خریداری یا سروس (خدمت) کی فراہمی کے لیے سستے ترین

ریٹ تک پہنچنے کی کوشش اس طرح ہوتی ہے کہ ضرورت مند فریق دلچسپی رکھنے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ متعینہ شرائط اور اوصاف کے مطابق اپنی اپنی بولیاں (ٹینڈر) پیش کریں۔

یہ جائز ہے اور "مزایدہ" میں ذکر کیے گئے تمام احکام اس پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

(23)...... "مزایدہ" یا "مناقصہ" چاہنے والے فریق کی طرف سے تیار کردہ شرائط کا رجسٹر، منصفانہ قیمت پر بھیجنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ ایسی ہدایات اور تفاصیل پر مشتمل ہو جن کی ضرورت شرکاء کو پیش آتی ہے تاکہ وہ "مناقصہ" یا "مزایدہ" میں شرکت سے پہلے "سمجھ بوجھ" حاصل کر لیں۔

(24)...... یہ جائز ہے کہ شرکاء سے کچھ رقم اس لیے طلب کی جائے تاکہ وہ اس میں اپنی سنجیدگی کو ثابت کر دیں۔

اس پر "ہامش الجدیۃ" کے تمام احکام لاگو ہوں گے جو شق نمبر ۱۹ میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

"معاملہ کرنے والے (متعاقدین)
(Contractors) کے بارے میں احکام"

بیع کے جائز ہونے کی پہلی شرط

(25)...... بیع کے درست ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ دونوں معاملہ کرنے والے عقل مند ہوں سمجھدار ہوں۔

(26)......مجنون شخص یا ایسے بچے کی بیع جو سمجھ نہ رکھتا ہو بالکل منعقد نہیں ہوتی۔

(27)......سمجھدار بچے کی بیع اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی، خواہ وہ اجازت معاملہ سے پہلے ہو یا بعد میں اور وہ اجازت خاص ہو یا عام ہو۔اور یہ اجازت صرف اسی قسم تک محدود رہے گی جس میں ولی نے (بچے کو) اجازت دی ہے اور یہ اجازت ایسی قسم کے بارے میں نہیں ہوگی جس کی ولی نے اجازت نہ دی ہو۔

اسلام اور آزادی شرط نہیں ہے

28) بیع کے صحیح ہونے کے لیے دونوں معاملہ کرنے والوں کا مسلمان ہونا اور آزاد ہونا اور تندرست اعضاء والا ہونا شرط نہیں ہے۔

لیکن کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کو قرآن مجید کے نسخے ایسی صورت میں بیچے جب اس (غیر مسلم) کی طرف سے ان نسخوں کی اہانت کا اندیشہ ہو۔

دوسری شرط :دو افراد کا معاملہ کے ایجاب و قبول (Offer and Acceptance) کو انجام دینا

(29)......بیع کے درست ہونے کے لیے لازم ہے کہ بیع دو افراد کے درمیان اس طرح ہو کہ ایک شخص ایجاب کرے اور دوسرا قبول کرے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک شخص معاملہ کے دونوں پہلوؤں (ایجاب و قبول) کا مالک بن جائے۔

لہٰذا اگر کسی شخص کو کسی نے اپنا سامان بیچنے کا وکیل بنایا تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ سامان اپنی ذات کے لیے خریدے۔

(اسی طرح) اگر اسے کسی چیز کے خریدنے کا وکیل بنایا تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ سے وہ چیز خریدے۔

پہلی صورت میں اگر اس نے اپنے آپ کو وہ چیز بیچ دی یا دوسری صورت میں اپنے آپ سے وہ چیز خرید لی تو یہ بیع مؤکل (اہل شخص) کی اجازت پر موقوف رہے گی۔ اگر مؤکل نے اس کی اجازت دے دی تو یہ اس کی طرف سے قبول ہوگا۔(اور بیع مکمل ہو جائے گی)

(30)......شق نمبر 29 میں ذکر کیے گئے قاعدہ سے یہ صورت مستثنیٰ (خارج) ہوگی، جب کوئی والد اپنے چھوٹے بیٹے کا مال اپنے آپ کو بیچ دے یا اس کے لیے کوئی چیز اپنے آپ سے خریدے (تو یہ جائز ہے)۔

اس میں یہ شرط ہوگی کہ یہ (خرید و فروخت) ثمن مثل (عام مارکیٹ کی قیمت) کے ساتھ ہو، یا صرف اتنا فرق ہو جس کو عام طور پر لوگ برداشت کرتے ہیں۔

البتہ یتیم کے وصی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یتیم کا مال اپنے آپ کو بیچے یا اپنے آپ سے خریدے سوائے ایسی صورت کے جب یتیم کا اس میں واضح طور پر فائدہ ہو۔

گناہوں کے آلات کی بیع

(31) اگر مشتری کا ارادہ اپنی خریدی ہوئی چیز سے کسی گناہ کا کام کرنے کا ہو تو اس کے حکم کی یہ مختلف صورتیں ہوں گی۔

(الف) اگر بائع کا ارادہ یہ ہو کہ وہ گناہ کے کام پر مشتری کی مدد کر رہا ہے۔

اس طرح کہ اس کی نیت ہی اس گناہ کے لیے تعاون کی ہے۔ یا معاملہ میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ بائع اس چیز کو اسی لیے بیچ رہا ہے تاکہ مشتری اس کو گناہ کے کام میں استعمال کرے جیسے انگور یا اس کے شیرے کی بیع، اس وضاحت کے ساتھ کہ اس سے شراب تیار کی جائے گی۔

یا مبیع ایسی چیز ہے جس کو صرف گناہ کے کام میں ہی استعمال کیا جاتا ہو، جیسے اس بت کی بیع کرنا جس کی عبادت کی جاتی ہے۔

(ان تینوں صورتوں میں) یہ معاملہ حرام ہے، یہ معاملہ منعقد ہی نہیں ہوگا اور بائع گناہ گار ہوگا۔

گناہ کا سبب بننے والی چیزوں کی بیع

(ب)...... جب بائع کا ارادہ تو گناہ (کے کام) پر مدد کرنے کا نہ ہو لیکن یہ بیع اس گناہ کے کام کے لیے سبب بن رہی ہو تو یہ معاملہ حرام نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ (بیع) اس گناہ کے کام کے لیے ایسا سبب بن رہی ہے جس سے اس گناہ پر آمادگی ہوتی ہو تو یہ بیع حرام ہے۔

اور اگر یہ (بیع) گناہ کے لیے آمادگی کا ذریعہ تو نہیں لیکن گناہ کے لیے قریبی سبب ہے، اس طرح کہ مبیع کو موجودہ شکل میں ہی گناہ کے کام کے لیے استعمال کیا جائے گا اور (اس میں گناہ کا ارتکاب) کرنے والے کی طرف سے کوئی نئی تبدیلی نہیں کرنی پڑے گی تو یہ بیع مکروہ تحریمی ہے۔ ورنہ (یعنی یہ بیع گناہ کے لیے نہ تو ایسا سبب بن رہی ہو، جس سے گناہ پر آمادگی ہوتی ہے اور نہ ہی سبب قریب کہ بالکل اسی شکل میں گناہ کے لئے استعمال ہوگی تو) یہ بیع مکروہ تنزیہی ہوگی۔

بیع کے جائز ہونے کی تیسری شرط :

رضامندی (Consent)

(32) بیع کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دونوں معاملہ کرنے والوں کی رضامندی سے ہو۔

(33)...... "مکرَہ" شخص (یعنی جس کو بیع پر مجبور کیا گیا ہو) کی بیع فاسد ہوگی اور اکراہ (زبردستی) کی حالت ختم ہو جانے کے بعد (بیع) اس کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

اگر اس نے اکراہ (زبردستی) کی حالت ختم ہو جانے کے بعد اجازت دے دی تو بیع نافذ ہو جائے گی اور اگر اس نے اس (بیع) کی اجازت نہ دی تو یہ باطل ہو جائے گی اور "مکرِہ" (یعنی جس نے بیع پر مجبور کیا ہو) کی طرف سے اس مبیع میں کیے گئے تمام تصرفات ختم ہو جائیں گے۔

اِکراہ (Force) اور دباؤ (Pressure) پر پہلی تفریع

(34)...... بیع کے بارے میں اکراہ (زبردستی) یہ ہے :

جس چیز کے ذریعے اکراہ کیا جا رہا ہے اس سے جان چلی جاتی ہو، یا کوئی (انسانی) عضو ضائع ہوتا ہو، یا اس سے ایسا غم پیدا ہوتا ہو جس سے (انسان کی) رضامندی ختم ہو جاتی ہے۔

لہٰذا اس میں مکرَہ (جس کو مجبور کیا گیا ہو) شخص کی جان کو، یا اس کی اولاد کو، یا اس کے والد کو، یا اس کی بیوی کو، یا کسی بھی "ذی رحم محرم" رشتہ دار کو تکلیف پہنچانے کی دھمکی شامل ہے، خواہ بدنی تکلیف ہو، یا مالی، یا اس چیز کی دھمکی ہو کہ "مکرَہ" (جس کو مجبور کیا گیا ہے) کو کسی ظالم شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

غیر قانونی دباؤ (Under influnce)

(35)...... غیر قانونی دباؤ یا اکراہ (زبردستی) کی نسبت ایک معمولی قسم ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی وجاہت (مرتبہ) کو استعمال کر کے کسی ہدف تک پہنچا جائے۔ معاملات میں اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ انسان اپنے منصب یا رتبہ، یا ذہنی ہیبت کو استعمال کرتے ہوئے کسی ایسے شخص کے ساتھ معاملہ کرے جو اس سے مرتبہ میں کم ہے۔

جسے بیٹا باپ کے سامنے، یا شاگرد استاد کے سامنے، یا مرید شیخ کے سامنے، یا ماتحت شخص اپنے سربراہ کے سامنے۔

لہٰذا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کم مرتبہ والے شخص نے اپنے سے بلند مرتبہ شخص سے معاملہ ایسے دباؤ کی وجہ سے کیا ہے کہ وہ اس کی تجویز کو رد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا، تو اس نے باوجود اس کے کہ وہ حقیقی طور پر اس معاملہ سے راضی نہیں تھا پھر بھی یہ معاملہ کر دیا ہے۔

تو غیر قانونی اثر ورسوخ سے ہونے والی بیع، اگر معاملہ کرنے والے کو معلوم ہو کہ دوسرا فریق دلی طور پر اس بیع سے خوش نہیں ہے، اور اس نے صرف دباؤ کی وجہ سے یہ بیع کی ہے تو یہ بیع دیانۃً ناجائز ہے۔

لیکن اگر یہ بیع بغیر کسی ''اکراہ'' یا مجبوری یا دھوکے، کے ہوئی ہے تو بیع نافذ ہو جائے گی۔

دوسری تفریع :اضطرار واحتیاج

(36)...... ''مضطر'' (مجبور) شخص کی بیع کا حکم ''اضطرار'' کی مختلف صورتوں کے اعتبار سے یہ ہوگا :

(الف) ...... اگر اضطرار کسی دوسرے شخص کے اکراہ کی وجہ سے ہے تو یہ ''مکرَہ'' (مجبور) شخص کی بیع میں داخل ہوگا جیسا کہ فقرہ نمبر 33 میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(ب)...... کوئی شخص شدید بھوک کی حالت میں، جس میں اسے یہ ڈر تھا کہ اگر اس نے بیع نہیں کی تو اس کی اپنی جان، یا اس کے گھر والوں کی جان چلی جائے گی، تو وہ مجبور ہو گیا کہ کوئی چیز خریدے یا بیچے۔

مثال کے طور پر کہ وہ بھوکا ہو اور اس کے سوا اس کے پاس کھانا (حاصل کرنے) کا

کوئی راستہ نہ ہو کہ وہ کھانا زیادہ ثمن کے بدلے خریدے، یا اس طرح کہ وہ اپنے کچھ مال کو عام ثمن کے مقابلے میں بہت کم ثمن کے بدلے میں بیچ دے، اور ایسا وہ صرف اس لیے کر رہا ہے کہ اپنی یا اپنے گھر والوں کی بھوک مٹائے۔

اس حالت میں اگر اس نے کوئی چیز بیچی یا خریدی عام ثمن کے بدلے میں تو بیع صحیح ہے اور اگر بہت زیادہ فرق کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو بیع فاسد ہے۔

لیکن ایسی حالت میں جب کوئی چیز خریدنے کی صورت ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خریدی ہوئی چیز کو اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے استعمال کر لے، لیکن اس پر اس چیز کا صرف عام ثمن ہی لازم ہوگا۔

(ج)...... کوئی شخص اپنی غربت کی وجہ سے یا قرض خواہوں کے مطالبہ کی وجہ سے کوئی چیز بیچنے پر مجبور ہو جائے تو یہ ''اضطرار'' کے اصطلاحی معنی میں داخل نہیں ہے۔

لہٰذا اس نے یہ جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے اگرچہ عام ثمن کے ساتھ فرق سے ہو لیکن جو شخص اس کے ساتھ معاملہ کر رہا ہے اس کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ اس حالت میں اتنے فرق کے ساتھ معاملہ کرے۔ (کیونکہ یہ مروّت کے خلاف ہے)

تیسری تفریع :زبانی دھوکہ (Misrepresentation) اور عملی دھوکہ (Fraud)

37) تغریر (زبانی دھوکہ دینا) اس کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ کرنے والے دونوں افراد میں سے ایک کوئی ایسی بات بیان کرتا ہے جس کی بناء پر دوسرا فریق اپنی مرضی سے معاملہ میں شامل ہو جاتا ہے، پھر پتہ چلتا ہے کہ یہ بات خلاف حقیقت تھی۔

اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں :

(الف)......مبیع کی جنس کو بیان کرنے میں دھوکہ دینا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیولر (زیورات کا تاجر) یہ کہے کہ یہ سونے کا زیور ہے لیکن پھر پتہ چلے کہ یہ تو چاندی کا زیور ہے جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے، ایسی صورت میں بیع باطل ہوگی۔

(ب)......مبیع کا وصف بیان کرنے میں دھوکہ دہی سے کام لیا گیا ہو۔اس کی مثال یہ ہے کہ گاڑی بیچنے والا یہ کہے کہ یہ نئی گاڑی ہے، یا کسی مخصوص شہر کی تیار شدہ ہے، پھر پتہ (چلے کہ) حقیقت اس کے خلاف ہے تو اس پر "خیار فوات الوصف" (وصف کے فوت ہونے کے خیار) کے احکام لاگو ہوں گے، جس کی تفصیل "خیار" کے مباحث میں آگے آرہی ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔(دیکھیں: شق نمبر158)

(ج)......مبیع کی بازاری قیمت (Market Value) کو بیان کرنے میں دھوکا دہی سے کام لیا گیا ہو۔اس کی مثال یہ ہے کہ بائع یہ کہے کہ مبیع کی قیمت بازار میں ہزار روپے ہے پھر پتہ چلے کہ یہ (قیمت) تو مثلاً پانچ سو روپے ہے۔یا مشتری بائع سے کہے کہ اس (مبیع) کی قیمت بازار میں پانچ سو روپے ہے اور وہ، بائع سے پانچ سو روپے میں مبیع خریدلے پھر بائع کو پتہ چلے کہ یہ چیز بازار میں ایک ہزار روپے کی فروخت ہوتی ہے۔

اس صورت پر "خیار المغبون" (دھوکہ دینے کی وجہ سے خیار) کے احکام لاگو ہوں گے اور اس کی تفاصیل آگے "خیار" کی بحث میں آئیں گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔
(دیکھیں: شق نمبر165)

(38)......"تدلیس" (عملی دھوکہ دہی) یہ ہے کہ بائع مبیع میں کچھ ایسا کام کردے کہ

جس سے اس میں کوئی کمال سمجھ میں آتا ہو جو درحقیقت اس میں موجود نہیں ہے۔جیسے پرانے کپڑے کو ایسا رنگ دینا کہ وہ نیا نظر آئے۔اس کا حکم بھی زبانی دھوکہ دینے کے حکم جیسا ہے کہ اگر اس میں "غبن فاحش" (قیمت میں بہت زیادہ اضافہ) ہو یا مبیع کا کوئی ایسا وصف موجود نہ ہو جس کی رغبت سے اسے خریدا جارہا ہے تو مشتری کو فسخ کا اختیار ملے گا۔

بعض حالات میں مشتری کو تاوان مانگنے یا اپنے نقصان کی تلافی کا حق ہوگا۔اس طرح کہ مشتری بائع سے اس فرق کا مطالبہ کرے جو ناقص مبیع اور کامل مبیع کی قیمت کے درمیان ہے۔

اس کی تفصیل خیارات کی بحث میں آئے گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔ (دیکھیں: شق نمبر 165)

چوتھی تفریع: مبیع کے وجود، یا بائع کی پہچان، یا مبیع کی پہچان میں غلطی

(39)......معاملہ میں اس طرح غلطی ہونا کہ دونوں معاملہ کرنے والے افراد یا ان میں سے ایک، کسی غلط گمان کی بناء پر معاملہ کرلیں۔

اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوتی ہیں:

(الف)......مبیع کے وجود میں غلطی کرنا:

اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس یقین سے بیع کی گئی کہ مبیع موجود ہے، پھر پتہ چلا کہ وہ تو موجود نہیں ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ زید نے کچھ متعین سبزیاں فروخت کیں جو اس کے سٹور میں تھی، اور مشتری بیع سے پہلے ان کو دیکھ چکا تھا لیکن جب سٹور کھولا گیا تو سبزیاں بیع سے پہلے ہی ضائع ہو چکی تھیں، یا چوری ہو چکی تھیں، تو بیع باطل ہوگی۔

(ب)...... اس بارے میں غلطی کرنا کہ یہ یقین ہو کہ مبیع مشتری کی ملکیت میں نہیں ہے۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ زید عمرو سے کوئی زمین اس خیال سے خریدتا ہے کہ عمرو اس کا مالک ہے پھر پتہ چلتا ہے کہ یہ زمین تو خود مشتری کی اپنی ملکیت ہے، مثال کے طور پر مشتری کسی کا وارث ہونے کی وجہ سے اس کا مالک بنا ہے اور خریدتے وقت اس کو یہ بات معلوم نہیں تھی۔

اس صورت میں بیع باطل ہے کیونکہ مبیع بائع کی ملکیت میں نہیں ہے۔

(ج)......''استحقاق''(کسی اور کا مالک نکل آنا) اس کی صورت یہ ہے کہ زید عمرو سے کوئی چیز اس یقین سے خریدتا ہے کہ وہ (عمرو) اس کا مالک ہے۔ پھر گواہوں کے ذریعے ثابت ہو جاتا ہے کہ حقیقی مالک خالد ہے، عمرو نہیں ہے۔

بیع صرف''استحقاق''(کسی اور کے مالک نکل آنے) ثابت ہونے سے فسخ نہیں ہوتی بلکہ بیع (اصل) مستحق (مالک) کی اجازت پر اس وقت تک موقوف رہتی ہے جب تک وہ مستحق (حقیقی مالک) مبیع پر قبضہ کر لے یا بائع مشتری کو ثمن واپس کر دے۔

اگر حقیقی مالک نے بیع کی اجازت دے دی تو مشتری کی ملکیت مبیع پر برقرار رہے گی اور حقیقی مالک بائع سے ثمن وصول کر لے گا۔ اور اگر اس (حقیقی مالک) نے بیع کی اجازت نہیں دی تو بیع فسخ ہو جائے گی اور وہ اس بات کا حق دار ہو گا کہ مشتری سے مبیع اپنے قبضہ میں لے لے اور مشتری بائع سے ثمن وصول کر لے گا۔

(د)...... مبیع کو پہچاننے میں غلطی کرنا :

اس کی صورت یہ ہے کہ مبیع کی جنس یا اس کے ایسے بنیادی وصف کو پہچاننے میں غلطی

ہو جس پر معاملہ کی بنیاد رکھی گئی ہے یا اس کی مقدار کو پہچاننے میں غلطی ہوئی ہو، اس طرح کہ بیع کا معاملہ اس خیال سے کیا گیا کہ معقود علیہ (مبیع) ایک جنس سے ہے، پھر پتہ چلا کہ وہ تو کسی دوسری جنس سے ہے، جیسے کسی شخص نے (کوئی چیز) خریدی یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس نے جو چیز خریدی ہے، وہ سونا ہے، پھر پتہ چلا کہ یہ تو چاندی ہے۔

اسی طرح اگر جنس تو ایک ہی ہو لیکن معقود علیہ (مبیع کی حقیقت) کے درمیان اور معاملہ کرنے والا جو خیال کر رہا ہے اس کے درمیان بہت زیادہ فرق ہو۔

یہ غلطی اگر دونوں معاملہ کرنے والوں کی طرف سے ہو (Mutual Mistake) اور دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ انہوں نے غلطی سے یہ معاملہ کیا ہے تو یہ معاملہ باطل ہو جائے گا۔ اور اگر غلطی دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے ہو (Unilateral Mistake) اور اس میں دوسری جانب سے''تغریر'' یا''تدلیس''(زبانی یا عملی دھوکہ بازی۔ دیکھیں : شق نمبر 37 اور 38، حصہ بیوع) بھی نہ ہو تو حکم ہر معاملہ کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہو گا۔

اس سلسلے میں جس ضابطے پر عمل کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس نقصان کے معیار کو جانا جائے جو اس غلطی کی وجہ سے ہوا ہے اور اسی طرح یہ متعین کیا جائے کہ اس غلطی کے نقصان کی ذمہ داری کس پر ہے۔

یہ ایسی بات ہے کہ جس میں ایک معاملہ دوسرے معاملہ سے، اور ایک حال دوسرے حال سے بالکل الگ ہو سکتا ہے۔ ان جیسی چیزوں میں فیصلہ کن بات کو عدالتی فیصلے سے، ہی طے کیا جاتا ہے اور قاضی ہر قضیہ (کیس) میں جو اس کے سامنے پیش کیا گیا ہو اس طرح فیصلہ کرتا ہے جس کو وہ انصاف اور ثابت شدہ اصولوں کے زیادہ موافق سمجھتا ہے۔

پانچویں تفریع :غیر حقیقی بیع

(40)......بیع التلجئة او الهزل،(ظاہری یا غیر حقیقی بیع Unreal Contract)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو معاملہ کرنے والے پہلے سے یہ سمجھوتہ کر کے معاملہ کرتے ہیں کہ ان دونوں کا ارادہ اس سے حقیقی بیع کا نہیں ہے۔ وہ اپنے علاوہ دیگر لوگوں کے سامنے کسی وجہ سے بھی بیع کے معاملہ کا اظہار کرتے ہیں۔

"تلجئة" کا حکم یہ ہے کہ اگر ان دونوں نے بیع سے پہلے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ابھی وہ دونوں جو بیع کریں گے وہ "ہزل" (غیر حقیقی) ہوگی اور یہ بیع ان کا مقصد نہیں ہے، پھر جب یہ دونوں بیع کریں گے تو ایسی بیع باطل ہوگی اور منعقد نہیں ہوگی۔ جو شخص بھی بیع کے غیر حقیقی ہونے کا دعویٰ کرے گا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ (بیع سے) پہلے والے سمجھوتے کو ثابت کرنے کے لیے گواہ پیش کرے۔ البتہ جس صورت میں یہ "تلجئہ" یا "ہزل" ثمن کی جنس یا اس کی مقدار میں ہو لیکن اس بات پر دونوں معاملہ کرنے والوں کا اتفاق ہو کہ اصل بیع حقیقی ہوگی تو سابقہ سمجھوتے کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور بیع "قضاءً" اسی ثمن پر منعقد سمجھی جائے گی جس کو دونوں نے عقد (معاملہ) کے وقت بیان کیا تھا۔

(41)......"عقود صوریہ"

(بے نامی معاملات،Ostensible Contract/Benami Contract)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مبیع کو حقیقی مشتری کے علاوہ کسی دوسرے کے نام سے اس لیے خریدا جاتا ہے تاکہ سرکاری دفاتر میں اس بیع کو کسی مصلحت (مثلاً ٹیکس بچانے کیلئے) کی وجہ سے کسی غیر شخص کے نام پر رجسٹرڈ کیا جائے، اور حقیقی مشتری ہی ثمن ادا کرتا ہے۔ اس

صورت میں حقیقی مالک وہ ہی سمجھا جائے گا جس نے ثمن ادا کیا تھا، جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ہی حقیقی مشتری ہے اور رجسٹریشن صرف ظاہری طور پر تھی۔

خاتمہ :رضامندی کی شرط سے مستثنیٰ چار صورتیں

(42)......بیع میں دونوں معاملہ کرنے والوں کے راضی ہونے کی جو شرط لگائی گئی ہے، اس سے یہ صورتیں مستثنیٰ (خارج، الگ) ہوں گی:

(الف)......حکومت کو کسی حقیقی عمومی حاجت کی بنیاد پر زمین خریدنے کی ضرورت پڑ جائے اور یہ ضرورت اس زمین کے بغیر پوری نہ ہو رہی ہو تو حکومت کے لیے جائز ہے کہ وہ (زمین کے) مالک سے اس کی وہ (زمین) ادائیگی کے دن کے مارکیٹ ریٹ پر خرید لے۔ زمین اس کے مالک سے صرف تب ہی لی جائے گی جب اس کو ثمن ادا کر دیا جائے۔

(ب)......اگر تاجر حضرات شہر والوں کی ضرورت کی چیزیں ذخیرہ کر لیں تو حکومت کے لئے جائز ہے کہ وہ ان کی ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کو بیچ دے اگرچہ وہ (تاجر) اس پر راضی نہ ہوں۔

(ج)......اگر حکومت کی طرف سے منصفانہ بنیاد پر شرعی شرائط کے ساتھ قیمت مقرر کی گئی ہو تو تاجر حضرات کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ مقررہ قیمت میں اضافہ نہ کریں اگرچہ وہ اس قیمت پر راضی نہ ہوں۔

(د)......غیر منقولہ مبیع (جیسے زمین) پر شفعہ کرنے والا (اپنے حق) شفعہ کی بنا پر وہ مبیع لے گا۔

حق شفعہ سب سے پہلے اصل مبیع میں شریک کو ملتا ہے، پھر مبیع کے حقوق میں شریک کو، پھر ساتھ ملے ہوئے پڑوسی کو۔

مبیع اور ثمن کے احکام اور بیع کے صحیح ہونے کیلئے ان دونوں کی شرائط

"بیع کے منعقد ہونے کی پانچ شرائط"

پہلی شرط :مال ہونا

(43)......بیع کے منعقد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ دونوں عوض (مبیع اور ثمن) میں سے ہر ایک مال ہو۔لہٰذا جو چیز مال نہیں ہوگی اس کی بیع منعقد نہیں ہوگی بلکہ وہ بیع باطل ہے۔

مال :ہر وہ عین (Tangible Things) ہے یا وہ ہمیشہ ملنے والا جائز فائدہ ہے جس کی لوگوں کے درمیان کوئی مادی (یعنی روپے، پیسوں میں) قیمت ہو۔

(44)......حقوق (Rights) کی خرید وفروخت کے حکم کے بارے میں یہ تفصیل ہے:

(ا)۔وہ حقوق جن کی بیع یا مال کے بدلے اُن سے دستبرداری (Abandoment) جائز ہے

(الف)......وہ حقوق کسی نقصان سے بچانے کے لیے شریعت میں ثابت ہوتے ہیں، ان کا ثبوت خود اصالۃً (بنیادی طور پر۔Basically) نہیں ہوتا تو ان کا عوض لینا کسی شکل میں بھی جائز نہیں ہے، نہ تو بیع کے طور پر اور نہ ہی صلح اور دست برداری (Abandoment) کے طور پر جیسے شفعہ کا حق (یعنی شریک یا پڑوسی ہونے کی بنیاد پر، فروخت ہونے والی زمین کو خریدنے کا ترجیحی حق) اور عورت کی باری کا حق (جب ایک سے زائد بیویاں ہوں) اور جس (عورت) کو (شوہر کے اختیار دینے کی وجہ سے) نکاح فسخ کرنے کا اختیار ملتا ہے اس کا یہ حق۔

(ب)......وہ حقوق جو ابھی ثابت شدہ نہیں ہیں اور مستقبل میں ان کے حاصل ہونے کی توقع ہے تو ان کا عوض لینا بھی کسی شکل میں جائز نہیں ہے۔

جیسے "مورث" (دوسرے لوگ جس کے وارث ہوں) کی زندگی میں وراثت کا حق اور ریٹائرمنٹ پر پنشن (Pension) حاصل کرنے کا حق۔

(ج)......وہ شرعی حقوق جو اپنے مالکان کے لیے خود اصالۃً (بنیادی طور پر) ثابت ہوتے ہیں لیکن وہ شرعی طور پر ایک (شخص) سے دوسرے (شخص) کی طرف منتقل ہونے کے قابل نہیں ہوتے تو بیع کے ذریعے ان کا عوض لینا جائز نہیں ہے لیکن صلح اور مال کے بدلے دست برداری کے ذریعے ان کا عوض لینا جائز ہے۔

جیسے قصاص کا حق، اور شوہر کا بیوی کو اپنے نکاح میں رکھنے کا حق کہ اس پر خلع اور مال کے بدلے طلاق کے ذریعے صلح کرنا جائز ہے۔

(د)......وہ معروف حقوق جو دراصل بعض اعیان (یعنی مستقل اشیاء) کے فوائد میں سے دائمی منافع (ہمیشہ حاصل ہونے والے فوائد) سے عبارت ہوتے ہیں، جیسے راستے پر گزرنے کا حق، اور پانی لینے کی باری کا حق، اور پانی گرانے (سیوریج) کا حق، اور بالائی منزل بنانے کا حق۔

تو ان (حقوق) کی بیع اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بیع کے جائز ہونے کے لیے وہاں کوئی اور رکاوٹ موجود نہ ہو، جیسے "غرر (دھوکہ) اور جہالت کا ہونا" (حقوق کی) اسی قسم میں تجارتی نام (Trade Name) اور تجارتی علامت (Trade Mark) اور امتیازی حق (Franchise) کی بیع بھی شامل ہیں، بشرطیکہ اس میں صارفین (کسٹمر، یہ اشیاء استعمال کرنے والے) کو کوئی اشتباہ، یا دھوکہ نہ دیا گیا ہو۔

اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ایسی بیع کا عام لوگوں میں اعلان کر دیا جائے اور بائع مشتری کو اپنی مہارت اور پیشہ وارانہ طریقہ کار بھی منتقل کرے۔

اس میں کسی چیز کو ایجاد کرنے پر ملنے والا حق (Innovation)، کتابوں کی اشاعت کے حقوق (Copyrights)، تجارتی لائسنس (Trade License) کی بیع بھی شامل ہے، بشرطیکہ قانونی طور پر اس کی اجازت ہو اور اس سے جھوٹ اور دھوکہ لازم نہ آتا ہو۔

(۲) وہ حقوق جن کی بیع جائز نہیں، لیکن مال کے بدلے ان سے دستبرداری (Abandoment) جائز ہے

(ھ) "حق اسبقیة" (کسی چیز کا اس کو پہلے حاصل کرنے کی وجہ سے حق دار بننا) جیسے (ایسی زمین، جس کا کوئی مالک نہ ہو اس کو) پتھر کے نشانات لگانے کے بعد قابل کاشت بنانے کا حق۔

اس (حق) کی بیع تو جائز نہیں ہے لیکن صلح کی بنیاد پر مال لے کر اس سے دست بردار ہو جانا جائز ہے۔

بیع اور عوض لے کر دست بردار ہونے میں فرق یہ ہے کہ بیع سے تو حق مشتری کو منتقل ہو جاتا ہے جب کہ صرف دست بردار ہونے سے حق اس شخص کی طرف منتقل نہیں ہوتا جس کے حق میں وہ دست بردار ہوا ہے۔ اس سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ دست بردار ہونے والے کی طرف سے مزاحمت (مقابلہ) ختم ہو جاتی ہے۔ تو اب وہ شخص زمین کو قابل کاشت بنا کر اپنا حق حاصل کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہاں دست بردار ہونے والے کے علاوہ کسی اور کی طرف سے مزاحمت نہ ہو۔

(و)......ملازمت (Employment) کا حق، اگرچہ اس کی بیع تو جائز نہیں ہے لیکن مال لے کر اس سے دست بردار ہونا جائز ہے۔ اسی طرح گھر یا دکان کو کرایہ پر لینے کا حق، اس کی بیع جائز نہیں ہے لیکن مالی معاوضہ لے کر اس سے دست بردار ہونا جائز ہے، بشرطیکہ کرایہ کا معاملہ کسی مقررہ مدت کے لیے ہو اور کرایہ کے اس معاملہ کو باقی رکھنے کے اپنے حق سے دست بردار ہو جائے، تو اب جس کے حق میں وہ دست بردار ہوا ہے اس کا یہ حق ہے کہ وہ اصل مالک (مؤجر، کرایہ پر دینے والے) کے ساتھ کرایہ کا معاملہ طے کر لے۔

جن حقوق کی بیع ناجائز ہے اور مال کے بدلے ان سے دستبرداری بھی جائز نہیں ہے

(ز)......وہ معاملہ جائز نہیں ہے جسے دنیا بھر کی اسٹاک مارکیٹوں میں "بیع الخیارات" Options کا نام دیا جاتا ہے۔ اختیار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دو فریقوں میں سے کوئی ایک متفقہ قیمت پر، کسی مقررہ مدت کے دوران، کسی چیز کے بیچنے یا اس کو خریدنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ اسے لازم کر لینے کے بدلے اس اختیار کو بیچنے والا یہ "التزام" (اپنے اوپر لازم کرنا۔Commitment) کرتے ہی عوض کا مطالبہ کرتا ہے۔

بیع کے منعقد ہونے کی دوسری شرط :

عرفاً اور شرعاً قابل قیمت (Valuable) ہونا

(45)......بیع کے منعقد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ دونوں عوض (مبیع اور ثمن) عرف (Custom) اور شریعت کے اعتبار سے "مال متقوم" (قابل قیمت۔ Valuable) ہوں۔

عرف میں "تقوم" (قابل قیمت ہونا) اس بات کے تابع ہوتا ہے کہ اس چیز سے

نفع اٹھانا ممکن ہو۔لہٰذا جس چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا وہ چیز ''متقوم'' (قابل قیمت) نہیں ہے۔

شریعت میں ''تقوم'' یہ ہے کہ شریعت نے اس چیز سے کسی بھی شکل میں فائدہ اٹھانے کو جائز قرار دیا ہو۔لہٰذا جس چیز سے کسی بھی شکل میں نفع اٹھانا جائز نہ ہو تو وہ شریعت میں ''متقوم'' نہیں ہے۔

اسی لیے شراب اور خنزیر مسلمانوں کے لیے ''متقوم'' نہیں ہے اگر چہ یہ دونوں چیزیں اہل کتاب کے باہمی معاملات میں ان کے لیے متقوم ہیں۔

اس میں ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کا کوئی جائز استعمال ممکن ہو تو اس کی بیع بھی جائز ہے اور جس چیز کو کسی جائز طریقے سے استعمال کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شرعاً غیر متقوم (ناقابل قیمت) ہے۔

تیسری شرط :موجود ہونا

(46)......بیع کے منعقد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ عقد کے وقت مبیع موجود ہو، لہٰذا جو چیز بالکل معدوم ہو اس کی بیع درست نہیں ہے۔

سوائے ''سلم'' (دیکھیں :شق نمبر 76) اور ''استصناع'' (دیکھیں :شق نمبر 84) کے جب ان دونوں کی شرائط موجود ہوں۔(تو یہ جائز ہیں)

اور ایسی چیزیں جس کا کچھ حصہ موجود ہو اور کچھ حصہ موجود نہ ہو جیسے درختوں پر لگے ہوئے پھل تو ایسی چیز کی بیع بوقت ضرورت جائز ہے۔

''مسلم فیہ'' (سلم کے ذریعے خریدی ہوئی چیز) اور جس چیز میں ''استصناع'' کا معاملہ ہوا ہو، ان کو وصول کرنے سے پہلے ان کی بیع جائز نہیں ہے۔

چوتھی شرط :مملوک ہونا

47)۔بیع کے منعقد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع ،بائع کی ملکیت میں ہو، لہٰذا بائع جس چیز کا مالک نہ ہو اس کی بیع باطل ہے۔

اسی طرح ہر اس چیز کی بیع (بھی باطل ہے) جس کو محفوظ کر لینے سے پہلے شرعی طور پر (سب کے لیے) مباح (یعنی اس کا حاصل کرنا سب کے لئے جائز) ہو، جیسے :

سمندروں اور دریاؤں کا پانی، گھاس اور آگ۔بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ مشتری معاملہ کے وقت (ثمن کے) نقود کا مالک ہو۔(اس صورت میں) بیع درست ہوجائے گی اور نقود (مشتری کے) ذمہ واجب ہوں گے۔

پانچویں شرط :سپرد کرنے پر قدرت ہونا

(48)......بیع کے منعقد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ بائع ،مبیع سپرد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔لہٰذا ایسی چیز جس کو عقد کے وقت بائع سپرد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کی بیع باطل ہے۔جیسے :بائع اپنی ایسی گمشدہ چیز بیچے جس کی جگہ معلوم نہ ہو۔یا ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع (تفصیل کے لئے دیکھیں :شق نمبر 189،ب)۔یا سمندر اور دریا میں موجود مچھلی کی بیع۔

اس (حکم) میں یہ بھی داخل ہے کہ دَین، مدیون کے علاوہ کسی اور کو بیچ دیا جائے۔(جیسے :عمرو نے زید کی ''سلم'' کے معاملہ کی وجہ سے ایک ٹن گندم دینی ہو، تو زید خالد کو کہے کہ میری جو ایک ٹن گندم عمرو کے ذمہ ہے، وہ میں تمہیں پانچ ہزار کے بدلے بیچتا ہوں)، دَین کی مدیون کے ساتھ بیع فوری ادائیگی والے ثمن کے ساتھ اس طرح جائز ہے کہ اس سے ربا لازم نہ آتا ہو۔(کیونکہ اس میں دونوں طرف سے ''دَین'' نہیں بلکہ ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے دَین ہے)

ہنڈی (Bill of Exchange) اور مالی دستاویزات (Bonds وغیرہ) کو ان پر لکھی ہوئی قیمت (Face value) سے کم میں بیچنا جائز نہیں ہے (کیونکہ یہ رِبا ہے)۔ لیکن ان کو ان پر لکھی ہوئی قیمت کے مطابق بطور حوالہ کے کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا جائز ہے۔

لیکن کسی تجارتی مرکز کو اس طرح بیچنا کہ اس بیع میں اس کے تمام منافع اور ذمہ داریاں شامل ہوں اور ساتھ ہی وہ تمام قرضے بھی شامل ہوں جو قابل وصول ہیں، تو یہ جائز ہے کیونکہ (یہاں) اصل مقصد تجارتی مرکز کے سامان کو بیچنا ہے اور ''دیون'' (قرضے) اس بیع میں تابع ہونے کی حیثیت سے داخل ہیں۔

چھٹی شرط: معلوم ہونا

(49)......بیع کے درست ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع اور ثمن میں سے ہر ایک معلوم ہو۔ لہٰذا وہاں اگر مبیع میں جہالت ہوئی، خواہ وہ جہالت مبیع کی جنس میں ہو یا اس کی مقدار میں تو بیع فاسد ہے۔ بشرطیکہ اس جہالت کا نتیجہ جھگڑے کی شکل میں نکلے۔

سوائے اس صورت کے کہ دونوں معاملہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک تعیین کے اختیار کی شرط عائد کر دے تو اس میں خیارِ تعیین کہ وہ احکام لاگو ہوں گے جو شق نمبر 172 سے شق نمبر 176 تک ذکر کیے گئے ہیں۔

مبیع کی تعیین میں جہالت تب (بیع کو) فاسد کرے گی جب مبیع ایسی چیز ہو جس کے افراد میں باہمی فرق ہوتا ہے۔ جیسے: ریوڑ میں سے غیر متعین طور پر کسی ایک بکری کی بیع۔

اگر مبیع ایسی چیز ہو جس کے افراد میں باہمی فرق نہیں ہوتا تو (ایسی صورت میں) تعیین نہ کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی۔ جیسے، گندم کے ڈھیر میں سے دس کلو کی بیع۔ (اس

صورت میں) مشتری کو اس ڈھیر میں سے دس کلو کی تعیین کا اختیار ملے گا۔

کمپنی پیکنگ میں پوشیدہ چیز کی بیع

50)۔ایسے سامان کی بیع، جو کسی ڈبے یا کاٹن میں اس طرح پیک ہو کہ خود وہ چیز دکھائی نہ دے رہی ہو، یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس چیز کی جنس اور وصف معلوم ہو۔

اس کا ذریعہ یا تو یہ ہوگا کہ ڈبے یا کاٹن پر تحریری طور پر اس چیز کی وضاحت ہو گی اور یا اس چیز کا نام یا تجارتی علامت (Trade Mark) سے (اس کے) اوصاف پتہ چل رہے ہوں گے۔

اگر یہ سامان (اپنے) اوصاف کے خلاف نکلا تو مشتری کو ''خیارِ فوات الوصف'' (مبیع میں مطلوبہ وصف نہ ہونے پر ملنے والا اختیار، خیار وصف مرغوب، Option Based on Desired Description) ملے گا۔

(دیکھیں: شق نمبر 158)

غیر تقسیم شدہ (مشاع، Undivided) حصہ کی بیع

(51)......مبیع کا ''مشاع'' (ایسی مشترک چیز جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو) ہونا، اس کے معلوم ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ لہٰذا کسی عمارت یا زمین یا سامان میں سے ''مشاع حصے'' (Undivided Shares) کو بیچنا جائز ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس بیع سے اُس شریک کو کوئی نقصان نہ پہنچے جس نے اپنا حصہ نہیں بیچا۔

(52)......جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصص (شیئرز۔Shares) کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ کمپنی ''نقوذ'' (کیش) کے علاوہ اور مالوں کی بھی مالک ہو۔ اور اس کمپنی کی سرگرمیاں جائز ہوں۔

لہٰذا اگر اس کمپنی کی آمدنی میں کوئی حرام حصہ معلوم ہوا جیسے : بینکوں میں جمع کروائے ہوئے پیسوں پر حاصل ہونے والے منافع (سود)، تو شیئرز کے مالک پر لازم ہوگا کہ وہ کمپنی میں آنے والی ناجائز آمدنی میں سے اپنے حصے کے برابر صدقہ کردے۔

اگر (ابھی تک) کمپنی نے اپنی سرگرمیاں شروع نہیں کیں اور ابھی تک اس کی ملکیت میں صرف ''نقود'' (کیش) ہیں تو اس کے حصص (شیئرز) کی بیع ان پر لکھی ہوئی قیمت سے کم یا زیادہ پر جائز نہیں ہے۔ (صرف اصل قیمت پر ان کو فروخت کیا جاسکتا ہے)

ساتویں شرط :قبضہ

(53)......بیع کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ مبیع بائع کے قبضے میں ہو اس طرح کہ بائع نے مبیع پر حقیقی یا حکمی قبضہ کیا ہو۔ لہٰذا کسی نے کوئی چیز خریدی اور اسے آگے کسی اور کو بیچ دیا اس پر قبضہ کرنے سے پہلے، تو یہ بیع فاسد ہے۔

حقیقی قبضہ یہ ہے کہ مبیع حسی طور(Physically) پر اس کی تحویل (Occupation) میں ہو۔

حکمی قبضہ ''تخلیہ'' (بغیر کسی رکاوٹ کے مبیع تک رسائی دینا) کا نام ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری کو اس طرح حسی قبضہ کی قدرت دے دے کہ وہ (مشتری) جب چاہے بغیر کسی رکاوٹ کے اس (مبیع) پر قبضہ کرلے۔

''تخلیہ'' مبیع کی تمام اقسام میں قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہے خواہ وہ ماپ کر بیچے جانے والی چیزیں ہوں یا وزن کر کے یا گنتی کے ذریعے۔

سوائے بیع صرف (دیکھیں: شق نمبر 127) کے کہ اس میں ''تخلیہ'' قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوتا، بلکہ اس میں حسی قبضہ ہی ضروری ہے۔

قبضہ حکمی کے متعلق ایک جدید مسئلہ

54) کسی سٹور (یا گودام) سے ایسی دستاویز (Card) کا حاصل ہو جانا جو ایسے سامان کی نمائندگی کرتا ہو جس کو نمبروں کے ذریعے متعین کر دیا گیا ہو، اس طرح کہ دستاویز رکھنے والا جب چاہے وہ سامان سٹور سے حاصل کر سکتا ہے، تو اس کو ''تخلیہ'' اور حکمی قبضہ سمجھا جائے گا۔

اسی طرح اگر یہ دستاویز کسی سٹاک کیے ہوئے سامان میں سے ''مشاع'' (غیر متعین مشترک) حصہ کی نمائندگی کرتا ہو تو اس دستاویز پر قبضہ کرنا، (اس مبیع پر) حکمی قبضہ ہوگا۔

ثمن کے احکام اور بیع کے درست ہونے کے لئے
ثمن کی شرائط''

(55)......اگر ثمن ہوں تو بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ معاملہ کے وقت ثمن مشتری کی ملکیت میں ہو۔

لہٰذا یہ ثمن مشتری کے ذمہ لازم ہوگا، (اب) اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ادائیگی کے وقت اس (ثمن) کا مالک بن جائے، خواہ بیع میں فوری ادائیگی ہو یا اس کے لیے کوئی مدت مقرر کر لی گئی ہو۔

(56)......ثمن میں جہالت سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں اگر بائع اور مشتری دونوں ثمن مقرر کرنے کے لیے کسی طے شدہ معیار پر متفق ہوں، مثلاً : وہ بازار کے نرخ (مارکیٹ ریٹ) پر معاملہ کریں اور ادائیگی کے وقت اس کو معلوم کرنے میں جہالت پیش آجائے تو اس سے معاملہ فاسد نہیں ہوگا۔

(57)......ثمن کی ادائیگی کے لیے مقررہ مدت کے نامعلوم ہونے سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

ثمن کی ادائیگی کے تین جدید مسائل

(58)...... بینک میں کسی کے اکاؤنٹ (Account) میں نقد رقم جمع کروانا، خواہ براہ راست جمع (Direct Deposit) کروائے یا بینک منتقلی (Bank Transfer) کے ذریعے، یہ اکاؤنٹ کے مالک (Account Holder) کی طرف سے ان نقود پر قبضہ سمجھا جائے گا، اور بینک اس قبضے میں اس کا وکیل ہوگا۔

اسی طرح بینک ڈرافٹ (Bank Draft) یا تصدیق شدہ شخصی چیک (Certified Cheque) کو سپرد کرنا اس میں لکھی ہوئی رقم کو ادا کرنا سمجھا جائے گا۔ (کیونکہ اس میں ادائیگی یقینی ہوتی ہے)

باقی عام شخصی چیک (Personal Cheque) تو اس کو، لکھی ہوئی رقم کو ادا کرنا تب تک نہیں سمجھا جائے گا جب تک وہ شخص جس کو یہ چیک دیا گیا ہے، اس رقم پر قبضہ کر لے یا اس کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کروا لے۔ (کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اکاؤنٹ میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگی نہ ہو سکے)

(59)......"ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)" یا "چارج کارڈ (Charge card)" یا "کریڈٹ کارڈ (Credit Card)" کے ذریعے ادائیگی کرنا (فقہی طور پر) "حوالہ" ہوگا جس سے مشتری کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور اس پر "حوالہ" کے احکام لاگو ہوں گے۔

نقود صحیح اور فاسد معاملات میں متعین نہیں ہوتے لیکن امانت اور غصب میں متعین ہوتے ہیں

(60)...... معدنیات (جیسے سونا چاندی) کے بنے ہوئے نقود یا کاغذی نوٹ صحیح

معاملات میں متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتے۔

لہٰذا معاملہ کے وقت اگر مشتری نے کچھ نقود کی طرف اشارہ کیا تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کے علاوہ کوئی اور نقود ادا کر دے۔

اسی طرح فاسد معاملات میں بھی یہ (نقود) متعین نہیں ہوتے، لیکن امانتوں میں اور باطل معاملات میں یہ متعین ہو جاتے ہیں۔ (یعنی بعینہٖ ان کی واپسی لازم ہوتی ہے)

وہ شرائط جن کا تعلق اصل معاملہ سے ہے

"پہلی شرط: بیع شرط پر معلق نہ ہو"

61) بیع کے جائز اور صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ فوری طور پر نافذ ہو۔

لہٰذا ایسی بیع درست نہیں ہے جو کسی شرط کے ساتھ معلق ہو اسی طرح وہ بیع بھی درست نہیں ہے جسے مستقبل میں آنے والی کسی تاریخ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

62) اگر بیع میں کوئی شرط فاسد لگائی گئی ہو تو وہ بیع بھی فاسد (Invalid Transaction) ہوگی۔

بیع میں لگائی گئی تمام شرائط فاسد ہوتی ہیں سوائے اس شرط کے جو ان تین قسموں میں سے کسی ایک میں داخل ہو:

(الف): وہ شرط معاملے کے تقاضے میں داخل ہو (یعنی بغیر شرط لگائے بھی وہ لازم ہو) جیسے (یہ شرط لگانا) کہ بائع فروخت شدہ چیز مشتری کو سپرد کرے گا یا (یہ شرط لگانا کہ) مشتری ثمن ادا کرے گا۔ (تو یہ دونوں باتیں بیع کا تقاضہ ہیں اور شرط لگائے بغیر بھی یہ لازم ہیں)

(ب) :وہ شرط معاملہ کے مناسب ہو (یعنی معاملہ سے جو بات پہلے ہی لازم ہے اس میں مزید تاکید پیدا کر رہی ہو) جیسے بیع موجل (Deferred) (جس میں ثمن کی ادائیگی مدت مقررہ تک مؤخر ہوتی ہے) میں یہ شرط لگانا کہ مشتری کی طرف سے کوئی کفیل یا رہن پیش کیا جائے۔ (کفالت اور رہن کی تفصیل "توثیق الدیون" والے حصے میں آئے گی)

(ج) :وہ شرط ایسی ہو کہ اس پر عمل کرنا تاجر حضرات کے ہاں بغیر کسی نکیر (انکار) کے متعارف ہو، جیسے فریزر کی بیع میں یہ شرط لگانا کہ بائع اس کو مشتری کے گھر لگا کے دے گا اور ایک مقررہ مدت تک اس کی مرمت بھی اُس کی ذمہ داری ہوگی۔

"شرط فاسد کی مثال :

ایک سودے کے لئے دوسرے سودے کو شرط قرار دینا"

63) ایک سودے (Deal) میں دوسرے سودے (Deal) کی شرط لگانا جائز نہیں ہے جیسے:

بائع اپنی گاڑی اس شرط پر بیچے کہ مشتری اس کو اپنا گھر کرایہ پر دے گا۔

سوائے اس کے کہ کسی تجارتی کام کی بناوٹ ہی ایسی ہو کہ وہ تقاضہ کرتی ہو کہ کئی معاملات کو ایک سودے (Deal) میں مرتب طور پر شامل کیا جائے اور اس بات پر بغیر کسی نکیر کے عُرف بھی ہو جیسے سفری اداروں کے نمائندے (Travel Agents) حج اور عمرہ کے اسفار اور سیاحتی دوروں کو مرتب کرنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں کہ ان کو ویزہ کی وصولی، سفر کی ٹکٹ، ہوٹلوں یا خیموں (ٹینٹ) میں قیام اور کھانا فراہم کرنی کی ضرورت پیش آتی ہے، اور یہ سب کام ایک ہی سودے (Deal) میں اور مقررہ معاوضے کے بدلے میں انجام پاتے ہیں۔ (تو یہ جائز ہے)

بیع بالوفاء

64)''بیع بالوفاء'' جائز نہیں ہے :اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بائع کوئی چیز متعین ثمن کے بدلے میں اس شرط کے ساتھ بیچتا ہے کہ جب وہ ثمن مشتری کو واپس کردے گا تو مشتری وہ چیز اسے لوٹا دے گا۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ رہن کی ایک قسم ہے۔

لہذا مشتری کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی چیز سے فائدہ اٹھائے جو اس نے ایسی شرط کے ساتھ خریدی ہو کیونکہ حقیقت میں یہ رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا ہے اور یہ ربا(Interest) میں داخل ہے۔

ہاں اگر بیع تو بغیر اس شرط کے ہوئی پھر مشتری نے بیع کے بعد بائع سے یہ وعدہ کرلیا کہ بائع جب ثمن واپس کرے گا تو مشتری یہ مبیع اس کو بیچ دے گا تو یہ وعدہ جائز ہے اور اس پر عمل کرنا قضاءً(Through the Court) لازم ہوگا۔

اگر یہ وعدہ، بیع سے پہلے ہو پھر بیع اس طرح ہوئی کہ (اصل) معاملہ میں یہ شرط نہیں لگائی گئی تو اگر دونوں نے اس بات کی وضاحت کردی کہ یہ بیع گزشتہ وعدے پر مبنی ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اصل بیع میں شرط لگائی گئی ہو۔لہذا یہ جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر انہوں نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ یہ بیع گزشتہ وعدے پر مبنی ہے تو یہ صورت جائز ہے۔

بیع استغلال

65)اس کی صورت یہ ہے کہ بائع بیع وفاء (دیکھیں :شق نمبر 64) کا معاملہ کرے، پھر مشتری سے مبیع کرایہ(Rent) پر حاصل کرلے۔

اگر تو دوبارہ بیع کرنا یا کرایہ پر لینا بیع میں مشروط ہو تو یہ صورت جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر بیع بغیر وفاء (واپسی) کی شرط کے ہو لیکن مشتری بیع کے معاملہ سے الگ وفاء (واپسی) کا وعدہ کرے اور بیع میں کرایہ کے معاملہ کی شرط نہ لگائی گئی ہو، پھر بائع مبیع کو بغیر کسی سابقہ شرط کے کرایہ پر لے لے تو یہ صورت جائز ہے، بشرطیکہ مشتری پہلے مبیع پر قبضہ کرے پھر بائع کو وہ مبیع کرایہ پر دے دے۔

ہائر پرچیز اور فناشل لیز۔Hire-Purchase

66)اس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کا مالک اسے دوسرے شخص کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر دیتا ہے کہ کرایہ پر لینے والا جب مقررہ مدت میں کرایہ کی تمام قسطیں اداء کردے گا تو وہ بغیر کسی قابل لحاظ (یعنی زیادہ) ثمن کے اس کا مالک بن جائے گا۔

یہ صورت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ معاملہ (شرعی طور پر) بیع اور اجارہ(Lease) کے درمیان تردد کے ساتھ ہے (کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ معاملہ اجارہ ہی رہے گا اور پوری قسطیں ادا نہ ہو پائیں گی، یا یہ آخر کار بیع بن جائے گا)۔

67)''اجارہ تمویلیہ''(Financial Lease) :وہ ہے جس میں کرایہ پر دینے والا، کرایہ پر دی ہوئی چیز کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا اور نہ ہی اس کی بنیادی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے، جس کے بغیر اس چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

یا وہ ایسی صورت میں بھی کرایہ کا مطالبہ کرتا ہے جس میں وہ چیز کرایہ پر لینے والی کی زیادتی کے بغیر ہلاک ہوگئی ہو تو یہ صورت شرعاً ممنوع ہے۔

ہائر پرچیز کا شرعی متبادل

68) ''الا جارة المنتهية بالتمليك''(OR Lease-to-own

(Lease purchase) اس کی صورت یہ ہے کہ کرایہ پر دینے والا کوئی چیز بغیر کسی ایسی شرط کے کرایہ پر دے جس کا معاملہ تقاضا نہیں کرتا، پھر کرایہ پر دینے والا ، کرایہ پر لینے والے سے یہ وعدہ کرے کہ اگر اس نے مقررہ وقت پر پورا کرایہ اداء کر دیا تو کرایہ پر دینے والا اسے وہ چیز باہمی اتفاق سے طے شدہ ثمن پر بیچ دے گا۔

یہ معاملہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے:

(الف) : دونوں عقد اس طرح بالکل جدا جدا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک الگ الگ زمانے میں کیا جائے اس طرح کہ کرایہ کے معاملہ کے بعد ہی بیع کا معاملہ انجام پائے۔ یا مالک بنانے کا وعدہ کرایہ کے معاملہ کی مدت مکمل ہونے پر کیا جائے۔

خیار (یعنی بائع اور مشتری کا معاملہ میں خیار رکھ لینا) احکام کے اعتبار سے وعدے کے برابر ہے۔ (لہذا اس پر بیع کے احکام جاری نہ ہوں گے)

(ب) : کرایہ کا معاملہ عملی طور پر ہو، صرف بیع کو چھپانے کے لئے نہ ہو۔

(ج) : کرایہ پر دی گئی چیز کی ذمہ داری مالک پر ہوگی، کرایہ پر لینے والے کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔

اس وجہ سے کرایہ پر لینے والے (Lessee) کی زیادتی اور کوتاہی کے بغیر اگر اس چیز کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کرایہ پر دینے والا (Lessor) ہی اس کو برداشت کرے گا۔ اور اگر اس کا فائدہ بالکل ختم ہو گیا تو وہ کرایہ پر لینے والے سے کچھ بھی وصول نہیں کرے گا۔

(د) : اگر یہ معاملہ کرایہ پر دی ہوئی چیز کے بیمہ (انشورنس۔Insurance) پر مشتمل ہو تو لازمی ہے کہ اس کا تعاون پر مبنی اسلامی طریقہ (تکافل) ہو، تجارتی بیمہ (Commercial Insurance) نہ ہو۔

بیمہ کے اخراجات اس چیز کا مالک (یعنی) کرایہ پر دینے والا برداشت کرے گا، کرایہ پر لینے والا برداشت نہیں کرے گا۔

(ھ) : لازمی ہے کہ اجارہ (المنتهية بالتمليك) کے معاملہ پر اجارے کی مدت میں اجارہ کے احکام لاگو کئے جائیں۔ اور جب (آخر میں) اس چیز کا مالک بنایا جائے تو بیع کے احکام نافذ کئے جائیں گے۔

(و) : مرمت کے غیر استعمالی اخراجات، (Non Operational Maintenance expenses) پوری اجارہ کی مدت کے دوران کرایہ پر دینے والے کے ذمہ ہوں گے، کرایہ پر لینے والے کے ذمہ لازم نہ ہوں گے۔

مبیع سے استثناء کی جائز اور ناجائز صورت

69) مبیع میں سے کسی چیز یا متعین مقدار کا استثناء (Exception) جائز ہے۔

اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کی بیع الگ سے جائز ہے اس کا بیع سے استثناء کرنا بھی جائز ہے، اور جس چیز کی بیع الگ (مستقل طور پر) جائز نہیں ہے تو اس کا استثناء بھی جائز نہیں ہے۔

بیع کی تقسیمات

پہلی تقسیم : دونوں عوضوں (بیع وثمن) کی ادائیگی کے طریقہ کار کے اعتبار سے :

"مدت کے اعتبار سے بیع کی چار اقسام"

(ا) **"فوری بیع"**

70) اگر بیع کے معاملہ کا تقاضا یہ ہو کہ بائع کو ثمن کے مطالبہ کرنے اور مشتری کو مبیع پر قبضہ کرنے کا فوری طور پر حق مل جاتا ہے تو اس بیع کو ''بیع حال'' (فوری طور پر نافذ ہونے والی بیع) کا نام دیتے ہیں۔

اس بیع میں بائع کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مبیع کو اس وقت تک روکے رکھے جب تک وہ ثمن وصول نہ کرلے۔

اگر بیع کے معاملہ میں اس بات کی تصریح نہ ہو کہ مشتری پر ثمن کی ادائیگی مستقبل میں لازم ہوگی تو یہ بیع فوری ہی سمجھی جائے گی اور بائع کو یہ اختیار ہے کہ وہ جس وقت چاہے ثمن کا مطالبہ کرلے۔

(۲) مبیع اور ثمن کی مدت :بیع الکالی بالکالی

71) ''بیع الکالی بالکالی'' جائز نہیں ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں بدل (یعنی مبیع وثمن) کے لئے کوئی مدت مقرر کی گئی ہو۔(اور دونوں طرف سے فوری ادائیگی نہ ہو)

(۳) ثمن میں مدت :مؤجل

72) اگر بیع کے معاملہ میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ ثمن مشتری پر آنے والی کسی تاریخ میں لازم ہوگا تو اسے ''بیع مؤجل'' کا نام دیا جاتا ہے۔

اس کے جواز کے لئے یہ شرط ہے کہ مدت یعنی ثمن کی ادائیگی کے لئے مقررہ وقت دونوں معاملہ کرنے والوں کو معلوم ہو۔

یہ جائز ہے کہ دونوں معاملہ کرنے والے اس پر اتفاق کرلیں کہ ثمن قسطوں میں ادا کیا جائے گا، بشرطیکہ ہر قسط کی مقدار اور اس کی ادائیگی کا مقررہ وقت معلوم ہو۔

اس لئے اگر اس (معاملہ) میں کوئی ایسی جہالت ہو جس کا نتیجہ جھگڑے کی شکل میں ہو

تو معاملہ فاسد ہو جائے گا۔

بیع مؤجل کا نتیجہ

73) ''بیع مؤجل'' میں مدت مشتری کا حق ہے، لہذا بائع کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مقررہ مدت آنے سے پہلے ثمن کا مطالبہ کرے۔

اور بائع کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ (اس صورت میں) مبیع کو اپنے پاس ثمن وصول کرنے کے لئے روکے رکھے۔

لیکن یہ جائز ہے کہ بائع مشتری سے ضمانت یا رہن پیش کرنے کا مطالبہ کرے۔

مشتری کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اسی مبیع کو قبضہ کرنے کے بعد رہن رکھوا دے۔قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے لئے اس مبیع کو رہن رکھوانا جائز نہیں ہے۔

قسطوں پر خرید وفروخت اور اس کی تین شرائط

74) ''بیع مؤجل'' میں یہ جائز ہے کہ ثمن فوری بیع (بیع حال) سے زیادہ مقرر کیا جائے بشرطیکہ دونوں فریق بیع کے مؤجل ہونے، مقررہ ثمن اور ثمن کی ادائیگی کے مقررہ مدت پر متفق ہوں۔

یہ جائز نہیں ہے کہ معاملہ کو فوری بیع یا ''مؤجل'' ہونے کے درمیان تردد (Confusion) کے ساتھ چھوڑ دیا جائے۔ جیسے :بائع یہ کہے کہ ابھی ادائیگی کی صورت میں اس چیز کا ثمن دس (10) ہے اور مقررہ مدت میں ادائیگی کی صورت میں پندرہ (15) ہے۔

اور مشتری ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کو متعین کئے بغیر چلا جائے۔

اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ دونوں اس بات پر تو متفق ہوں کہ ''بیع مؤجل'' ہے لیکن بائع کہتا ہے کہ اگر تم نے ایک مہینے بعد ثمن ادا کیا تو وہ پندرہ (15) ہے، اور اگر دو مہینے

بعد ثمن ادا کیا تو وہ بیس (20) ہو گا۔اور یہ دونوں (بائع اور مشتری) ان دونوں مدتوں میں سے کسی ایک کو متعین کئے بغیر جدا ہو گئے۔

یہ جائز ہے کہ صرف بھاؤ تاؤ کرتے وقت مختلف مدتوں کے اعتبار سے مختلف ثمن بتا دیئے جائیں،لیکن معاملہ کرنے والے علیحدہ ہونے سے پہلے ان مدتوں اور ثمن میں سے کسی ایک پر متفق ہو جائیں۔اس لئے اگر مدت اور ثمن متعین نہ کئے تو معاملہ فاسد ہو گا۔

75) بائع کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اگر مقررہ مدت کے آنے پر وہ مشتری جس کے ذمے دَین (قرض۔Debt) ہے،ثمن کی ادائیگی پر قدرت نہیں رکھتا تو یہ ثمن میں اضافہ کر دے۔ایسے مشتری کو عوض کے بدلے مہلت دینا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر مشتری تنگدست ہو تو بائع پر لازم ہے کہ وہ بغیر ثمن میں اضافہ کئے اس کو مہلت دے دے۔اور اگر مشتری خوشحال ہو تو بائع عدالت کے ذریعے اس سے مطالبہ کرے گا،اور ایسی صورت میں بائع کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مدیون (مقروض) سے ان حقیقی اخراجات کا بھی مطالبہ کرے جو اسے عدالت کی طرف رجوع کرنے میں برداشت کرنے پڑے ہیں،اور اس کے لئے عملی اور حقیقی اخراجات سے زیادہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

سلم(Prepayment Sale)واستصناع(Order)(آرڈر پر مال تیار کروانا)

”مبیع میں مدت : سلم“

76) سلم : ،یہ فوری ثمن کے بدلے میں ایسی چیز کی بیع ہے جو مقررہ مدت کے بعد ملے گی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتری تو معاملہ کرتے وقت ثمن ادا کر دے گا اور مبیع بائع کے ذمہ لازم ہو گی کہ وہ اسے متفقہ مدت میں ادا کر دے۔

سلم میں مشتری (Buyer) کو ”رب السلم“ یا ”المسلم“،اور بائع (Saller) کو ”المسلم الیہ“ اور ثمن کو ”راس المال“(Capital)، اور مبیع کو ”مسلم فیہ“ (Outsold) کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ بیع صرف چند شرائط کے ساتھ ہی جائز ہے۔

ان شرائط میں کچھ کا تعلق اصل معاملہ سے ہے اور کچھ کا تعلق ثمن سے ہے اور کچھ کا تعلق ”مسلم فیہ“ (Outsold) سے ہے، اور کچھ شرائط کا تعلق مسلم فیہ کی ادائیگی کے ساتھ ہے۔

”پہلی قسم :سلم کے اصل عقد کی شرط“

77) وہ شرائط جن کا تعلق اصل معاملہ سے ہے تو یہ وہی عمومی شرائط ہیں جو بیع کے جائز ہونے کے لئے ہوتی ہیں، جیسے، دونوں معاملہ کرنے والوں کا اہل ہونا۔وغیرہ

”دوسری قسم :رأس المال (Capital) سے متعلق شرائط“

78) وہ شرائط جن کا تعلق راس المال یعنی پیشگی (Advance) اداء کئے گئے ثمن سے ہے، وہ یہ ہیں:

”ا۔علم“

(الف) :اگر راس المال کا تعلق نقود سے ہو تو کرنسی کی تعیین کرنا لازم ہے، جیسے دراہم، دنانیر، ریال، اور روپے وغیرہ۔

اور اگر راس المال کوئی عین (چیز) ہو تو اس کی جنس اور نوع کو بیان کرنا لازم ہے، جیسے

گندم، کھجور یا کپڑا۔

(ب) :اگر راس المال صفات کے اعتبار سے مختلف ہو تو اس کی صفت کو واضح کرنا۔

(ج) :راس المال کی مقدار بیان کرنا :اگر معاملہ کا تعلق اس کی مقدار سے ہو، جیسے ماپ کر بیچی جانے والی چیزیں، وزن کر کے بیچی جانے والی چیزیں اور ایسی چیزیں جن کے افراد قریب قریب ہوتے ہیں (یعنی ان میں زیادہ فرق نہیں ہوتا جیسے انڈے)

"۲۔قبضہ"

(د) :راس المال پر اسی مجلس میں قبضہ ہو جائے جس میں "سلم" کا معاملہ ہوا ہے۔

اگر یہ ادائیگی بینک ڈرافٹ(Bank Draft) یا تصدیق شدہ چیک (Certified Cheque) کے ذریعے ہو تو یہ قبضہ کے حکم میں ہے، کیونکہ بینک اس پر قبضہ کرنے میں "مسلم الیہ" (بائع،Saller) کا وکیل ہے۔ (کیونکہ ان صورتوں میں ادائیگی یقینی ہوتی ہے)

اور اگر یہ ادائیگی غیر تصدیق شدہ چیک (Personal Cheque) یا بینک ٹرانسفر (Bank Transfer) کے ذریعے ہو تو یہ قبضہ شمار نہیں ہو گا جب تک مسلم الیہ اس کو وصول نہ کر لے، یا اس کے اکاؤنٹ میں اس کی کاروائی مکمل نہ ہو جائے۔

ایسی عمومی تاخیر جو کاروائی کو عمل میں لانے کے لئے اور بینک ٹرانسفر کے لئے لازمی ہوتی ہے، قابل برداشت ہے۔

اگر "رب السلم" نے کچھ راس المال پہلے دے دیا اور کچھ کو موخر کر دیا تو سلم کا معاملہ اتنے حصہ میں جس پر قبضہ نہ ہوا ہو باطل ہو جائے گا، اور "مسلم فیہ" اس کے بقیہ حصے کے برابر ختم ہو جائے گا، اور باقی ادا شدہ راس المال کے حصے کے برابر سلم درست ہو جائے گا بشرطیکہ مسلم فیہ ایسی چیز ہو جو تبعیض (الگ الگ حصہ ہونے) کو قبول کرتی ہو۔

مجلس میں رأس المال پر قبضہ کی شرط کا نتیجہ

79) یہ جائز نہیں ہے کہ سلم میں راس المال دَین ہو خواہ وہ مسلم الیہ کے ذمہ ہو یا کسی اور کے ذمہ ہو، یہاں تک کہ معاملہ کی مجلس میں اسے ادا کر دیا جائے (تب جائز ہے)۔

رأس المال پر قبضہ کی شرط کے متعلق جدید مسئلہ

80) جب دونوں معاملہ کرنے والے، دو الگ شہروں میں ہوں اور دونوں یہ چاہتے ہوں کہ سلم کا معاملہ کریں تو اس کا طریقہ جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ "رب السلم" "راس المال" کی مقدار پہلے مسلم الیہ کو بھیج دے اور یہ مقدار "مسلم الیہ" کے پاس امانت ہو گی۔

جب وہ اسے وصول کر لے تو دونوں ٹیلی فون کے ذریعے یا دیگر رابطے کے آلات کے ذریعے سلم کا معاملہ کر لیں۔

زبانی طور پر ایجاب وقبول کے ذریعے مسلم الیہ کے پاس موجود راس المال امانت کے قبضے سے سلم کے راس المال میں منتقل ہو جائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ رب السلم، سلم کا راس المال بینک ٹرانسفر کے ذریعے بھیج دے اور فون کے ذریعے سلم کا معاملہ کرے۔

تیسری قسم :مسلم فیہ کے بارے میں شرائط

81)"مسلم فیہ" میں یہ شرائط پایا جانا لازمی ہیں:

(ا) علم

(الف) :"مسلم فیہ" کی جنس معلوم ہو، اگر اس کی کئی انواع ہیں تو نوع (قسم) بھی معلوم ہو۔ مسلم فیہ کی صفت بھی معلوم ہو جیسے وہ اعلیٰ درجے کی ہے، یا درمیانی درجے کی ہے، یا گھٹیا کوالٹی کی ہے۔

ہمارے زمانے میں یہ عُرف بن گیا ہے کہ مختلف اقسام کو پہلے اور دوسرے اور مزید درجات (Qualities) میں تقسیم کیا جاتا ہے، جیسے روئی، اور گندم، تو اگر ایسا ہے تو مطلوبہ کوالٹی کا بیان کرنا لازمی شرط ہوگا۔

اس طرح یہ بھی لازم ہے کہ ''مسلم فیہ'' کی مقدار معلوم ہو، اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ اس مقدار کا معیار ایسا ہو جس کے بارے میں یہ تسلّی ہو کہ وہ لوگوں کے ہاں سے ختم نہیں ہو جائے گا۔ لہذا اگر ایسے پیمانے سے ماپنے کی شرط لگائی گئی جس کا اپنا معیار ہونا معلوم نہیں ہے، جیسے یہ کہا کہ اس برتن کے ساتھ ماپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں ہے کہ اس برتن میں کتنی گنجائش ہے یا ایسے پتھر کے ساتھ جس کا معیار ہونا معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے وزن کا پتہ ہے، یا ایسی لکڑی کے ساتھ جس کی پیمائش معلوم نہیں ہے، یا اپنے ہاتھ کے ذراع کے ساتھ، تو ان سب صورتوں میں سلم جائز نہیں ہے۔

ان تمام شرائط کا حاصل یہ ہے کہ ''مسلم فیہ'' کی مکمل اس طرح تعیین ہو جائے کہ پھر اس میں جھگڑے کا احتمال نہ رہے۔

(۲) مسلم فیہ کی مثل موجود ہونا

(ب) مسلم فیہ ''مثلی'' چیزوں میں سے ہو (تو سلم درست ہوگی) اور پیمانے سے ماپ کر بیچی جانے والی چیزوں (کیلی) یا وزن کر کے بیچی جانے والی چیزوں (موزونی)، یا پیمائش کر کے بیچی جانے والی ایسی چیزیں ہوں، جو آپس میں ایک دوسرے جیسی ہوں، یا وہ چیزیں جو گنتی کر کے بیچی جاتی ہیں اور آپس میں وہ اتنی قریب ہوتی ہیں کہ ان کی اکائیوں (Units) میں اتنا معمولی فرق ہوتا ہے کہ اُس جیسے فرق کو عرف میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے، جیسے: اخروٹ اور انڈے، تو ان سب چیزوں میں سلم جائز ہے۔

اس بنیاد پر سلم (جائز ہے ایسی) گاڑیوں میں، اور سائیکلوں میں، اور جہازوں میں، اور فریزروں میں، اور اے سی میں، اور ایسے گھریلو سامان اور بجلی کے سامان میں جن کی قسم اور ان کی صفت، اور ان کا ماڈل اور ان کا رنگ، اور دیگر ایسے اوصاف جن کا خریداروں کی رغبت میں دخل ہوتا ہے، مقررہ طور پر طے ہو جاتے ہیں۔

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ (ان چیزوں کو تیار کرنے والی) کمپنی یا تجارتی علامت (ٹریڈ مارک) کو متعین کر لیا جائے، بشرطیکہ مسلم فیہ، غالب گمان کے حکم کے مطابق، سلم کی مدت گزر جانے پر، اپنی جگہ عام طور پر پایا جاتا ہو۔ (یعنی دستیاب ہوتا ہو)

اور سلم ان چیزوں میں جائز نہیں ہے جو گن کر بیچی جاتی ہیں لیکن اُن میں آپس میں خاصا فرق ہوتا ہے، جیسے جواہر، اور موتی، اور کھالیں، اور چمڑے، اور سریاں، اور پائے، اور تربوز، اور ککڑی، اور انار، اور بہی، اور دیگر ایسی شمار کر کے بیچی جانے والی چیزیں، جن کی اکائیوں (Units) میں باہمی فرق ہوتا ہے، کیونکہ ایسی چیزوں کو ان کے وصف کے ساتھ مقررہ طور پر طے نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ اُن کی جنس، اور ان کی نوع، اور ان کا وصف، اور ان کی مقدار بیان کرنے کے بعد بھی ان میں ایسی جہالت پائی جاتی ہے جس کا نتیجہ جھگڑے کی شکل میں نکلتا ہے۔

مسلم فیہ سپرد کرنے پر قدرت ہونا

(ج) ''مسلم فیہ'' کسی ایسے علاقے میں متعین چیز نہ بنانا، جہاں یہ ممکن ہو کہ وہ بالکل ختم ہو جائے گی۔ جیسے: کسی متعین درخت، یا متعین باغ کے پھلوں میں سلم کرنا، یا کسی متعین کمپنی کی ایسی مصنوعات (پروڈکٹ) میں سلم کرنا کہ جس کا سلَم کی مدت کے دوران ختم ہونے کا احتمال ہو۔

اسی طرح کمپنیوں کے حصص (شیئرز) میں بھی سلم جائز نہیں ہے، کیونکہ کمپنیاں ایسی چیز ہیں کہ جن کا ختم ہو جانا یا ان کا تصفیہ ہو جانا ممکن ہے، تو یہ ایسا ہی ہو گیا، جیسے کسی متعین باغ کے پھل میں سلم کرلیا جائے (تو یہ بھی جائز نہیں ہے)

اور اس لئے بھی کہ حصہ (شیئر) کمپنی کی موجودہ چیزوں میں سے مشاع حصے (Undivided Shares) کی نمائندگی کرتا ہے اور ان چیزوں میں وہ اشیاء بھی شامل ہوتی ہیں جن میں سَلَم جائز نہیں ہے، جیسے : عمارتیں ۔ متعین کارپٹس اور باہمی فرق رکھنے والی ایسی چیزیں جن کو گن کر فروخت کیا جاتا ہے ۔ واللہ سبحانہ اعلم

چوتھی قسم: مسلم فیہ کی ادائیگی کی شرائط

وہ شرائط جن کا تعلق ''مسلم فیہ'' کو سپرد کرنے سے ہے ۔

82) وہ شرائط جو ''مسلم فیہ'' کی سپردگی کے متعلق ہیں، مندرجہ ذیل ہیں :

مسلم فیہ کا مؤخر ہونا اور مقررہ مدت کا معلوم ہونا

الف) ''مسلم فیہ'' کی سپردگی میں معلوم مدّت تک تاخیر مقرر کی گئی ہو ۔

اگر سلم کے ''رأس المال'' کو پورا پہلے ہی ادا کرنے کی شرط ہو تو پھر اس میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ ''مسلم فیہ'' کی کئی قسطوں میں ادائیگی کے لئے الگ الگ مدت مقرر کر لی جائے ۔

ادائیگی کی جگہ معلوم ہونا

ب): ''مسلم فیہ'' کو سپرد کرنے کی جگہ معلوم ہو ۔

اگر یہ سپرد کرنے کی جگہ معاملہ میں ذکر نہ کی گئی تو جہاں معاملہ ہوا ہے وہاں ہی سپردگی لازم ہوگی ۔

مسلم فیہ کو تبدیل کرنے کا عدم جواز

(ج) معاملہ میں جس مسلم فیہ کی شرط لگائی گئی ہے خود وہی ادا کی جائے

لہذا مسلم فیہ کو کسی اور چیز سے بدل لینا جائز نہیں اگرچہ ''رب السلم'' اس پر راضی ہو، کیونکہ اس کا کسی اور چیز سے بدلنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مسلم فیہ کی بیع اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہو رہی ہے جو جائز نہیں ہے ۔

طے شدہ اوصاف کی پابندی

(د) مسلم فیہ کی سپردگی ان تمام خصوصیات کے ساتھ ہو جن پر دونوں معاملہ کرنے والوں نے معاملہ میں اتفاق کیا تھا ۔

لہذا اگر مسلم فیہ کو بغیر ان خصوصیات کے ادا کیا گیا تو یہ ادائیگی درست نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ ''رب السلم'' اس پر راضی ہو جائے ۔ اگر مسلم فیہ جو ادا کیا جا رہا ہے وہ اس سے اعلیٰ ہے جس پر ان دونوں نے اتفاق کیا تھا اور ''رب السلم'' کا اس سے جو مقصد تھا وہ بھی ضائع نہیں ہو رہا تو ایسی صورت میں رب السلم کی رضامندی کے بغیر بھی ادائیگی درست ہوگی ۔

متوازی سلم

83) ''متوازی سلم'' : اس کی صورت یہ ہے کہ جب ''مسلم الیہ'' مقررہ مدت میں مسلم فیہ، رب السلم کو ادا کرنا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو کبھی وہ دوسری طرف سے سلم کا ایک اور معاملہ کرتا ہے جس میں وہ رب السلم بن جاتا ہے ۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ''الف'' کمپنی نے ایک لاکھ دس ہزار میں روئی کی متعین مقدار کا سلم کیا، جو اسے ''ب'' کمپنی نے جنوری کے مہینے کے آغاز میں سپرد کرنی ہے اور ''ب'' کمپنی اس معاملہ میں مسلم الیہ ہے ۔

پھر "ب" کمپنی ایک لاکھ کے بدلے میں روئی کے کاشتکاروں میں کسی ایک سے اتنے ہی روئی کی مقدار ادا کرنے کا سلم کرلے جو وہ اسے جنوری کے مہینے کے آغاز میں اداء کریں گے، اور "ب" کمپنی اس دوسرے معاملہ میں "رب السلم" ہے اور روئی کے کاشتکار "مسلم الیہ" ہیں اور اس "ب" کمپنی کا مقصد یہ ہے کہ اسے ماہ جنوری کے شروع میں روئی کی مطلوبہ مقدار حاصل ہوجائے تاکہ وہ یہ روئی "الف" کمپنی کو پہلے عقد کے مطابق اداء کردے اور دونوں سلم کے معاملوں کے "راس المال" میں جو فرق ہے وہ اس کا نفع ہوگا۔ (جو گزشتہ مثال میں دس ہزار بنتا ہے)

یہ دوسرا معاملہ جو "ب" کمپنی نے روئی کے کاشتکار کے ساتھ کیا ہے "متوازی سلم" کہلاتا ہے۔

متوازی سلم اس صورت میں صرف تب جائز ہے جب دونوں معاملوں کے درمیان کوئی تعلّق نہ ہو اور وہ حقوق اور ذمہ داریاں جن کا تعلق "متوازی سلم" سے ہو وہ پہلے سلم سے بالکل الگ ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر روئی کے کاشتکار نے مذکورہ مثال کے مطابق "متوازی سلم" میں اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں تو پہلے سلم کا مسلم الیہ اپنی ذمہ داریوں سے فارغ نہیں ہوگا بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ وہ روئی کی مطلوبہ مقدار پہلے "رب السلم" کو ادا کرے۔ (جو مذکورہ مثال میں "الف" کمپنی ہے) اگرچہ اس کے لئے اسے بازار سے روئی خریدنی پڑے۔

آرڈر پر چیز تیار کروانا

84) "استصناع": یہ ہے کہ بائع (تیار کنندہ، مینوفیکچرر) کو مشتری یہ آرڈر دے کہ وہ اپنے پاس سے سامان لگا کر کوئی ایسی چیز اسے بنا کر فراہم کرے جو اپنی صفات کے ساتھ دینا بائع کے ذمہ ہو اور بائع متفقہ ثمن کے بدلے میں اپنے اوپر اس کو لازم کرلے۔

یہ معاملہ (دونوں فریقوں پر) لازم ہوجاتا ہے اور معدوم چیز کو بیچنے کی جو ممانعت ہے اس میں یہ بیع شامل نہیں ہے۔

استصناع کے درست ہونے کے لئے لازم ہے کہ یہ شرائط پائی جاتی ہوں:

آرڈر پر بنائی جانے والی چیز کی شرائط

"کاریگری کی ضرورت"

(الف): جس چیز کا معاملہ کیا گیا ہو وہ ایسی ہو کہ اس کو بنانے کی ضرورت ہو۔ ایسی چیزیں جن میں بنانے کا عمل نہیں ہوتا جیسے، گندم، یا جو، یا دیگر زرعی پیداواریں تو ان میں استصناع ممکن نہیں ہے۔

اوصاف کے ذریعے تعیین

(ب): جس چیز پر معاملہ ہوا ہے اس کو واضح اوصاف کے ساتھ بیان کردیا جائے۔

لہذا کوئی چیز جو اپنی ذات کے اعتبار سے متعین ہو اس پر استصناع کا معاملہ نہیں ہو سکتا جیسے متعین گاڑی۔

مدت: اس چیز کی جلدی تیاری کے لئے ہو

(ج): جس چیز پر معاملہ ہوا ہے اس کو سپرد کرنے کے لئے کوئی ایسی مدت مقرر نہ کی جائے جس کا مقصد مہلت حاصل کرنا ہو۔ مہلت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تیار کنندہ اس مدت سے زیادہ وقت مقرر کرتا ہے جس کی عام طور پر وہ چیز تیار کرنے میں ضرورت پیش آتی ہے، اس میں ساتھ آرڈر دینے والوں کی تعداد کا بھی خیال رکھا جائے گا۔

اس زائد مدت مقرر کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ رقم فوری حاصل کرلی جائے، تاکہ تیار کنندہ مقررہ مدت تک اپنی ضروریات میں اس سے فائدہ اٹھائے۔

لہٰذا اگر استصناع میں اسی مقصد کے لئے مدت مقرر کی گئی تو یہ سلم بن جائے گا، اور تب لازم ہوگا کہ اس میں سلم کی شرائط موجود ہوں، جن میں سے ایک راس المال کو فوری ادا کرنا ہے۔

ہاں اگر مدت اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ جس چیز کا آرڈر دیا گیا اس کو مطلوبہ اوصاف کے مطابق تیار کیا جاسکے تو وہ مہلت اس معاملہ کی حقیقت کا حصہ ہے، اور اس کا مقصد مطلوبہ چیز جلدی حاصل کرنا ہوتا ہے، نہ کہ اضافی مہلت حاصل کرنا۔

آرڈر پر بنائی جانے والی چیز کے اوصاف متعین ہونے کی شرط لگانے کا نتیجہ

85) یہ لازمی ہے کہ استصناع میں جو چیز تیار کی گئی ہے وہ ان خصوصیات کے مطابق ہو جن پر بائع اور مشتری کا اتفاق ہوا تھا۔

86) جب استصناع کا معاملہ مقررہ اوصاف کی بنیاد پر ہوا، کسی متعین چیز پر نہیں ہوا لیکن کاریگر نے ادا کرتے وقت ایسی چیز دی جو پہلے سے تیار شدہ تھی تو یہ صورت جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز ان خصوصیات کے مطابق ہو جن پر معاملہ ہوا تھا۔

سپرد کرنے سے پہلے وہ چیز تیار کنندہ کی ملکیت میں ہے

87) تیار کردہ چیز آرڈر دینے والے کو سپرد کرنے سے پہلے تیار کنندہ کی ملکیت ہے۔ اس لئے کاریگر کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو آرڈر دینے والے کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ بیچ دے، جب تک کہ آرڈر دینے والے نے ابھی اسے قبول نہیں کیا۔ اس میں یہ شرط ہے کہ تیار کنندہ ویسی ہی دوسری چیز آرڈر دینے والے کو مقررہ وقت پر ادا کرسکتا ہو۔

اگر وہ ایسے ادائیگی نہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ چیز آرڈر دینے والے کے علاوہ کسی اور کو بیچ دے کیونکہ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ معاملہ میں مقرر کئے گئے وقت پر آرڈر دینے والے کو وہ چیز نہیں دے گا۔ (جو معاملہ کی خلاف ورزی ہے)

سپرد کرنے سے پہلے تیار کنندہ پر ضمان کا اثر

88) تیار شدہ چیزیں سپرد کرنے سے پہلے تیار کنندہ کی ضمانت میں ہیں، لہٰذا اس کی ملکیت کی تمام ذمہ داریاں جیسے کہ حفاظت اور مرمّت اسی پر عائد ہوں گی۔ اگر وہ چیز سپرد کرنے سے پہلے ہی ضائع ہوجاتی ہے تو کاریگر کے مال میں سے ضائع ہوگی (یعنی یہ تیار کنندہ کا نقصان ہوگا)

89) ایسی صورت میں چونکہ تیار شدہ چیزیں بھی تیار کنندہ کی ملکیت میں ہیں، سپرد کرنے سے پہلے آرڈر دینے والے کی ملکیت میں نہیں ہیں تو آرڈر دینے والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ چیز وصول کرنے سے پہلے آگے بیچ دے۔

90) تیار کنندہ کی ذمہ داری تب ختم ہوجائے گی جب وہ تیار شدہ چیز آرڈر دینے والے کے سپرد کردے، یا اس کو اس چیز پر قبضہ کرنے کی قدرت دے دے، یا جس شخص کو آرڈر دینے والے نے قبضہ کرنے کا وکیل مقرر کیا گیا ہو اس کے سپرد کردے۔ اس طرح تیار شدہ چیز کی ضمانت تیار کنندہ سے آرڈر دینے والے کو منتقل ہوجائے گی۔

استصناع میں خیار وصف اور خیار رؤیت

91) اگر تیار شدہ چیز سپرد کرتے وقت طے شدہ خصوصیات کے مطابق نہ ہوئی تو آرڈر دینے والے کو یہ حق ہوگا کہ وہ اس چیز کو رد کردے، یا اسی حالت میں قبول کرلے، تو وصولی میں اچھا رویہ برتنے کی ایک صورت ہوگی۔ (جو باعث اجر ہے)

اور دونوں معاملہ کرنے والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو قبول کرنے پر صلح کر لیں۔ اگرچہ ثمن میں کچھ کمی کے ساتھ ہو۔

اور اگر تیار شدہ چیز ان خصوصیات کے موافق ہو جن کی اس معاملہ میں شرط لگائی گئی تھی تو آرڈر دینے والے کو یہ چیز دیکھنے کے بعد اختیار نہیں ملے گا، بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ وہ اسے قبول کرے۔

آرڈر پر بنائی گئی چیز کو جلدی سپرد کر دینا یا اس کو وصول کرنے میں تاخیر کرنا

92) مقررہ مدت سے پہلے تیار شدہ چیز کو سپرد کرنا جائز ہے کیونکہ اس معاملہ میں مدت کا مقصد چیز جلدی حاصل کرنا ہوتا ہے اس کے لئے مہلت (تاخیر) حاصل کرنا نہیں۔

93) تیار کنندہ کی طرف سے آرڈر دینے والے کو تیار شدہ چیز سپرد کر دینے اور اس کو قبضہ کرنے کی قدرت دینے کے بعد اگر آرڈر دینے والا بغیر کسی حق کے اس چیز پر قبضہ کرنے سے رک جاتا ہے تو یہ چیز اب کاریگر کے قبضے میں امانت ہوگی، اور وہ بغیر کسی زیادتی یا کوتاہی کے ضامن نہیں ہوگا۔ اور آرڈر دینے والا اس چیز کی حفاظت کا خرچہ برداشت کرے گا۔

استصناع میں ثمن کی شرائط

94) استصناع کے معاملہ میں یہ جائز ہے کہ تصریح کر دی جائے کہ آرڈر دینے والے نے اگر کاریگر کی طرف سے سپردگی اور قبضے پر قدرت کے بعد، متعین مدّت تک خود قبضہ کرنے میں تاخیر کی تو وہ تیار کنندہ کو وہ تیار شدہ چیز اپنے حساب کے مطابق بیچنے کا وکیل بنائے گا اور استصناع کا ثمن اس چیز سے وصول کرے گا۔

اگر اس صورت میں اضافی رقم ملی تو وہ آرڈر کرنے والے کو واپس دے گا اور اگر کوئی کمی ہوئی تو اس (آرڈر دینے والے) سے فرق کے مطابق رقم وصول کرے گا۔

95) معاملہ طے کرتے وقت یہ لازم ہے کہ استصناع کا ثمن معلوم ہو۔

96) یہ لازم نہیں ہے کہ سلم کی طرح استصناع میں ثمن پیشگی (Advance) ہو بلکہ یہ جائز ہے کہ ثمن فوری طور پر ادا ہو یا یہ بھی جائز ہے کہ ثمن مقررہ وقت تک کے لئے مؤخر ہو، یا اس کی ادائیگی قسطوں میں ہو۔

یہ بھی جائز ہے کہ ثمن کی قسطیں منصوبے کی تکمیل کے مختلف مراحل کے ساتھ مربوط ہوں، جب کہ عرف میں یہ مراحل اس طرح متعین ہوں کہ ان میں کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔

استصناع کے وقت ادا شدہ ثمن کا حکم

97) وہ ثمن جو معاملہ کو حتمی شکل دیتے وقت پیشگی ادا کیا گیا ہو وہ تیار کنندہ کی ملکیت ہے، اس کے لئے اس سے نفع حاصل کرنا اور نفع کمانا جائز ہے۔ اس ثمن کی زکوٰۃ بھی اسی پر واجب ہوگی۔

لیکن یہ ثمن اس کی ذمہ داری میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب معاملہ کسی بھی وجہ سے فسخ ہو جائے تو تیار کنندہ کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ ثمن آرڈر دینے والے کو واپس کرے۔ اور اس ثمن سے حاصل ہونے والا نفع تیار کنندہ کو ہی ملے گا، کیونکہ یہ اس کے ضمان میں تھا۔

استصناع میں منفعت کو بدل بنانا

98) یہ جائز ہے کہ استصناع میں ثمن کوئی نفع ہو۔ یہ واجب نہیں ہے کہ ثمن کوئی عین ہی ہو کیونکہ کسی چیز کی منفعت بیع اور اجارہ دونوں میں ثمن بن سکتی ہے۔ (جیسے مشتری، بائع کو ثمن میں اپنا گھر متعینہ مدت تک رہنے کے لئے دے دے)

وہ معاملات جن کو:

"تعمیر، استعمال اور انتقال" (عقود البناء والتشغيل والا عادة Build Operate and Transfer, "B.O.T") کہا جاتا ہے، ان کا حکم اسی بنیاد پر معلوم کیا جاسکتا ہے (کہ یہ جائز ہیں)۔

ان معاملات کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ حکومت عام شاہراہوں، یا پل، یا دیگر ایسی چیزوں کے منصوبے کسی خاص کمپنی کو دے دیتی ہے جو متعینہ مدت میں اس منصوبے کو مکمل کرنے کی ذمہ داری اٹھاتی ہے اور حکومت ان شاہراہوں، یا پلوں کے استعمال کا حق ایک متعینہ مدت تک اور اس سے حاصل ہونے والے ٹیکس کا حق اس کمپنی کو دے دیتی ہے۔

اس مدت کے اختتام پر وہ کمپنی تیار شدہ منصوبہ حکومت کے حوالے کر دیتی ہے۔ یہ معاملہ حکومت کی جانب سے استصناع ہے اور اس کا ثمن اسی منصوبے سے دونوں فریقوں کے درمیان متفقہ مدت تک، فائدہ حاصل کرنا ہے۔

مرابحہ کی بنیاد پر استصناع میں ثمن مقرر کرنا

99) یہ جائز نہیں ہے کہ استصناع کے ثمن کو مرابحہ (دیکھیے: شق نمبر 102) کی بنیاد پر طے کیا جائے، اس طرح کے اصل خرچ اور اس پر متعین اضافہ کے ذریعے ثمن طے ہو۔

کیونکہ جس چیز پر مرابحہ ہو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ چیز معاملہ کے وقت موجود ہو، بائع کی ملکیت میں ہو اور اس کا ثمن بھی معلوم ہو، اور "استصناع" کا معاملہ تو اس چیز کے مالک بننے سے پہلے ہی مکمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ استصناع ایسی بیع ہے جو بائع کے ذمہ اپنے اوصاف کے ساتھ (غیر متعین طور پر) لازم ہوتی ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں: شق نمبر 84، ب)

اس صورت کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اصل خرچہ کام مکمل ہونے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے جب کہ ثمن کے لئے لازمی ہے کہ وہ معاملہ کے وقت ہی معلوم ہو۔

استصناع کے ثمن کو مبنی بر عدل بنانا

100) اگر ایسے حالات پیش آجائیں جن کی بناء پر استصناع کے ثمن کو زیادہ کر کے یا اس میں کمی کر کے مبنی بر انصاف بنانا ضروری ہو تو دونوں معاملہ کرنے والوں کے اتفاق سے ایسا کرنا جائز ہے۔

اس صورت میں یہ بھی جائز ہونا چاہئے کہ معاملہ کے دونوں فریق شروع میں ہی ایسے معیار پر اتفاق کرلیں جو اس معاملہ کو مبنی بر انصاف بنادے، جیسے:

دونوں اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اگر کسی عمارت کے "استصناع" میں سیمنٹ یا لوہے کا ریٹ اگر متعینہ نسبت سے بڑھ گیا (یا کم ہوگیا) تو ثمن بھی اسی نسبت سے بڑھ جائے گا یا کم ہو جائے گا۔

ایسے حالات میں جب مختصر عرصے میں قیمتوں میں رد و بدل ہوتا رہتا ہو، ایسا معیار مقرر کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

(واللہ سبحانہ اعلم)

101) یہ جائز ہے کہ معاملہ میں کسی ایسی شرط پر اتفاق کرلیا جائے جس سے کوتاہی کرنے والے فریق کو اس کا ازالہ کرنا لازم ہو۔

("الشرط الجزائی" کی وضاحت تشریحات میں دیکھیں)

اس طرح کہ اگر کاریگر نے تیار شدہ چیز ادا کرنے میں تاخیر کی تو اس تاخیر کے بدلے میں ثمن کا کچھ حصہ کم کر دیا جائے گا۔

دوسری تقسیم : بیع کے نفع بخش ہونے کے اعتبار سے

امانت پر مبنی بیع کی تین قسمیں

102) "مرابحہ" (Sale on cost plus) یہ ایسی بیع ہے جس میں دونوں فریق اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ بائع مبیع کو اس طرح بیچے کہ ثمن اس کا اصل خرچ (Purchase Price) اور اس پر کچھ متعین نفع (Fixed Profit) ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ بائع کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز تمہیں اتنے کی بیچی جتنے کی یہ مجھے پڑی ہے اور مزید دس درھم کے بدلے میں، یا جتنے کی مجھے یہ چیز پڑی ہے اس سے دس فیصد اضافہ کے ساتھ۔ اصل خرچے کو اصطلاح میں "راس المال" (Capital) اور نفع کو "ربح" (Profit) کہتے ہیں۔

103) "تولیہ" (Sale at cost) یہ ایسی بیع ہے جس میں دونوں فریق اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ بائع مبیع کو بغیر کسی نفع کے اصل خرچ (Purchase Price) کے بدلے میں بیچ رہا ہے۔

اس کی ایک قسم "اشراک" یعنی کسی کو شریک بنانا بھی ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک نے کوئی چیز اپنے لئے خریدی، پھر اس چیز کے ایک حصہ کے تناسب سے ثمن طے کر کے کسی دوسرے کو اس میں شریک کرلیا۔

جیسے : کسی نے ایک لاکھ میں زمین خریدی پھر آدھی زمین میں پچاس ہزار لے کر کسی کو شریک کرلیا۔

104) "وضعیۃ" : یہ وہ بیع ہے جس میں دونوں فریق اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ بائع مبیع کو اس کے اصل خرچ (Purchase Price) سے کم میں بیچ رہا ہے۔

بیع کی ان تینوں قسموں کو امانت پر مبنی بیع کہتے ہیں، کیونکہ ان کے زیادہ تر احکام کا دارومدار اصل خرچ کے بارے میں سچ بولنے پر ہوتا ہے۔ آگے "مرابحہ" کے جو احکام اصل خرچے (Purchase Price) کی وضاحت کے بارے میں آرہے ہیں وہ "تولیہ" اور "وضعیۃ" پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

105) مرابحہ کے جائز ہونے کی شرائط یہ ہیں:

"مرابحہ میں رأس المال (Capital) کا مثلی ہونا"

(الف) : اگر "راس المال" (Capital) نقدی ہو تو مرابحہ کا جائز ہونا بالکل واضح ہے جیسے :

بائع کوئی چیز سو درہم میں خریدے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو دس درہم کے نفع کے ساتھ بطور مرابحہ کے بیچ دے۔

اگر راس المال کوئی سامان ہو تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ (راس المال) ان چیزوں میں سے ہو جن کی مثل ملتی ہے، یہ ان چیزوں میں سے بھی ہو سکتی ہے جنہیں پیمائش کر کے خریدا اور بیچا جاتا ہے۔ جیسے : پیٹرول، یا ان چیزوں میں سے ہو جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسے : زرعی پیداوار، یا ان چیزوں میں سے ہو جن کو شمار کیا جاتا ہے اور ان کا آپس میں زیادہ فرق نہیں ہوتا جیسے : ہمارے زمانے میں برتن،

تو جس شخص نے ان میں سے کسی قسم کے راس المال سے کوئی چیز خریدی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ یہ چیز مرابحہ کے طور پر بیچے، جیسے:

کسی نے کوئی کپڑا ایک کلو گندم کے بدلے میں خریدا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مشتری سے یوں کہے کہ میں تمہیں یہ کپڑا پہلے ثمن یعنی ایک کلو گندم اور ایک درہم اضافی، یا ایک پاؤ گندم اضافی کے بدلے میں بیچتا ہوں۔

اور ''مرابحہ'' جائز نہیں ہے اگر راس المال ان چیزوں میں سے ہو جن کی مثل نہیں ملتی جیسے : کسی شخص نے کوئی کپڑا بکری کے بدلے خریدا تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے ''مرابحہ'' کے طور پر بیچے اور تب (اس کے لئے) لازم ہوگا کہ وہ ''بیع مساومہ'' یعنی اصل خرچ اور نفع کا ذکر کئے بغیر معاملہ کرے۔

''2-3۔ رأس المال اور نفع کا معلوم ہونا''

(ب) : دوسرے مشتری کو راس المال کی مقدار معلوم ہو اگر یہ اسے معلوم نہیں ہے تو بیع اس وقت تک فاسد ہوگی جب تک کہ اسی مجلس میں یہ (مقدار) معلوم ہو جائے۔ اور معلوم ہونے کے بعد مشتری کو اختیار ملے گا کہ وہ اگر چاہے تو بیع کرلے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

(ج) : نفع معلوم ہو۔ اس کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ وہ (نفع) نقود کی واضح تعداد یا متعین سامان کی مقررہ مقدار ہو (جیسے ایک ہزار روپے یا ایک من گندم) یا ''راس المال'' کے تناسب کے ساتھ ہو۔ (یعنی فیصد کے حساب سے طے ہو)

''4۔ ''رأس المال اور اس کے بدل کا ''ربوی'' چیزوں میں سے نہ ہونا''

(د): ''راس المال'' کے ذریعے اسی جنس کی کوئی چیز اموال ربویہ (یعنی جن کی خرید و فروخت میں برابری لازم ہوتی ہے) میں سے نہ خریدی گئی ہو جیسے : کسی شخص نے گندم کے

بدلے مقدار میں اسی (بائع) کی برابر گندم خریدی، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس گندم کو مرابحہ کے طور پر بیچے کیونکہ اس معاملہ میں نفع ''ربا'' (Interest) بن جائے گا۔

اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ (بائع) اس گندم کو ''بیع وضعیہ'' کے طور پر بیچے کیونکہ اس میں برابری نہیں ہوتی، البتہ یہ جائز ہے کہ وہ اس گندم کو ''بیع تولیہ'' کے طور پر بیچ دے کیونکہ یہ ''تولیہ'' ایسی بیع ہے جس میں پہلے ثمن پر کوئی اضافہ یا کمی نہیں کی جاتی، تو اس میں وہ برابری ختم نہیں ہوگی جو ''اموال ربویہ'' کی آپس میں خرید و فروخت کے جائز ہونے کی شرط ہے۔

5۔ پہلے معاملہ کا صحیح ہونا

(ھ) : پہلا معاملہ (شرعی طور پر) صحیح ہو، اگر وہ معاملہ فاسد ہو تو بیع مرابحہ جائز نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مرابحہ میں پہلے ثمن پر کچھ نفع زائد کرکے بیع کی جاتی ہے اور بیع فاسد اگرچہ بعض صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک ملکیت کا فائدہ دیتی ہے لیکن اس میں مبیع کی (بازار میں لگائی گئی) قیمت یا اس کی مثل کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ (بائع اور مشتری کے درمیان طے شدہ) ثمن کا، کیونکہ اس کا مقرر کرنا تو فاسد ہو گیا ہے۔

رأس المال وہ ہے جو عقد میں لازم ہوا ہو

106) : راس المال میں اعتبار اسی کا ہے جو معاملہ میں لازم ہو یا اس کے ساتھ ملا دیا، نہ کہ اس (ثمن) کا جو پہلے مشتری (یعنی بائع مرابحہ) نے بائع (اول) کو بطور تبادلہ کے ادا کیا ہو۔

تو اگر پہلا معاملہ ایک کرنسی میں ہوا مثلاً دس درہم میں، لیکن مشتری نے بائع کو ایک

دینار ادا کر دیا اور پہلے بائع نے اس کو قبول بھی کر لیا تو "مرابحہ" دس درہم پر ہوگا نہ کہ ایک دینار پر، کیونکہ بیع کا ثمن دس درہم ہیں، (نہ کہ دینار) پھر ان دونوں کے درمیان ایک الگ معاملہ ہوا ہے جس میں دراہم کو دینار سے تبدیل کر لیا گیا ہے اور مرابحہ کی بنیاد تو پہلے عقد کے اصل ثمن پر ہوتی ہے، اس تبادلہ پر نہیں جو بعد میں واقع ہوا ہو۔

اس قاعدہ کا نتیجہ

107) : اگر معاملہ کسی دوسرے شہر کی کرنسی پر ہوا ہے جیسے : سو ڈالر، تو اگر نفع کی تعیین طے شدہ رقم کی بنیاد پر کی گئی ہے جیسے یہ کہا کہ میں تمہیں یہ چیز پہلے ثمن اور نفع کے طور پر سو روپے پاکستانی کے اضافے کے ساتھ بیچتا ہوں، تو اس صورت میں مرابحہ کا ثمن سو ڈالر اور سو پاکستانی روپے ہوگا۔

اگر نفع کی تعیین فیصد کے اعتبار سے ہو۔ مثال کے طور پر وہ یہ کہے کہ میں تمہیں یہ چیز دس فیصد نفع کے ساتھ بیچتا ہوں تو اب مرابحہ کا ثمن ایک سو دس ڈالر ہوگا۔

لہذا اگر کوئی شخص (Importer) ڈالروں کے بدلے سامان منگوا کر یہ چاہتا ہے کہ وہ درآمد شدہ سامان اپنے شہر میں بیچے تو اس کے لئے مرابحہ کرنا صرف اسی طریقے سے جائز ہے اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس چیز کا پورا ثمن ڈالر کے علاوہ کسی اور کرنسی میں ہو۔

لیکن جب مرابحہ کا ثمن ڈالروں میں متعین کر دیا جیسے گزشتہ مثال میں ایک سو دس ڈالر، پھر دونوں فریق (بائع اور مشتری) ثمن کی ادائیگی کے وقت اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ ڈالروں کو مثال کے طور پر پاکستانی روپے سے بدل لیتے ہیں، تو ایسا کرنا تین شرائط کے ساتھ جائز ہے:

(الف) : یہ "تبادلہ" مرابحہ کے معاملہ میں شرط نہ ٹھہرایا گیا ہو۔ (یعنی تبادلہ کا معاملہ،

اصل مرابحہ سے بالکل الگ ہو)

(ب) : یہ (ڈالروں کا پاکستانی روپے کے ساتھ) تبادلہ ادائیگی کے دن کے ریٹ پر ہو، نہ کہ ثمن لازم ہونے کے دن کے ریٹ پر۔

(ج) : پورے ثمن یا ثمن کی اُتنی مقدار جس کا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں تو (فوری طور پر) اس کا تصفیہ (حساب برابر) کر لیا جائے اور جس کا تبادلہ کرنا چاہتے ہیں اس میں سے کچھ بھی دوسرے کے ذمہ باقی نہ رہے۔

اس لئے اگر ثمن ایک سو دس ڈالر ہے اور وہ پورے ثمن کو پاکستانی روپے سے بدلنا چاہتے ہیں، جب کہ ادائیگی کے دن ایک ڈالر کا تبادلے کا ریٹ پچاس روپے ہے تو تبادلہ پانچ ہزار پانچ سو روپے کے بدلے جائز ہے، لیکن یہ لازم ہے کہ تمام روپے اسی مجلس میں ادا کر دیئے جائیں اور ان میں سے کچھ حصہ بھی مجلس (Sitting) کے بعد کے لئے مؤخر نہ کیا جائے۔

اس صورت میں کہ جب دونوں فریق یہ چاہتے ہوں کہ یہ تبادلہ صرف آدھے ثمن میں ہو جیسے کہ وہ دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ مشتری آدھا ثمن دے گا جو خود پچپن ڈالر بنتے ہیں، اور باقی کے بدلے پاکستانی روپے دے گا تو وہ دو ہزار سات سو پچاس روپے ادا کرے گا تو یہ بھی جائز ہے، بشرطیکہ یہ دو ہزار سات سو پچاس روپے اسی مجلس میں ادا کر دیئے جائیں اور ان میں سے کچھ بھی بعد کے لئے مؤخر نہ کیا جائے۔

رأس المال میں کونسے اخراجات شامل ہوں گے
اور کونسے نہیں

108) : راس المال کے ساتھ ان اخراجات کو بھی شامل کیا جائے گا جو بائع نے مبیع کو

خریدنے اور حاصل کرنے میں برداشت کئے ہیں، جیسے سامان لادنے، اٹھانے، اور مبیع کی جگہ سے اپنے علاقے تک منتقل کرنے کے اخراجات، اسی طرح اس کو گودام میں رکھوانے کے اخراجات بشرطیکہ اس رکھوانے کا کرایہ دیا ہو، اسی طرح دلاّل (کمیشن ایجنٹ) کے اخراجات اور مبیع میں ترقی (Upgrading) کے اخراجات جیسے اس کو رنگنا، یا کپڑے کی سلائی، یا گھر کا پلستر، یا درخت لگانے کے اخراجات۔

اور اسی طرح اگر مبیع کو حفاظت اور نگہبانی کی ضرورت ہو تو اس کے اخراجات، یہاں یہ شرط ہے کہ مالی اخراجات براہ راست کسی دوسرے شخص کو ادا کئے گئے ہوں، لہذا مرابحہ میں کسی ایسے کام کے خرچے کا اضافہ کرنا جائز نہیں ہوگا جس کا تعلق اس کے اپنے کام سے ہو یا ایسے ذاتی ملازم کے کام سے ہو جس کو اس نے خاص طور پر اس کام کے لئے ملازمت پر نہ رکھا ہو۔

اسی طرح راس المال کے ساتھ وہ ٹیکس (Taxes) بھی شامل کئے جائیں گے جو بائع نے حکومت کو ادا کئے ہوں یا وہ ادائیگیاں (Duties) جو کسٹم (Customs) والوں کو ادا کی گئی ہوں یا شاہراہوں (Tools) کے ٹیکس۔

ان اخراجات کو شامل کرنے کے بعد بائع یہ نہیں کہے گا کہ ''یہ چیز میں نے اتنے کی خریدی ہے'' بلکہ یوں کہے گا کہ ''یہ چیز مجھے اتنے کی پڑی ہے'' یا یہ کہے گا کہ ''اس چیز پر میرا خرچہ اتنا ہے''

جو چیز ہبہ، میراث یا وصیت میں ملی ہو، اس میں مرابحہ

109) :اگر بائع، مبیع کا مالک ہبہ، یا میراث، یا وصیت کے ذریعے بنا ہو اور پھر وہ

اس چیز کی قیمت لگالے اور وہ اس قیمت کی بنیاد پر آگے وہ چیز بطور مرابحہ بیچ دے تو یہ جائز ہے، اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ بائع کہے گا کہ اس چیز کی قیمت یہ ہے اور میں اس قیمت کی بنیاد پر آپ کو بطور مرابحہ کے یہ چیز بیچتا ہوں۔

امانت پر مبنی بیوع میں خیانت کا حکم

110) مرابحہ کے طور پر بیع کرنے والے پر یہ لازم ہے کہ وہ مشتری کے سامنے ہر ہو بات واضح کردے جس کا اثر مشتری کے ذوق وشوق پر پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر اس نے پہلے بائع سے مبیع ادھار پر خریدی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ مشتری کے سامنے واضح کرے کہ اس نے یہ چیز ادھار پر لی تھی۔

111) اگر مرابحہ میں بائع نے جھوٹ بولا یا مشتری کے سامنے وہ بات واضح نہ کی، جس کو واضح کرنا ضروری تھا تو یہ خیانت ہے۔

اگر یہ خیانت بیع کے بعد ظاہر ہوئی تو اگر اس کا تعلق ثمن کی کسی صفت سے ہے، جیسے یہ کہ بائع نے کوئی چیز ادھار پر خریدی لیکن یہ بتائے بغیر مرابحہ یا ''تولیہ'' کے طور بیچ دی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اس چیز کو متفقہ ثمن کے بدلے رکھ لے اور اگر چاہے تو بائع کو واپس کردے۔

112) :اگر خیانت ثمن کی مقدار کے بارے میں ظاہر ہوئی، اس طرح کہ بائع نے مرابحہ یا تولیہ میں کہا تھا کہ میں نے یہ چیز دس کی خریدی ہے، پھر واضح ہوا کہ اس نے نو میں خریدی تھی تو مرابحہ اور تولیہ دونوں میں خیانت کے برابر ثمن کم ہو جائے گا، تولیہ کی صورت میں یہ کمی ایک درہم ہے اور مرابحہ میں ایک درہم کے ساتھ اس کے حصہ کے برابر (نفع میں سے دسواں حصہ) نفع کم ہو جائے گا۔

مرابحہ مؤجلہ کی شرط

113) : مرابحہ فوری ادائیگی کے ساتھ بھی جائز ہے اور مقررہ مدت تک ثمن میں تاخیر کے ساتھ بھی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ نفع کا تعلق ثمن کی ادائیگی کے زمانہ سے مربوط ہو۔

لیکن یہ لازم ہے کہ مرابحہ کے معاملے میں بغیر کسی تردد کے ثمن اور مقررہ مدت متعین کرلی جائے، جیسا کہ بیع مؤجل کا (عام) حکم ہے، تو وہ نفع جو مدت کے مقابلے میں ہے اگرچہ تعیین ثمن میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے لیکن ثمن متعین ہوجانے کے بعد اب مکمل ثمن مبیع کے بدلے میں ہے، مدت کے بدلے میں نہیں ہے۔

اسی لئے مدت بڑھانے کے بدلے میں ثمن کا اضافہ کرنا، یا مدت کم کرنے کے بدلے میں ثمن میں کمی کرنا، جائز نہیں ہے۔

تیسری تقسیم: بدلین (مبیع وثمن) کی نوعیت کے اعتبار سے

114) دونوں بدل یعنی مبیع اور ثمن کی نوعیت کے اعتبار سے بیع کی تین قسمیں ہیں:

بیع مطلق

(الف) : ''بیع مطلق''، کسی عین (سامان) کو رائج ثمن کے بدلے فروخت کرنا، جیسے دراہم اور دینار اور فلوس، خواہ یہ فوری طور پر ہو یا اس کی ادائیگی میں مقررہ وقت تک کی مہلت ہو۔

جب بھی بیع کا لفظ مطلق بولا جائے تو عام حالات میں اس سے یہی قسم مراد ہوتی ہے، اور ہم نے بیع کو جو احکام ذکر کئے ہیں وہ اسی قسم کے بارے میں ہیں۔

مقایضہ (Barter System)

(ب) : ''مقایضہ'' یہ سامان کے بدلے سامان کی بیع ہے اس کو اصطلاح میں ''مقایضہ'' کا نام دیتے ہیں۔

صَرف (Exchange of Money)

(ج) : ''صرف'' یہ نقود کے بدلے نقود کی بیع ہے اور اس کو اصطلاح میں ''صرف'' کا نام دیتے ہیں۔

مقایضہ (Barter System) کے احکام

115) مقایضہ، یہ عین (سامان) کے بدلے سامان کو بیچنا ہے یعنی مال کے بدلے مال اس طرح کہ دونوں طرف نقود نہ ہوں۔

جیسے کپڑے کو کپڑے کے بدلے، زمین کو زمین کے بدلے یا حیوان کو حیوان کے بدلے بیچنا۔

116) : ''مقایضہ'' میں دونوں بدل میں سے ہر ایک کو مبیع یا ثمن سمجھنا درست ہوتا ہے، اور جب ان دونوں میں سے ہر ایک چیز ''مبیع'' بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو لازم ہے کہ دونوں میں ہر ایک بیع کے معاملہ کے وقت متعین ہوں۔

لہذا اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک ''دَین'' ہوا، مثال کے طور پر اس طرح کہ ایک شخص نے متعین گھوڑا، ایک ٹن گندم بطور دَین کے بدلے بیچا تو یہ مقایضہ شمار نہیں ہوگا، بلکہ یہ ''سلم'' ہوگا اور اس میں ''سلم'' کی تمام شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا۔

117) جب سامان کی بیع نقود کے بدلے ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ اگر مبیع مشتری کے قبضہ کرلینے کے بعد ہلاک ہو تو ''اقالہ'' (واپسی) ممکن نہیں ہے۔

البتہ مقایضہ میں اگر دونوں بدل میں سے ایک ہلاک ہو جائے تو دونوں میں سے جو چیز باقی ہو، اس میں ''اقالہ'' اس طرح جائز ہوگا کہ مشتری ہلاک شدہ چیز اگر قیمت والی ہو تو اس کی قیمت ادا کرے اور اگر وہ مثل والی چیز ہے تو اس کی مثل ادا کرے، اور اپنے ساتھی (بائع) کو یہ چیز سپرد کرکے وہ عین (سامان) جو ہلاک نہیں ہوا، اس سے واپس لے لے۔

118) : اگر ''مقایضہ''، ''اموال ربویہ'' کے علاوہ (دیگر) چیزوں میں ہو تو مبیع اور ثمن میں مقدار یا قیمت کے اعتبار سے برابری کی شرط نہیں ہے اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ بیع فوری ادائیگی والی ہو، بلکہ وہ فرق جو پہلے ذکر کر دیئے گئے ہیں (شق نمبر 116 اور 117 میں) ان کی رعایت رکھتے ہوئے بیع کے تمام احکام ''مقایضہ'' پر لاگو ہوں گے۔ اور جب مقایضہ ''اموال ربویہ'' میں ہو تو اس میں ''ربا البیع'' کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

بیع میں ربا

اموال ربویہ میں مقایضہ کے احکام

119) اگر مقایضہ میں دونوں بدل اموال ربویہ میں سے ہوں، اس طرح کہ دونوں ''قدر'' اور جنس میں متحد ہوں (اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک پیمائش کرکے بیچی جاتی ہو یا ان دونوں میں سے ہر ایک وزن کرکے بیچی جاتی ہو اور اس چیز کو اپنی ہی جنس کے بدلے میں بیچا جا رہا ہو) تو یہ لازم ہے کہ دونوں بدل قدر، یعنی پیمائش یا وزن میں برابر ہوں، اور معاملہ فوری ہو۔

لہٰذا اگر معاملہ میں ایک طرف سے اضافہ ہے جیسے ایک کلو گوشت، اسی کے جنس سے

ڈیڑھ کلو گوشت کے بدلے میں بیچا جائے یا ایک لیٹر پیٹرول دوسرے ڈیڑھ لیٹر پیٹرول کے بدلے بیچا جائے تو یہ ممنوع ہے، کیونکہ یہ ''ربا الفضل'' ہوگا۔ (یہ بیع کے معاملات میں ہوتا ہے اور حدیث شریف میں اس کی ممانعت کی وجہ سے اسے ''ربا الحدیث'' بھی کہتے ہیں)

اسی طرح اگر ایک کلو گوشت اسی جنس کے ایک کلو گوشت کے بدلے میں بیچا جائے اور ان میں سے ایک کی ادائیگی فوری ہو اور دوسری طرف سے ادائیگی مقررہ مدت تک مؤخر ہو، یا ایک لیٹر پیٹرول دوسرے ایک لیٹر پیٹرول کے بدلے بیچا جائے اور دونوں میں سے ایک فوری طور پر ادا کیا جائے اور دوسرا مقررہ مدت پر، تو یہ بھی ممنوع ہے کیونکہ یہ ''ربا النسیئہ'' ہے۔ (یہ قرض کے معاملات میں ہوتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی ممانعت کی وجہ سے اسے ''ربا القرآن'' بھی کہتے ہیں)۔

120) اگر پیمائش سے یا وزن کرکے فروخت کی جانے والی چیزیں جو قدر میں ایک جیسی ہوں ان کو کسی دوسری جنس کے بدلے میں بیچا گیا جیسے گندم کو جو، کے بدلے میں تو (اس میں ایک طرف سے) مقدار میں اضافہ جائز ہے لیکن ''نسیئہ'' (یعنی ادھار) جائز نہیں بلکہ لازم ہے کہ یہ معاملہ فوری ہو۔

121) اگر گنتی کرکے، یا ماپ کر فروخت کی جانے والی چیزوں کو ان کی جنس کے بدلے ہی میں بیچا جائے تو (ایک طرف سے) اضافہ جائز ہے جیسے ایک کتاب کو دو کتابوں کے بدلے میں یا، ایک کپڑے کو دو کپڑوں کے بدلے میں بیچا جائے لیکن (اس میں) ''نسیئہ'' (یعنی ادھار) جائز نہیں ہے۔

اتحاد جنس میں معتبر اُمور

122) مذکورہ احکام میں جنس کے ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ دو چیزیں اپنی ماہیت اور اپنے نام، اپنی اصل اور اپنے مقاصد میں ایک جیسی ہوں، اور ان دونوں میں

سے کسی ایک میں صنعت کے اعتبار سے کوئی اضافہ بھی نہ ہو۔

اگر دو چیزوں کی ماہیت مختلف ہو جیسے گندم اور جَو، یا دونوں کی اصل الگ ہو جیسے انگور کا سرکہ اور کھجور کا سرکہ، یا ان دونوں کے مقاصد الگ ہوں جیسے بکری کے بال اور بھیڑ کی اون، یا ان دونوں میں سے کسی ایک میں صنعت کے اعتبار سے اضافہ ہو جیسے روٹی اور آٹا، یا ان دونوں میں صنعت کا فرق ہو جیسے جاپانی کپڑا اور انگریزی کپڑا، تو (ان سب صورتوں میں) دونوں چیزیں الگ الگ جنس ہوں گی۔

عرف (Custom) فیصلہ کن ہے

123) پیمائش اور وزن میں ہر زمانے اور ہر علاقے کے عرف کا اعتبار ہوگا۔ مثال کے طور پر گندم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں پیمائش کر کے بیچی جاتی تھی لیکن موجودہ دور کے عرف میں یہ وزنی چیزیں بن گئی ہے۔

لہٰذا اب اس کو وزنی ہی سمجھا جائے گا۔

وزن کے آلہ کا مختلف ہونا

124) اگر دو چیزیں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں لیکن ان دنوں کے وزن کرنے کا آلہ الگ الگ ہے جیسے لوہا کہ اس کو تولنے کا آلہ سونے کو تولنے کے آلہ سے الگ ہے تو یہ دونوں چیزیں قدر کے اعتبار سے ایک جیسی نہیں سمجھی جائیں گی۔

اموال ربویہ میں اندازے سے خرید و فروخت

125) ''اموال ربویہ'' میں اندازہ کر کے خرید و فروخت کرنا یعنی دو ایسی چیزوں کو (اندازے سے) آپس میں بیچنا جو قدر اور جنس میں ایک جیسی ہوں، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک طرف سے اضافہ کا احتمال ہے۔

جو چیز ربوی اور غیر ربوی پر مشتمل ہو،

اس کی بیع کا حکم

126) اگر مبیع ''ربوی'' اور ''غیر ربوی'' دونوں سے مل کر بنا ہو اور ثمن ایسا ''ربوی'' ہو جس کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہوئی نہیں ہے جیسے مبیع سونے کا کوئی زیور ہو، جس میں سونے کے علاوہ (کسی چیز کے) جڑاؤ کا کام ہوا ہو جیسے سونے کا ہار جس میں موتی ہوں اور اس کو صرف سونے کے بدلے میں بیچا جائے تو اس بیع کے جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ الگ سونا وزن میں مرکب سونے سے زیادہ ہو، تو الگ سونے میں جتنی مقدار زیادہ ہے وہ سونے کے علاوہ دوسری چیز کے مقابلے میں ہوگی، تو سونے کے بدلے سونے کے تبادلے میں ایک طرف سے اضافہ ثابت نہیں ہوگا۔ (مرکب سونے کی وضاحت)

اور اگر الگ سونا اس مرکب سونے کے برابر یا اس سے کم ہو تو بیع جائز نہیں ہوگی۔

الصرف (Exchange of Money)

صرف کی تعریف اور حکم

صرف: ان ثمنوں کی آپس میں بیع کا نام ہے جو ہمیشہ ثمن رہتے ہیں۔

یہ سونے کے بدلے سونے کی بیع، اور چاندی کے بدلے چاندی کی بیع، اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی دوسری جنس کے بدلے بیع ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ دونوں بدل ایک ہی جنس کے ہوں تو دونوں طرف سے برابری ضروری ہے اور اس میں ادھار بھی جائز نہیں ہے، خواہ دونوں بدل ایک ہی جنس کے ہوں یا دو الگ الگ جنسوں کے۔

اسی طرح اندازے سے ان کی بیع کرنا جائز نہیں ہے، اور معاملہ طے پانے کی مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ بھی ضروری ہے۔

اس بارے میں ڈھلے ہوئے سونا چاندی اور بغیر ڈھلے ہوئے دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

لہٰذا اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے بدلے بیچا جائے تو وزن کے اعتبار سے ان میں برابری ضروری ہوگی جیسا کہ مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ بھی ضروری ہے۔

کھوٹ ملے ہوئے سونے کا حکم

128) اگر سونا یا چاندی میں کھوٹ ہو اور یہ کھوٹ مغلوب (کم) ہو تو یہ دونوں خالص کے حکم میں ہوں گے۔

ایسی صورت میں ان کو خالص سونا چاندی کے بدلے میں بیچنا یا آپس میں ایک دوسرے کو بیچنا، صرف اسی صورت میں صحیح ہوگا جب وزن کے اعتبار سے برابر ہوں، اگرچہ ان دونوں کے کھوٹ کی مقدار میں فرق ہو۔

اور (اس صورت میں) مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بیع صَرف ہے۔

صرف میں حسّی (Physically) قبضہ

129) بیع صَرف میں لازمی ہے کہ دونوں طرف سے حسی طور (ہاتھ وغیرہ کے ذریعے) پر قبضہ پایا جائے، صرف "تخلیہ" کر دینا اس کے لئے کافی نہیں ہے جیسا کہ بیع صَرف کے علاوہ یہ قبضہ کے لئے کافی ہوتا ہے۔

صرف میں خیار شرط

130) بیع صَرف میں "خیار شرط" جائز نہیں ہے۔

کرنسی نوٹوں کے تبادلہ کے احکام

131) "کاغذی نوٹ" ایک جنس کے ہوں تو ان کا آپس میں تبادلہ اضافہ یا ادھار کے ساتھ جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک روپے کو دو روپے کے بدلے میں بیچنا جائز نہیں ہے، اسی طرح ایک روپے کو ایک روپے کے بدلے میں اُدھار بیچنا یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ربا ہے۔

ہاں اگر جب دونوں کاغذی نوٹوں کی جنس مختلف ہو مثلاً پاکستانی روپے، سعودی ریالوں کے بدلے بیچے جائیں تو اس میں ایک طرف سے اضافہ جائز ہے اور اس میں ادھار بھی (دو شرطوں کے ساتھ) جائز ہے۔

1: پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں معاملہ کرنے والوں میں سے ایک اس چیز پر قبضہ کر لے جو اس نے خریدی ہے اگرچہ دوسری طرف سے ادائیگی میں تاخیر ہو۔

2: اور دوسری شرط یہ ہے کہ یہ تبادلہ معاملہ کے دن کے ریٹ (نرخ) کے مطابق ہو۔

دار الحرب میں ربا

132) ربا کی حرمت میں دارالاسلام اور دارالحرب دونوں برابر ہیں۔

بیع کے احکام مرتب ہونے کے اعتبار سے تقسیم

"بیع کے احکام مرتب ہونے کے اعتبار سے تقسیم بیع صحیح، جو خیار کے بغیر ہو، اس کے احکام"

بیع صحیح کی تعریف

133) بیع صحیح :وہ بیع ہے جو جائز ہو، اس میں بیع منعقد ہونے کی تمام شرائط بھی پوری ہوں اور اس سے کوئی شرعی طور پر ممنوع کام (وضاحت) بھی لازم نہ آتا ہو۔

بیع صحیح کا حکم

بیع صحیح کا حکم :اس سے ایجاب و قبول کا صرف تبادلہ ہوتے ہی ملکیت مشتری کو منتقل ہو جاتی ہے، اگر یہ بیع سلم نہ ہو۔

اور بائع پر لازم ہوتا ہے کہ وہ مشتری کو مبیع سپرد کر دے۔ اگر وہ فوری بیع ہو تو مشتری پر لازم ہوتا ہے کہ وہ ثمن ادا کر دے۔

اس بیع میں بائع کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو اپنے پاس روک لے۔

ضمان (رِسک) کا مشتری کی طرف منتقل ہونا

134) مشتری کے مبیع پر قبضہ کرنے یا جب بائع اس کا تخلیہ اس طرح کر دے کہ مشتری کو یہ قدرت مل جائے کہ وہ جب چاہے مبیع پر قبضہ کر سکتا ہے تو مبیع کا ضمان (ذمہ داری، رسک) بائع سے مشتری کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مبیع کا مکمل یا کچھ حصہ ہلاک ہونا

اب اگر مبیع کسی آسمانی آفت یا بائع کے کسی کام کی وجہ سے ہلاک ہو جائے اور ابھی تک مشتری نے نہ تو مبیع پر قبضہ کیا ہے اور نہ ہی بائع نے مشتری اور مبیع کے درمیان تخلیہ (تنہائی) کیا ہے تو یہ بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع پر لازم ہوگا کہ اگر وہ ثمن پر قبضہ کر چکا ہے تو ثمن مشتری کو واپس کر دے۔

اگر مبیع مشتری کے کسی کام سے ہلاک ہو تو بیع فسخ نہیں ہوگی اور مشتری پر ثمن کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اگر مبیع کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہلاک ہو تو مبیع مثلی چیز ہے تو اُس پر ضمان میں اس کی مثل لازم ہوگی اور مبیع ان چیزوں میں سے ہے جن کا ضمان قیمت سے آتا ہے تو قیمت لازم ہوگی۔ اس صورت میں مشتری کو اختیار ملے گا کہ وہ چاہے تو معاملہ ختم کر دے تو تب بائع مبیع ہلاک کرنے والے سے ضمان لے گا، اور اگر مشتری چاہے تو مبیع کو برقرار رکھے اور اس (اجنبی) سے ضمان وصول کر لے۔

135) اگر مبیع کا، کچھ حصہ مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ضائع ہو جائے تو (دیکھا جائے گا کہ) اگر اس کی مقدار میں کمی ہوئی، اس طرح کہ پیمائش، یا وزن، یا عدد، یا ناپنے میں وہ چیز کم ہو گئی ہے تو بیع کا معاملہ، ضائع شدہ حصے کے برابر فسخ ہو جائے گا اور اس حصے کا جو ثمن بنتا ہے وہ ختم ہو جائے گا نیز مشتری کو اختیار بھی ملے گا، اگر وہ چاہے تو مبیع کا باقی حصہ اسی کے برابر ثمن کے بدلے میں لے لے، اور اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے۔

اور اگر مبیع کے کسی وصف میں کمی ہوئی ہے تو ثمن میں سے کچھ بھی ساقط نہیں ہوگا لیکن مشتری کو اختیار ملے گا کہ اگر وہ چاہے تو مبیع کو پورے ثمن کے بدلے لے لے اور اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے۔

مبیع میں کیا چیز داخل ہو گی اور کیا چیز نہیں

136) جو چیز بھی بیع کے نام میں اس طرح شامل ہو کہ وہ عُرف میں اسی کا حصہ سمجھی جاتی ہے تو یہ بیع میں داخل ہوگی، اگرچہ صراحت سے اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ جیسے گھر یا فلیٹ بیچا گیا تو اس میں اس کے تمام کمرے اور باورچی خانہ اور ہال (یا صحن) اور واش روم اور پانی

کے پائپ اور بجلی کی لائنیں داخل ہوں گی لیکن اس بیع میں پنکھے، اے سی، ٹیلی فون اور گھر کا سامان داخل نہیں ہوگا جب تک اس کی تصریح یا اس کا عرف نہ ہو۔

137) ہر وہ چیز جو مبیع کے ساتھ مستقل طور پر جڑی ہوئی ہو تو وہ مبیع کے تابع ہو گی اور اس کی تصریح کے بغیر بھی وہ بیع میں داخل ہو گی یا اس کے بارے میں کوئی ایسا عُرف ہو جو لوگوں کے درمیان مشہور ہو۔

جو چیز اس لئے رکھی گئی ہو کہ انسان اس کو آخر کار مبیع سے الگ کرلے گا تو یہ مستقل طور پر جُڑا (یعنی ایصالِ قرار) رہنا نہیں ہے اور جو چیز الگ کرنے کے لئے نہ رکھی گئی ہو تو یہ "مستقل جڑا" رہنا ہے۔

اس لئے اگر کسی شخص نے ایسی زمین بیچی جس میں درخت تھے تو یہ درخت بھی بیع میں شامل ہوں گے کیونکہ یہ زمین کے ساتھ مستقل طور پر جڑے ہوئے ہیں، بخلاف کھیتی کے کہ وہ زمین کی بیع میں تب تک داخل نہیں ہو گی جب تک اس کی تصریح نہ ہو، کیونکہ کھیتی کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو زمین سے اٹھالیا جاتا ہے۔

138) ہر وہ چیز جو مبیع کے فوائد اور منافع میں سے ہو، تو وہ بھی بیع میں داخل ہو گی، جیسے راستے پر گزرنے کا حق اور پانی کی باری کا حق۔

مبیع میں جو اضافہ پیدا ہو جائے

139) مبیع میں جو بھی اضافہ پیدا ہو گیا معاملہ کے بعد اور مشتری کے قبضہ سے پہلے، خواہ وہ اضافہ مبیع سے ملا ہوا ہو یا الگ ہو، مبیع ہی سے پیدا ہوا ہو یا پیدا نہ ہوا ہو، جیسے ایسا درخت بیچا گیا جس کا پھل ظاہر نہیں ہوا تھا اور بیع کے بعد مشتری کے قبضہ سے پہلے پھل ظاہر

ہوگیا، یا کوئی حیوان بیچا گیا جو پہلے حمل سے نہیں تھا پھر اس کا حمل ظاہر ہوگیا، تو یہ (سب) مشتری کی ملکیت میں داخل ہوگا کیونکہ یہ سب مبیع کے تابع ہو کر اُسی کا حصہ ہے۔

(پھر) جیسے بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے اصل مبیع کو روکنے کا حق ہے ویسے ہی اس کو، اس مقصد کے لئے یہ زائد اضافے روکنے کا بھی حق ہے۔

اگر بائع نے یہ اضافہ ضائع کر دیا تو ثمن میں سے اس کے برابر حصہ ختم ہو جائے گا، اور اگر یہ اضافہ کسی آسمانی آفت سے ضائع ہوا تو ثمن میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور نہ ہی مشتری کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ملے گا۔

ثمن اور مبیع میں کمی اور اضافہ

140) بائع اور مشتری کے لئے جائز ہے کہ وہ معاملہ پورا ہونے کے بعد ثمن میں اضافے یا کمی پر متفق ہو جائیں، اس طرح یہ بھی جائز ہے کہ وہ مبیع میں اضافے پر اتفاق کر لیں۔

یہ اضافہ اور کمی اصل معاملے سے متعلق ہوں گے، گویا کہ بیع اسی مقدار پر ہوئی ہے جو اضافے یا کمی کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

خیار کے ساتھ بیع صحیح

141) کبھی بیع صحیح ہوتی ہے اور ساتھ بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔

خیارات کی کئی قسمیں ہیں:

خیار رؤیت، خیار عیب، خیار مغبون، یہ خیارات شریعت کے حکم کی وجہ سے ثابت ہوتے ہیں۔(خواہ بائع اور مشتری یہ خیار بیان کریں یا نہ کریں)

خیار شرط، خیار فوات وصف، خیار نقد اور خیار تعیین۔ یہ خیارات معاملہ میں شرط لگانے سے ثابت ہوتے ہیں۔

خیار رؤیت :(دیکھنے پر مبنی اختیار)

142) خیار رؤیت تب ثابت ہوتا ہے جب معاملہ کسی ایسی چیز کا ہو جو غائب ہو۔

یہ ایسا حق ہوتا ہے جس کے ذریعے اس چیز کے مالک بننے والے (مشتری) کو یہ اختیار ملتا ہے کہ وہ جس چیز پر عقد ہوا ہے، اس کو دیکھنے پر معاملہ فسخ (ختم) کر دے، یا اس کو برقرار رکھے۔

اس چیز کو دیکھنے سے پہلے مشتری کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ملتا، ہاں! دیکھنے کے بعد مقامی طور پر ہونے والی "بیوع" میں تو مشتری کو مطلقاً اختیار ملتا ہے، البتہ اگر بیع دو شہروں کے درمیان بری، بحری یا فضائی ٹرانسپورٹ کے ذریعے سے ہو تو مشتری کا اختیار اس بات کے ساتھ مشروط ہو گا کہ بیع میں مبیع کے جو اوصاف طے ہوئے تھے، اب مبیع ان کے برخلاف ہو اور اگر اس نے ان اوصاف کے مطابق مبیع کو پایا تو اس کو کوئی خیار نہیں ملے گا۔

143) مبیع کا ایسا دیکھ لینا، جس کے ذریعے خریداری کے مقصد کا علم ہو جائے تو ایسے دیکھنے سے خیار رؤیت ختم ہو جاتا ہے۔

خیار عیب :(عیب نکلنے کی صورت میں اختیار)

144) خیار عیب :ایسا خیار ہے کو مشتری کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس طرح کہ اگر خریداری کے وقت مبیع میں کوئی عیب تھا اور مشتری کو اس کا پتہ نہیں چلا تو وہ مبیع واپس کر سکتا ہے۔

خیار عیب کے ثابت ہونے کے لئے چھ شرائط

145) خیار کو ثابت کرنے کے لئے صرف وہ عیب معتبر ہو گا جسے تاجر حضرات کے عُرف میں عیب سمجھا جاتا ہو۔

اس خیار کے ثابت ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(الف) مبیع میں وہ عیب اس وقت سے ہو جب مبیع بائع کے ضمان (رسک) میں تھا، لہٰذا اگر مبیع کا ضمان مشتری کی طرف منتقل ہونے کے بعد کوئی (نیا) عیب پیدا ہو گیا، اگرچہ صرف "تخلیہ" کے ذریعے حکمی قبضہ ہوا ہو، تو بھی مشتری کو خیار نہیں ملے گا۔

(ب) : عیب، (مبیع کو) واپس کرنے تک باقی ہو، لہٰذا اگر عیب وپس کرنے سے پہلے ختم ہو گیا، جیسے بیمار جانور واپس کرنے سے پہلے تندرست ہو گیا تو مشتری کو خیار نہیں ملے گا۔

(ج) : مبیع کے مشتری کے ضمان میں داخل ہونے سے پہلے مشتری کو عیب کا علم نہ ہو

(د) : مشتری کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو اس کی طرف سے عیب پر صراحتاً یا دلالتاً راضی ہونے کو بتائے، جیسے وہ (مشتری) مبیع میں کوئی ایسا تصرف کر دے جس سے پتہ چلے کہ وہ عیب پر راضی ہے۔

(ھ) : مشتری بغیر کسی عذر کے یہ بیع فسخ کرنے کے مطالبے میں اتنی مدت تک تاخیر نہ کرے، جس سے تاجر حضرات کے عرف میں تاخیر ختم ہو جاتا ہے۔

(و) : بائع نے اپنے لئے یہ شرط نہ لگائی ہو کہ وہ (ہر قسم کے) عیب سے بری ہو گا، کیونکہ اگر اس نے مشتری کی رضامندی سے بری ہونے کی شرط لگائی تو خیار عیب ختم ہو جائے گا اور اس بری ہونے میں وہ عیب بھی داخل ہو گا جو بیع کے بعد لیکن (مشتری کے بیع پر) قبضہ کرنے سے پہلے پیدا ہوا ہو۔

146) خیارعیب کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ مشتری کو یہ اختیار ملتا ہے کہ وہ مبیع بائع کو واپس کر دے اور بائع سے ثمن کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

البتہ اگر بائع اور مشتری اس پر اتفاق کر لیں کہ مشتری مبیع کو اپنے پاس رکھے گا اور بائع مبیع کی قیمت میں عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کے برابر ثمن کم کر دے گا، یا جس بات پر بھی یہ دونوں راضی ہو جائیں، بشرطیکہ یہ صلح کی شرعی شرائط(وضاحت ضروری ہے)کے تابع ہو(تو یہ بھی جائز ہے)۔

147) اگر مشتری کے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی بائع نے عیب کا ازالہ کر دیا تو مشتری کا مبیع کو واپس کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔

148) اگر بائع مشتری کو یہ پیشکش کرے کہ وہ اس کو دوسری چیز، جس میں کوئی عیب نہ ہوگا، لا کر دیتا ہے تو مشتری کو یہ اختیار ہے کہ وہ یہ پیشکش قبول کر لے یا رد کر دے۔

149) مشتری کو خیارعیب کی وجہ سے واپس کرنے کا جو اختیار ملتا ہے وہ واپسی کی رکاوٹوں میں سے کسی رکاوٹ کے پیش آنے پر ختم ہو جاتا ہے، اور ایسی رکاوٹیں یہ ہیں:

(الف) مبیع (مشتری کو) سپرد کرنے سے پہلے ہی بائع کے قبضے میں ہلاک ہو جائے، اس صورت میں معاملہ فسخ ہو جائے گا اور بائع پر لازم ہوگا کہ وہ ثمن واپس کر دے۔

(ب) مشتری کی طرف سے قبضہ کر لینے کے بعد مبیع کسی آسمانی آفت کے ذریعے ہلاک ہو جائے، تو اس صورت میں مشتری کو اس بات کا حق ملتا ہے کہ وہ بائع سے تاوان کا مطالبہ کرے یعنی عیب دار چیز اور غیر عیب دار چیز میں قیمت کا جو فرق ہے (وہ وصول کر لے) ارش کی وضاحت)

(ج) مشتری نے مبیع کو عادت کے مطابق استعال کر کے ختم کر دیا ہو جیسے مبیع کوئی کھانے کی چیز تھی جو اس نے کھالی۔ اس صورت میں مشتری کو یہ اختیار ہے کہ وہ بائع سے تاوان کا مطالبہ کرے۔

(د) مبیع مشتری کے قبضے میں عادت کے خلاف استعمال کرنے کی وجہ ہلاک ہوئی جیسے مبیع کوئی برتن تھا جس کو مشتری نے توڑ دیا۔ اس صورت میں مشتری کو تاوان کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔ از خاشیہ اخذ مذهب الهنابلة (یہ پورا پیرا گراف مشروع والے نسخہ سے غائب ہے)

(ھ) مشتری کے ہاں (مبیع میں) کوئی نیا عیب پیدا ہوگیا، اس صورت میں مشتری کو مبیع واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا، اور اس کو یہ حق ہوگا کہ وہ پرانے عیب کے تاوان کا مطالبہ کر سکتا ہے، سوائے اس کے کہ بائع مبیع کو نئے عیب کے ساتھ واپس لینے پر راضی ہو۔

(و) مشتری نے عیب سے باخبر ہوتے ہوئے، مبیع کی ملکیت بیع، ہبہ یا صلح کے ذریعے کسی دوسرے کو منتقل کر دی ہو، اس صورت میں مشتری کو نہ واپسی کا حق ہے اور نہ تاوان کا مطالبہ کرنے کا حق۔

مبیع میں ہونے والے اضافوں کا حکم

150) اگر مبیع میں مشتری کے قبضہ سے پہلے کوئی ایسا اضافہ ہوا ہو جو اس سے متصل، اسی سے پیدا شدہ ہو، جیسے حیوان کا فربہ ہونا، پھر (مشتری کو) مبیع میں کسی پرانے عیب کا پتہ چلا تو اس کو یہ اختیار ہے کہ مبیع کو خیارعیب کی وجہ سے واپس کر دے، اور یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس اضافے کے بدلے میں کسی عوض کا مطالبہ کرے۔

اگر یہ اضافہ مشتری کے قبضہ کے بعد پیدا ہوا تو اس کو اختیار ملے گا کہ وہ یا تو اس مبیع کو اضافہ سمیت، بغیر کسی عوض کے واپس لوٹا دے اور یا ''مبیع'' کو اپنے پاس روک لے اور بائع سے عیب کے تاوان کا مطالبہ کرے۔

151) اگر مبیع میں کوئی ایسا اضافہ ہوا جو اس سے الگ ہو اور (اس سے) پیدا شدہ نہیں ہے، مثال کے طور پر مشتری نے گاڑی خریدی اور اسے کرایہ پر چلا کر پیسے کمائے اور اس کے بعد کسی عیب کا پتہ چلا تو یہ کمائی (مبیع کو) کو واپس کرنے میں رکاوٹ نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مبیع کو واپس کر دے اور ثمن وصول کر لے، (مبیع کو) واپس کرنے سے پہلے اس نے جو کچھ کمایا وہ اس کے لئے حلال ہے۔

152) اگر مشتری کے پاس نیا پیدا ہونے والا اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا ہے، لیکن اس سے پیدا شدہ نہیں ہے، جیسے : کسی نے کپڑا خریدا اور اس کو سی دیا، یا اس کو رنگ دیا، یا کوئی زمین تھی جس پر اس نے تعمیر کر دی یا درخت لگا دیئے، پھر اسے مبیع میں عیب کا پتہ چلا تو اب (مبیع کے) واپس کرنے کا حق اسے نہیں ملے گا اور اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بائع سے تاوان کا مطالبہ کرے۔

اگر مبیع کا نقصان کئے بغیر اس اضافہ کو الگ کرنا ممکن ہو تو مشتری کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مبیع واپس کر دے اور اضافہ اپنے پاس رکھ لے، (اس صورت میں) مشتری کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اضافے سمیت مبیع بائع کو واپس کر دے اور بطور احسان اضافے کے کوئی پیسے نہ لے کیونکہ یہ ایسا اضافہ ہے جو بغیر عوض کے ہے اور معاملہ اس کا استحقاق موجود ہے تو یہ ''ربا'' کے ساتھ ملحق ہو جائے گا، (یعنی ربا کے حکم میں شامل ہو جائے گا)۔

ہاں اگر بائع اور مشتری (مبیع کی) اس طرح واپسی پر راضی ہو جائیں کہ بائع اس اضافہ کی قیمت مشتری کو ادا کر دے (تو یہ جائز ہے)۔

153) اگر مبیع میں اضافہ اس مبیع سے الگ ہو لیکن اسی سے پیدا شدہ ہو جیسے : بکری ہو اور اس نے دودھ دیا یا بچہ جنا ہو تو اگر یہ اضافہ (مبیع پر) مشتری کے قبضہ سے پہلے ہوا ہے تو یہ واپسی کے لئے رکاوٹ نہیں ہے، لہٰذا مشتری کو یہ حق ہوگا کہ وہ بیع کو فسخ کر دے اور سارا ثمن واپس لے لے۔ یہ اضافہ بائع کا ہو جائے گا کیونکہ یہ اسی کے ضمان میں وجود میں آیا ہے۔

اگر یہ اضافہ مشتری کے قبضہ کے بعد وجود میں آیا تو یہ (مبیع کی) واپسی کے لئے رکاوٹ ہے۔ (اس صورت میں) مشتری بائع سے تاوان کا مطالبہ کرے گا۔

خیار عیب میں واپسی کا خرچہ

154) اگر بائع نے عیب کو چھپایا تھا (یعنی تدلیس کی تھی) اور مشتری (مبیع کو) واپس کرنا چاہتا ہے تو واپسی کی ذمہ داری اور اس کا خرچہ بائع پر ہوگا جبکہ مبیع اسی شہر میں ہو جس میں یہ معاملہ ہوا تھا یا بائع کو معلوم تھا کہ مشتری اس مبیع کو دوسرے شہر لے جائے گا۔

ہاں اگر مشتری نے مبیع کو بغیر بائع کے علم کے، جس شہر میں معاملہ ہوا تھا اس کے علاوہ دوسرے شہر میں منتقل کیا، یا بائع نے عیب کو چھپایا نہیں تھا تو اب مشتری کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اُس (مبیع) کو اپنے خرچہ پر واپس کرے اور اگر چاہے تو بائع سے تاوان کا مطالبہ کر لے۔

کچھ مبیع میں عیب نکل آئے

155) اگر (مشتری نے) کچھ مبیع کو عیب دار پایا تو اگر مبیع ایک ہی چیز ہے یا

ایک چیز کی طرح ہے جیسے دو جوتے، یا ایک ڈھیر، یا ڈبہ، یا ایک کارٹن، تو مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ساری چیزیں رد کردے یا ساری چیز رکھ لے، اس کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ صرف عیب دار حصہ واپس کرے۔

البتہ اگر وہ (مبیع) حقیقتاً یا حکماً (وضاحت ضروری ہے) دو چیزیں ہوں جیسے دو کپڑے، یا دو فون، تو اب اُس (مشتری) کو یہ اختیار ہے کہ وہ صرف عیب دار چیز کو واپس کردے اور دوسری چیز اس کے حصہ کے برابر ثمن کے بدل میں روک لے۔

خیار عیب میں وراثت

156) اگر مشتری خیار عیب کی وجہ سے (مبیع کو) واپس کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو یہ خیار اس کے ورثاء کو ملے گا، خواہ مشتری کو اپنی زندگی میں اس عیب کا پتہ نہیں تھا اور ورثاء کو اس کے فوت ہونے کے بعد عیب کا پتہ چلا۔

عیب پائے جانے کے وقت میں اختلاف

157) اگر بائع اور مشتری میں اس طرح اختلاف ہوا کہ مشتری اس بات کا دعوی کررہا ہے کہ میں عیب بائع کے ہاں سے آیا تھا اور بائع اس بات کا انکار کرتا ہے تو گواہ پیش کرنا مشتری کی ذمہ داری ہے اور (گواہ نہ ہونے کی صورت میں) قسم بائع پر آئے گی۔

مطلوبہ وصف نہ ہونے پر ملنے والا خیار

158) "یہ خیار کیسے ثابت ہوگا؟" "خیار فوات وصف": (یعنی مبیع میں مطلوبہ وصف نہ ہونے کی وجہ سے ملنے والا اختیار)

اگر مشتری نے مبیع میں کسی وصف کی قید لگائی پھر واضح ہوا کہ یہ وصف (مبیع میں) موجود نہیں ہے، مثال کے طور پر مشتری نے بکری خریدتے وقت یہ شرط لگائی کہ وہ دودھ

دیتی ہے پھر پتہ چلا کہ وہ دودھ نہیں دیتی، تو اُس (مشتری) کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ملے گا، اگرچہ اس وصف کا ختم ہونا تاجر حضرات کے عُرف میں عیب نہ سمجھا جاتا ہو۔

اس خیار کو "خیار فوات وصف" اور "خیار خُلف" کہا جاتا ہے۔

خیار عیب اور خیار وصف میں فرق

159) "خیار عیب" اور "خیار فوات وصف" میں فرق یہ ہے کہ پہلا خیار صرف اس عیب کے ساتھ خاص ہے جس کو تاجر حضرات کے عرف میں مبیع کا نقص سمجھا جاتا ہے، اور دوسرا خیار مشتری کو ایسی صورت میں بھی مل جاتا ہے کہ تاجر حضرات کے عرف میں تو مبیع میں کوئی عیب نہ ہو لیکن (مبیع) میں کوئی ایسا وصف نہ پایا جائے جس کی مشتری کو رغبت ہوتی ہے۔

خیار عیب تو شرعی حکم کی وجہ سے (خود بخود) حاصل ہوتا ہے، جب کہ "خیار فوات وصف" معاملہ میں شرط لگانے کے حکم کی وجہ سے ملتا ہے۔

160) (مبیع میں) کسی وصف کی شرط لگانا اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ مبیع کے معاملہ میں (اس شرط کی) صراحت کردی جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عرف یا حالات کی دلالت کے حکم کی وجہ سے اس (مبیع) میں وہ (وصف) مشروط سمجھا جائے جیسے قربانی کے دنوں میں ایسے بازار سے جانور خریدنا جو قربانی کے جانوروں کے لئے مختص ہے، تو ایسی صورت میں جانور کا قربانی کے قابل ہونا اس حال (یعنی قربانی کے دن اور قربانی کے جانوروں کا بازار ہونا) کی دلالت کے حکم کی وجہ سے مشروط سمجھا جائے گا۔

خیار وصف ثابت ہونے کی تین شرائط

161) "خیار فوات وصف" کا ثابت ہونا ان شرائط کے ساتھ مشروط ہے:

(الف) : معاملہ میں اس وصف کی شرط لگائی گئی ہو جس میں (مشتری کو) رغبت ہے۔

(ب) :اس وصف سے جو غرض ہے وہ شرعی طور پر جائز ہو۔

(ج) : جس وصف کی شرط لگائی گئی ہے اس میں کوئی ''غرر'' نہ ہو۔

اگر اس وصف میں کوئی غرر ہو جیسے کوئی خالی فلیٹ اس شرط کے ساتھ خریدا گیا کہ اس کو متعین کرایہ کے بدلے میں کرایہ پر دیا جائے گا یا کوئی تجارتی جگہیں (دکانیں) اس شرط کے ساتھ بیچی گئیں کہ ان سے متعین آمدنی حاصل ہوگی تو یہ ایسی فاسد شرط ہے جس سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

خیار وصف کا تقاضہ

162) ''خیار فوات وصف'' کا تقاضا یہ ہے کہ ''مشروط وصف'' نہ پایا جائے، تو مشتری کو یہ حق ملتا ہے کہ وہ مبیع واپس کردے اور ثمن واپس لے لے۔

اگر (مبیع کو) واپس کرنا خیار عیب میں واپسی کی رکاوٹوں میں سے کسی رکاوٹ کی وجہ سے ممکن نہ ہو (جس کی تفصیل شق نمبر 149 میں گزر چکی ہے) تو اُس (مشتری) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ (بائع سے) اتنی قیمت کا فرق طلب کرے جو اس وصف کے ساتھ موصوف مبیع کی قیمت (جو یقیناً زیادہ ہوگی) اور اس وصف کے نہ پائے جانے کی صورت میں قیمت (جو کم ہوگی) کے درمیان ہے۔

163) اگر مبیع کو واپس کرنا ممکن ہو تو مشتری کو صرف مبیع واپس کرنے اور بیع کو فسخ کرنے کا اختیار ہے اور اس (مشتری) کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس حالت میں (وصف مرغوب نہ پائے جانے کی وجہ سے) قیمت کی کمی کا مطالبہ کرے، سوائے اس کے کہ بائع بھی اس پر

راضی ہو۔ (کہ وہ قیمت کم کرکے باقی پیسے واپس کردے)

مقدار پوری نہ ہونے پر ملنے والا اختیار

164) اگر مشتری نے مبیع کو اس مقدار سے کم پایا جس کی بیع میں شرط لگائی گئی تھی تو اگر ثمن کو مبیع کے اجزاء پر تقسیم کرنا ممکن ہو تو اس (مشتری) کو اختیار ملے گا کہ یا تو وہ (مشتری) بیع فسخ کردے اور یا (موجودہ بیع کے) حصہ کے برابر ثمن دے کر اس سے لے لے۔

خیار مغبون

دھوکہ دیئے ہوئے شخص کا خیار

165) مغبون وہ شخص ہے جس نے کوئی چیز عادت سے زیادہ اضافی ثمن کے بدلے میں خریدی یا وہ شخص جس نے کوئی چیز عادت کے خلاف اس کی بازار کی قیمت سے کم میں بیچ دی ہو۔

اگر اس غبن کا سبب دوسرے فریق کی طرف سے ''تغریر'' یا ''تدلیس'' ہو تو جس شخص کے ساتھ غبن ہوا ہے اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ملے گا۔

''تغریر'' یہ ہے کہ مبیع کی قیمت یا اس کا وصف بیان کرنے میں جھوٹ بولا گیا ہو۔

''تدلیس'' ایسا فعل ہے جس کے ذریعے دوسرے فریق کو مبیع کی پہچان یا ثمن کا اندازہ کرنے میں دھوکہ دیا جائے۔ (جیسے کسی چیز کی پیکنگ پر اعلیٰ کوالٹی کا لیبل غلط طور پر چسپاں کردیا ہو)

خیار شرط کا مطلب

166) خیار شرط ایسا حق ہے جو معاملہ (بیع) میں بائع اور مشتری میں سے ایک یا دونوں بیع کو باقی رکھنے یا فسخ کرنے کے لئے شرط کے طور پر لگا دیتے ہیں۔

اس کو: ''خیارتروی'' (غوروفکر کے لئے حاصل کیا جانے والا اختیار) کا بھی نام دیا جاتا ہے۔

خیارشرط کی مدت

167) خیارشرط میں یہ لازم ہے کہ اس کے لئے کوئی معلوم مدت مقرر کی جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ مدت ہر مبیع کے لحاظ سے مختلف ہو لیکن مناسب یہ ہے کہ یہ مدت ایسی نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے ذریعے معاملہ کو ایک طویل عرصہ تک تردد کی حالت میں چھوڑ دیا جائے حالانکہ ایسی مبیع میں اتنی مدت غوروفکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

خیارشرط میں مبیع کی ملکیت

168) جب صرف مشتری کے لئے خیار کی شرط لگائی گئی ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے نکل کر مشتری کی مملوک (ملکیت میں داخل) ہو جائے گی۔ اب اگر مبیع مشتری کے قبضے کے بعد اُس کے ہاتھ میں ہلاک ہو جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ مقررہ ثمن بائع کو ادا کردے۔

ثمن اور قیمت میں فرق

169) جب صرف بائع کے لئے خیار کی شرط لگائی گئی ہو تو بیع اُس کی ملکیت سے نہیں نکلے گی، بلکہ اس (بائع) کی ملکیت میں برقرار رہے گی۔ اب اگر مبیع مشتری کے قبضے کے بعد اُس کے ہاتھ میں ہلاک ہوجائے تو اس پر مقررہ ثمن لازم نہ ہوگا بلکہ وہ اس (مبیع) کی اتنی قیمت بائع کو ادا کرے گا جو اس (مبیع) پر قبضہ کرنے کے دن تھی۔

170) جب خیار (شرط)، بائع اور مشتری اکٹھے دونوں کے لئے ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے نہیں نکلے گا اور ثمن مشتری کی ملکیت سے نہیں نکلے گا۔

اگر بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا تو یہ جائز ہے اور (بیع) فسخ ہو جائے گی، اور ثمن اگر کوئی عین (چیز) ہو تو مشتری کے تصرف کا بھی یہی حکم ہے۔

البتہ مشتری مبیع میں کوئی تصرف کرے یا بائع ثمن میں کوئی تصرف کرے اور ابھی یہ خیار باقی ہو تو ایسا تصرف باطل ہے۔ (کیونکہ یہ دوسرے کی ملکیت میں تصرف ہے)۔

171) خیارشرط ان امور سے ختم ہو جاتا ہے:

اجازت دینا

(الف) جس شخص کا خیار ہے وہ اس کو ختم کر دے، اس طرح کہ وہ کہہ دے کہ میں نے بیع کی اجازت دے دی یا یہ کہہ دے کہ میں نے خیار کو ختم کر دیا ہے۔

تصرف کرنا

(ب) جس شخص کا خیار ہے، وہ کوئی ایسا تصرف کرے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ اس نے بیع کی اجازت دے دی ہے۔

اگر مشتری کا خیار تھا تو اس کا مبیع میں یہ تصرف کرنا کہ وہ مبیع کو کسی کے ہاتھ بیچ دے، یا کسی کو ''ہبہ'' کر دے، یا کسی کو کرایہ پر دے دے، یا وہ چیز بطور رہن رکھوا دے تو یہ اس کی طرف سے بیع کی اجازت سمجھی جائے گی اور اس سے (مشتری کا) خیار (شرط) ختم ہو جائے گا۔

مدت خیار گزر جانا

(ج) خیار کی مدت ختم ہو جائے، کیونکہ یہ خیار مقررہ مدت تک ہی ہوتا ہے اور جو چیز ایک وقت کے ساتھ محدود ہو وہ وقت کی انتہاء آنے پر خودبخود ختم ہو جاتی ہے۔

رکاوٹ پیدا ہو جانا

(د) خیارِ عیب میں (مبیع کی) واپسی میں جو رکاوٹیں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے کوئی رکاوٹ ہو تو خیارِ شرط ختم ہو جاتا ہے۔ (جیسا کہ شق نمبر 149 میں گزر گیا ہے)

عیب پیدا ہو جانا

(ھ) جب مشتری کے قبضے میں ہوتے ہوئے مبیع میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو یہ واپسی کے لئے رکاوٹ ہے، اس سے خیار ختم ہو جائے گا اور بیع مکمل ہو جائے گی، البتہ اگر (مبیع میں) بائع کے کسی فعل کی وجہ سے کمی آئی ہے تو مشتری کا خیار باقی رہے گا، اگر وہ چاہے تو (مبیع بائع کو) واپس کر دے اور اگر چاہے تو (مبیع) اپنے پاس رکھ لے اور بائع سے تاوان وصول کر لے۔

جس کا خیار ہے اس کا فوت ہو جانا

(و) خیارِ شرط میں میراث کا حکم نہیں ہوتا اور جس شخص کا خیار ہو اس کے فوت ہونے سے معاملہ حتمی طور پر طے ہو جاتا ہے، سوائے اس صورت کے کہ جب معاملہ میں یہ صراحت کر دی گئی ہو کہ یہ خیار ورثاء کو منتقل ہو گا۔

خیارِ تعیین (متعین کرنے کا اختیار)

172) خیارِ تعیین: اس حق کا نام ہے جو معاملہ کرنے والے کو ایسی چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی تعیین کے لئے ملتا ہے، جن پر غیر متعین طور پر معاملہ ہوا ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری دو چیزوں کا انتخاب کرتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو اس طرح خریدتا ہے کہ اپنے لئے مقررہ مدت تک تعیین کا اختیار رکھ لیتا ہے۔

مثال کے طور پر مشتری یہ کہتا ہے کہ میں آپ سے ان دونوں کپڑوں میں سے کوئی

ایک خریدتا ہوں اور میں تین دن کے دوران اس کو متعین کر دوں گا، بائع اس کو قبول کر لیتا ہے۔ (تو یہ مشتری کا خیارِ تعیین ہو گا) یا بائع کہتا ہے کہ میں ان دونوں کپڑوں میں سے کوئی ایک آپ کو بیچتا ہوں اور میں اس کو تین دن کے دوران متعین کر لوں گا، اور مشتری اس بات کو قبول کر لیتا ہے۔ (تو یہ بائع کا خیارِ تعیین ہو گا)

خیارِ تعیین کے درست ہونے کی تین شرائط

173) خیارِ تعیین کے ساتھ معاملہ کے جائز ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(الف): معاملہ میں خیار (تعیین) کی شرط لگائی گئی ہو۔ اگر دو میں سے ایک بکری بیچی اور بغیر خیار کا ذکر کئے بائع اور مشتری جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو جائے گی۔

(ب): جس چیز میں خیارِ تعیین ہے وہ "قیمتی" چیز یا مثلی چیز ہو (وہ چیزیں جن کی مقدار ناپ تول کر معلوم کی جاتی ہے یا ان کی گنتی کی جاتی ہے لیکن ان کے مختلف افراد میں آپس میں زیادہ فرق نہیں ہوتا تو یہ مثلی چیزیں ہیں اور جو چیزیں ایسی نہ ہوں وہ "قیمتی" ہیں۔

جیسے تین الگ الگ چیزوں کے ایک ایک کلو کی بیع کی، جن میں سے ایک گندم، دوسری جَو اور تیسری مسور (دال) ہے اور ان تینوں کا الگ الگ ثمن بھی بیان کر دیا۔ (تو ان میں خیارِ تعیین جائز ہے)

ایک جنس کی چیزوں میں بھی خیارِ تعیین رکھا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ان کے انواع اور اوصاف میں فرق ہو، خواہ وہ "قیمتی" چیز ہو یا "مثلی"۔

(ج): خیار کے لئے کوئی معلوم مدت مقرر کی جائے، اگرچہ وہ تین دن سے زیادہ ہو بشرطیکہ وہ مدت اتنی طویل نہ ہو جو عرف کے خلاف ہو۔

خیار کی مدّت ختم ہو جانا

174) خیارِ تعیین کی مدت ختم ہونے کے بعد بیع فسخ نہیں ہوگی، بلکہ جس شخص نے خیار تعیین رکھا ہے اس کو تعیین پر مجبور کیا جائے گا۔

مبیع کا ھلاک ھونا یا عیب دار ھونا

175) اگر خیارِ تعیین مشتری کا تھا، پھر دونوں (مبیع) میں سے کوئی ایک ہلاک ہوگیا یا اس میں عیب پیدا ہوگیا تو بیع اسی (مبیع) میں ثمن کے بدلے لازم ہوجائے گی۔ اب اگر مشتری یہ دعوی کرتا ہے کہ اس نے وہ (مبیع) اختیار کیا تھا جو ہلاک ہونے یا عیب دار ہونے سے بچ گیا ہے تو اس کی بات قبول نہیں ہوگی کیونکہ مبیع کا عیب دار ہوجانا دلالۃً اختیار کرنا ہے، اب دوسرا (مبیع) امانت کے لئے متعین ہوجائے گا، یہاں تک کہ اگر پہلے (مبیع) کے ہلاک ہونے یا عیب دار ہونے کے بعد دوسرا (مبیع) بھی، مشتری کی طرف سے بغیر کسی زیادتی کے، ہلاک ہوگیا تو مشتری پر اس چیز کی قیمت میں سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (کیونکہ یہ امانت ہے)

اور اگر دونوں (مبیع) ایک ساتھ ہی مشتری کے قبضہ میں ہلاک ہوگئے، خواہ خیار مشتری کا تھا یا بائع کا، تو مشتری پر دونوں مبیع میں سے ہر ایک کے ثمن کا نصف (آدھا) لازم ہوگا کیونکہ ان دونوں میں بیع اور امانت کا حکم جاری ہورہا ہے۔

یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب دونوں (مبیع) ایک دوسرے کے بعد ہلاک ہوں اور ان میں سے پہلے ہلاک ہونے والا (مبیع) معلوم نہ ہو۔

خیار تعیین میں میراث

176) خیارِ تعیین میں میراث جاری ہوتی ہے اور اس کا مطلب یہاں یہ ہے کہ اس کا

وارث خیارِ تعیین استعمال کرے گا اور ثمن (مرحوم کے) ترکہ میں سے اداء کرے گا (کیونکہ یہ مورث (میت) پر "دَین" ہے)

واللہ سبحانہ اعلم

خیار نقد کا مطلب

177) خیارِ نقد: یہ ہے کہ بیع اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ مشتری متعین وقت تک ثمن ادا کردے گا، اور اگر اس (مشتری) نے ایسا نہ کیا تو دونوں (بائع اور مشتری) کے درمیان بیع ختم ہوجائے گی۔

یہ شرط لگانا جائز ہے اور اگر مشتری نے مقررہ وقت تک ثمن ادا نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی۔

تین صورتوں میں خیار نقد ختم ھو جاتا ھے

178) اگر مشتری نے مبیع (آگے) بیچ دیا اور ثمن مقررہ مدت میں اداء نہیں کیا تو بیع جائز ہوجائے گی اور اس (مشتری) پر ثمن لازم ہوگا۔

179) اگر مبیع میں بغیر کسی کی دخل اندازی کے (جیسے آسمانی آفت سے) کوئی عیب پیدا ہوگیا، پھر مقررہ دن گزر گئے اور مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا تو بائع کو اختیار ملے گا کہ اگر وہ چاہے تو اسی (مبیع) کو نقصان کے ساتھ واپس لے لے اور اس صورت میں اس (بائع) کو ثمن میں سے کچھ نہیں ملے گا اور اگر چاہے تو اس (مبیع) کو چھوڑ دے اور ثمن وصول کرلے۔

180) جب اس مشتری کا خیار کی مدت کے دوران انتقال ہوجائے، جس نے خیار نقد رکھا تھا تو بیع باطل ہوجائے گی اور اس خیار میں میراث جاری نہیں ہوگی۔ (یعنی یہ اختیار ورثاء کی طرف منتقل نہیں ہوگا)

بیع باطل
(Void Transaction)

بیع باطل کی تعریف

181) بیع باطل: وہ ہے جو اپنی اصل اور وصف کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔

بیع فاسد وہ ہے جو وصف کے اعتبار سے صحیح نہ ہو۔

اس اعتبار سے بیع کا باطل ہونا تب ہی ہوتا ہے جب بیع کے رکن یا اس کے محل میں کوئی خلل واقع ہو۔ بیع کے رکن سے مراد ایجاب و قبول ہے اور بیع کے محل سے مراد مبیع اور ثمن ہے۔

بیع باطل کی اقسام

182) بیع کی دو قسمیں ہیں:

”بیع کے رکن میں کمی“

پہلی صورت: وہ (بیع) جو ایجاب یا قبول میں سے کسی کمی کی وجہ سے باطل ہوئی ہو اور اس کی یہ صورتیں ہوسکتی ہیں:

(الف): بائع اور مشتری میں سے کوئی ایک مجنون ہو یا ایسا بچہ ہو جو (خرید و فروخت کی) سمجھ نہ رکھتا ہو (تو بیع باطل ہوگی)۔ تفصیل کے لئے ”احکام المتعاقدین“ دیکھیں (شق نمبر 25،26، 27)

(ب): بیع کسی شرط پر معلق ہو یا (بیع کی) نسبت مستقبل کی طرف ہو (کہ فوری بیع

ہو اور اس کے حکم کو مستقبل کی طرف منسوب کر دیا جائے تو بیع باطل ہوگی) کیونکہ بیع تعلق اور نسبت کو قبول نہیں کرتی۔ اس لئے ایجاب ایسا ہو جائے گا گویا کہ ہوا ہی نہیں ہے اور اس وجہ سے یہ بیع ”باطل بیوع“ میں داخل ہوگی۔

(ج): (بیع میں) ایک ہی شخص دونوں طرف سے معاملہ کرنے والا ہو (تو یہ بیع بھی باطل ہے) کیونکہ ایک شخص معاملہ کے دونوں طرف (ایجاب و قبول) کو انجام نہیں دے سکتا۔ تفصیل کے لئے ”احکام المتعاقدین“ میں عنوان ”تعدد العاقدین“ دیکھیں۔ (شق نمبر 29)

(د): قبول، ایجاب کے مطابق نہ ہو یا قبول اس وقت کیا گیا ہو جب قبول کا اختیار ختم ہو چکا تھا۔ (یعنی مجلس (Place of Contract) ختم ہو چکی تھی، تو ان دونوں صورتوں میں بیع باطل ہوگی) تفصیل کے لئے ”ایجاب و قبول“ کی بحث دیکھیں (شق نمبر 5،6)

مبیع یا ثمن میں خلل ہونا

دوسری صورت: وہ بیع جو اس وجہ سے باطل ہوئی ہو کہ مبیع یا ثمن شرعی اعتبار سے مال ہی نہیں ہیں اور اس میں یہ صورتیں داخل ہیں:

(الف): شراب، خنزیر، مردار یا بہنے والے خون یا آزاد شخص کی بیع اور ہر ایسی چیز کی بیع جس کو شریعت میں مال تسلیم نہیں کیا گیا۔ (ان چیزوں کی بیع باطل ہے) تفصیل کے لئے بیع کی شرائط میں سے دوسری شرط دیکھیں۔ (شق نمبر 45)

(ب): معدوم کی بیع اور ایسی چیز کی بیع جو شرعی اعتبار سے قیمت والی نہ ہو اور ایسی چیز کی بیع جو (بائع کی) ملکیت میں نہ ہو (ان سب کی بیع باطل ہے) تفصیل کے لئے بیع کی شرائط دیکھیں (شق نمبر 46،47)

(ج) اس دودھ کی بیع جو ابھی تک جانور کے تھن میں ہو، اور اس اون کی بیع جو ابھی تک جانوروں کی پشت پر ہو۔(اس کی بیع بھی باطل ہے)(شق نمبر 48)

مبیع کا متعین چیز کے علاوہ کچھ نکل آنا

183): اگر معاملہ میں ایک چیز کا نام لیا گیا اور مبیع اس کے علاوہ کوئی اور چیز تھی، جیسے: بائع نے یہ کہا کہ میں یہ یاقوت تمہیں اتنے (ثمن) کے بدلے بیچتا ہوں پھر وہ کانچ نکلا یا بائع نے کہا کہ میں تمہیں یہ کپڑا بیچتا ہوں اس شرط پر کہ یہ ریشم ہے پھر وہ ”کتان“ (سوتی کپڑا لیلن) نکلا۔(یہ اس صورت کی مثال ہوئی کہ بیع جنس کے اعتبار سے ہی الگ چیز نکلی)

کپڑے کی قسم (نوع) اگر اس سے مختلف تھی جو معاملہ میں بیان کی گئی، جیسے معاملہ ریشم پر ہوا پھر پتہ چلا کہ یہ تو ”کتان“ ہے تو (ان دونوں صورتوں میں) بیع باطل ہوگی۔

اور اگر کپڑے کی نوع وہی تھی لیکن وہ بیان کی گئی صنعت کے علاوہ کسی اور طرح کا نکلا، جیسے: بائع نے کپڑا اس طرح بیچا کہ یہ جاپانی ہے اور پھر ظاہر ہوا کہ یہ تو اسی قسم کا کپڑا ہے لیکن کوریا کا بنا ہوا ہے، تو بیع صحیح ہوگی اور مشتری کو اختیار ملے گا کیونکہ کپڑے میں مخصوص صنعت (کمپنی) کا ہونا ایسی چیز ہے جس میں مشتری کو رغبت ہوتی ہے اور جب یہ بات (یعنی مطلوبہ وصف) نہ پائی گئی تو (مشتری کے لئے) ”خیارفوات وصف“ ثابت ہوگا۔

(خیارِفواتِ وصف کی تفصیل شق نمبر 158 پر دیکھیں)

ایک سودے میں صحیح و باطل جمع ہونا

184) اگر ایک سودے میں دو چیزوں کی بیع ہوئی جن میں سے ایک چیز ایسی تھی جس کی بیع باطل ہوتی ہے اور دوسری چیز ایسی تھی جس کی بیع صحیح ہے، (اس کی مختلف صورتیں ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ) اگر ایک مبیع معلوم ہی

نہیں ہے (یعنی مجہول ہے) جیسے: کسی شخص نے گھوڑے کو بیچا اور اسی ایک سودے میں گھوڑی کے حمل کو بیچا تو بیع پورے سودے کی باطل ہوگی، اور یہی حکم ہوگا اگر دونوں مبیع میں سے ایک معدوم ہو۔(تو دونوں میں بیع باطل ہوگی)

185) اگر دونوں مبیع موجود اور معلوم ہوں تو جس ایک چیز میں بیع باطل ہوگی اس کی دو قسمیں ہیں:

اول: وہ ایسی چیز ہو جس کی بیع مجتہدین (فقہاء کرام) میں سے کسی کے قول پر بھی صحیح ہونا ممکن نہیں ہے، جیسے: آزاد شخص، مردار، شراب، اور خنزیر۔

دوم: وہ ایسی چیز ہو جس کی بیع صحیح ہونا ممکن ہے، (تو پھر اس کی مختلف صورتیں ہیں)

(پہلی صورت): یا تو اس وجہ سے کہ اس میں کسی اجازت دینے والے کی اجازت ملنے کا احتمال ہے، جیسے: کسی غیر شخص کی مملوکہ چیز کی بیع، کہ یہ بیع اس ”غیر“ شخص کی اجازت سے درست ہو جائے گی۔

(دوسری صورت) اور یا اس وجہ سے کہ اس چیز کی بیع، اجتہادی مسئلہ ہے تو بعض فقہاء کے قول کے مطابق وہ (بیع) درست ہوگی، جب قاضی اس کے مطابق فیصلہ کر دے، جیسے: اس جانور کی بیع (جس کو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہو اور اس پر) جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دی ہو۔

(تیسری صورت) یا اس چیز کی بیع بعض حالات میں درست ہوتی ہو، جیسے: وقف چیز کی بیع۔

جس چیز کی بیع صحیح ہے، اگر اس کو پہلی قسم کی چیز کے ساتھ ملایا گیا، جیسے: ایک سودے میں (انگور کے) رس اور شراب کی بیع، یا شرعی طور پر ذبح شدہ بکری کے ساتھ مردار

بکری کی بیع ،تو اگر ان دونوں میں سے ہر ایک کا ثمن الگ الگ بیان نہیں کیا گیا تو سب چیزوں کی بیع باطل ہوگی۔

البتہ جب ہر ایک کا ثمن الگ الگ واضح کر دیا تو جس چیز کی بیع درست ہوتی ہے اس کی بیع، اس کے مقررہ ثمن کے عوض جائز ہو گی۔ جیسے :(پہلی مثال میں) رس اور (دوسری مثال میں) شرعی طریقے پر ذبح کی گئی بکری۔

جس چیز کی بیع درست ہوتی ہے، جب اس کو بیع میں دوسری قسم کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہو یعنی ایسی چیز کے ساتھ جس کی بیع درست ہونا ممکن ہے تو جس چیز میں بیع درست ہوتی ہے، اس کی بیع ثمن میں سے اپنے حصہ کے بدلے صحیح ہوگی۔

اس قسم کی پھر کئی انواع (قسمیں) ہیں:

(الف) :بائع اپنی مملوکہ چیز کے ساتھ بیع میں کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو اس طرح ملائے کہ دونوں کو ایک سودے میں بیچ دے، اس میں اگرچہ دوسرے کی مملوکہ چیز کی بیع جائز نہیں ہے لیکن اس بات کا احتمال ہے کہ مالک اجازت دے دے (تو اس دوسری چیز میں بھی بیع درست ہو جائے گی) اسی لئے یہ صورت دوسری قسم میں داخل ہے، لہٰذا جس چیز کا بائع مالک ہے اس کی بیع تو ثمن میں سے اس کے حصہ کے بدلے صحیح ہو جائے گی اور اگر غیر شخص نے اجازت نہ دی تو اُس کی مملوکہ چیز میں بیع باطل ہوگی۔

(ب) (بیع میں) ایسی چیز کے ساتھ جس کی بیع اجماعی (بالاتفاق) طور پر درست ہے، ایسی چیز کو ملا دیا گیا جس کی بیع بعض فقہاء کے نزدیک درست نہیں ہے اور بعض فقہاء دیگر مجتہدین کے نزدیک درست ہے، جیسے :شرعی طور پر ذبح کی گئی بکری کو اس بکری کے ساتھ بیچا گیا جس کو ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ'' جان بوجھ کر چھوڑ دی گئی تھی تو یہ بکری جس پر بسم

اللہ نہیں پڑھی گئی، اگرچہ حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں ہے لیکن شوافع کے ہاں حلال ہے، اس لئے یہ احتمال ہے کہ کوئی قاضی صاحب اس کی بیع کو جائز قرار دے دیں، اسی لئے یہ صورت دوسری قسم میں داخل ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ شرعی طور ذبح شدہ بکری کی بیع ثمن میں سے اس کے حصہ کے بدلے صحیح ہو جائے گی۔

(ج) جس چیز کی بیع درست ہے اس کو (بیع میں) ایسی چیز کے ساتھ ملا دیا جس کی بیع عام حالات میں درست ہونا ممکن نہیں ہوتا لیکن بعض حالات میں اس کی بیع درست ہونا ممکن ہے، جیسے : مملوکہ زمین کو ایک ہی سودے میں وقف زمین کے ساتھ بیچ دیا جائے تو عام حالات میں وقف کی بیع درست نہیں ہوتی لیکن وقف کی تبدیلی کے ذریعے، اس کے شرائط کے ساتھ (جب وقف زمین سے فائدہ اٹھانا بالکل ناممکن ہو جائے یا وقف کرنے والے نے وقف میں اپنے لیے تبدیلی کے اختیار کی شرط رکھی ہو تو) بیع درست ہوتی ہے لہٰذا ''وقف'' دوسری قسم میں شامل ہے، تو اگر مملوکہ زمین کو وقف زمین کے ساتھ ملا کر (سارے پیرا کی وضاحت) بیچا گیا تو مملوکہ زمین کی بیع ثمن میں سے اس کے حصہ کے بدلے میں درست ہوگی۔

یہ حکم عام ہے خواہ معاملہ میں ان دونوں میں سے ہر ایک کا ثمن بیان کیا گیا ہو یا بیان نہ کیا گیا ہو۔

جب دونوں ایسی چیزوں میں سے ہر ایک کا ثمن الگ بیان نہ کیا گیا ہو تو ان دونوں کے ثمن کے مجموعہ کو، ان میں سے ہر ایک کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا، تو جس کی بیع درست ہے تو وہی اس کا ثمن ہے۔

اگر مملوکہ کپڑے کو دوسرے کپڑے کے ساتھ، جو کسی غیر کی ملکیت میں تھا، ملا کر ایک

سودے میں سو (100) روپے کے بدلے بیچا اور مملوکہ کپڑے کی قیمت چالیس (40) روپے ہے اور غیر مملوکہ کپڑے کی قیمت دس (10) روپے ہے تو سو (100) کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، ایک حصہ یعنی بیس (20) روپے غیر مملوکہ کپڑے، اور چار حصے یعنی اَسی (80) روپے مملوکہ کپڑے کے ہوئے، تو اب اس مملوکہ کپڑے کی بیع اَسی (80) روپے ثمن کے بدلے درست ہوگئی اور غیر مملوکہ کپڑے کی بیع باطل ہوگئی۔

186) بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیع کے آثار میں سے کوئی اثر (حکم) مرتب نہیں ہوتا، یہاں تک کہ مشتری مبیع کا مالک نہیں بنتا اگرچہ اس پر قبضہ بھی کرلے۔تو اگر مبیع اُس (مشتری) کے قبضہ کرنے کے بعد اس کے ہاں ہلاک ہوگئی تو مشتری اس کا ضامن ہوگا۔

بیع فاسد
(Invalid Transaction)

بیع فاسد کا مطلب

187) بیع فاسد : وہ بیع ہے جس میں اصل کے اعتبار سے فساد نہ ہو، لیکن وصف کے اعتبار سے اس (بیع) کو فساد پیش آیا ہو۔

اصل کے کے اعتبار سے صحیح ہونے کیا مطلب یہ ہے کہ دونوں معاملہ کرنے والے ایجاب وقبول کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں (جیسا کہ شق نمبر 25 تا 27 میں گزر چکا ہے) اور دونوں عوض (مبیع اور ثمن) کسی نہ کسی طرح مال ہوں اور مبیع ایسا مال ہو جو بائع کی

ملکیت ہو،لیکن اس میں فساد کسی اور سبب سے آیا ہو اور اس فساد کے یہ اسباب ہوتے ہیں:

بیع فاسد ہونے کا اسباب

188) اول : (پہلا سبب بیع کے فاسد ہونے کا)

یہ فساد ثمن میں کسی وجہ سے ہو، اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) : ثمن میں ایسی جہالت پائی جاتی ہو جس کا نتیجہ جھگڑے کی شکل میں نکلتا ہو، خواہ یہ جہالت ثمن کی جنس میں ہو، یا اس کے وصف میں ہو، یا اس کی مقدار میں ہو، یا اس کی مدت میں ہو۔

(ب) : ایسی فروخت کی جانے والی چیزوں (مبیعات) میں ثمن کی طرف سے خاموشی اختیار کی گئی ہو جن میں بازار کا نرخ (مارکیٹ ریٹ) متعین نہیں ہوتا، یا ان کی اکائیوں (Units) میں باہمی فرق کی وجہ سے ان کے نرخ (قیمت) میں فرق ہو جاتا ہے۔

189) دوم : (دوسرا سبب بیع کے فاسد ہونے کا)

یہ فساد مبیع میں کسی وجہ سے ہو اور اس کی یہ صورتیں ہیں:

(الف) : مبیع میں ایسی جہالت ہو جس کا نتیجہ جھگڑے کی شکل میں نکلتا ہے۔

جس جہالت سے بیع فاسد ہوتی ہے، وہ عام ہے، خواہ یہ جہالت مبیع کی جنس میں ہو، یا مبیع کی تعیین میں ہو، یا اس کی مقدار میں ہو۔

(ب) : مبیع ایسی چیز ہو جس کو سپرد کرنے کی قدرت نہیں ہے، پھر اگر وہ بائع کی ملکیت میں بھی نہیں ہے تو بیع باطل ہوگی جیسے : بائع نے ہوا میں اڑتے ہوئے ایسے پرندے کی بیع کی جو اس کی ملکیت میں نہیں تھا۔

اگر وہ پرندہ اس (بائع) کی ملکیت میں تھا پھر ہوا میں اڑ گیا تو اگر اس پرندے کی عادت یہ ہے کہ وہ واپس آجاتا ہے تو بیع جائز ہوگی، اور اگر اس کی عادت واپس آنے کی نہیں ہے تو بیع فاسد ہوگی۔

(ج) : مبیع بائع کے قبضے میں نہ ہو، اس طرح کہ اس (مبیع) کا ضمان (رسک) بائع کی طرف منتقل نہ ہوا ہو، تو جس شخص نے ایسی چیز بیچی جو اس کے قبضے میں نہ ہو تو اس کی بیع فاسد ہوگی۔

190) سوم : (بیع فاسد ہونے کا تیسرا سبب)

یہ فساد معاملہ میں کسی وجہ سے ہو، اور اس کی صورت یہ ہے کہ معاملہ میں ایسی شرط لگائی جائے جس کا تقاضہ یہ معاملہ نہ کرتا ہو (یعنی بغیر شرط لگائے وہ لازم نہ ہو) اور یہ شرط اس (معاملہ) کے مناسب بھی نہ ہو (یعنی وہ معاملہ میں طے شدہ بات کو مزید پختہ بھی نہ کر رہی ہو) اور یہ شرط لگانے کا عام عرف بھی نہ ہو (تفصیل شق نمبر 62 میں گزر چکی ہے) اور اسی کے حکم میں یہ صورت بھی ہے کہ بغیر کسی عام عرف (Custom) کے ایک سودے (Deal) کے ساتھ دوسرے سودے کو بطور شرط کے جوڑ دیا گیا ہو۔

بیع فاسد کا حکم

191) بیع فاسد کا حکم : یہ ہے کہ بائع اور مشتری دونوں پر لازم ہے کہ وہ اس (بیع) کو فسخ کر دیں، لیکن یہ بیع مشتری کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد "ملک خبیث" (ناپاک) کا فائدہ دیتی ہے، جس کا نتیجہ ان امور کی شکل میں نکلتا ہے:

(الف) : اس جیسی بیع میں شامل ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ اس بیع کا طریقہ غیر شرعی ہے، دونوں فریقوں پر لازم ہے کہ وہ اس بیع کو نافذ کرنے سے باز رہیں۔

(ب) : اگر مشتری نے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ نہیں کیا تو وہ اس کا مالک نہیں بنا ہے اور نہ ہی اس کا تصرف اس (مبیع) میں نافذ ہوگا، سوائے اس تصرف کے جو قبضے کے حکم میں ہوتا ہے، جیسے : مشتری بائع کو اس گندم کا آٹا بنانے کا حکم دے جو اس نے (بائع سے) بیع فاسد کے ذریعے خریدی ہے۔ (تو یہ حکم دینا قبضہ کرنے کے حکم میں ہوگا)

192) اگر مشتری نے اس (مبیع) پر قبضہ حقیقی یا حکمی کر لیا ہے تو بائع اور مشتری دونوں پر واجب ہے کہ وہ اس بیع کو فسخ کر دیں۔

193) اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ "ملک خبیث" کے ساتھ اس کا مالک بن گیا ہے، اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس (مبیع) سے کھانے، یا، پینے، یا پہننے، یا اس میں کسی قسم کے تصرف سے نفع حاصل کرے، سوائے اس کے کہ وہ "فساد بیع" کی وجہ کو ختم کر کے نئے سرے سے بیع کر لے۔ (تو پھر اس مبیع سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے)

194) چونکہ مشتری بیع فاسد میں اس (مبیع) پر قبضہ کرنے کے ذریعے اس کا مالک بن جاتا ہے، اگرچہ یہ "ملک خبیث" ہے، تو مبیع میں اس کا تصرف نافذ ہو جائے گا، جیسے : اس نے مبیع کسی تیسرے شخص کو بیچ دی لیکن اس کا نفع اس کے لئے پاکیزہ نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ یہ (نفع) صدقہ کر دے۔

195) اگر بیع فاسد میں مبیع مشتری کے قبضہ میں باقی نہ رہے، اس طرح کہ وہ مبیع اس کے قبضے میں ہلاک ہو جائے یا وہ اس میں کوئی ایسا تصرف کر لے جس سے اس (مبیع) کا واپس کرنا ممکن نہ ہو تو وہ بائع کے لئے ضامن ہوگا کہ اس کو مبیع کی مثل یا اس کی قیمت ادا کرے اور ثمن اس سے واپس لے لے۔

مبیع بائع کوواپس کرنے کی ممانعت کی صورتیں

196) بیع فاسد میں مبیع کی بائع کو واپسی ان وجوہات کی بنا پر ممکن نہیں ہوتی:

(الف) : مبیع مشتری کے ہاں ہلاک ہوجائے۔

(ب) : مشتری مبیع میں کوئی ایسا تصرف کردے جس سے اس کی ملکیت مبیع سے ختم ہوجائے، جیسے : وہ مبیع کی ایسی بیع کردے جس میں اس کو خیار نہ ہو، یا وہ مبیع کو کسی کے لئے ایسا مکمل ہبہ کردے کہ جس کو ہبہ کیا ہے وہ اس پر قبضہ کرلے اور مشتری ہبہ سے رجوع بھی نہ کرے۔ یا وہ مبیع کو صحیح طور پر وقف کردے، یا وہ مبیع کی صحیح وصیت کرنے کے بعد فوت ہوجائے۔

(ج) : مشتری مبیع کو کسی تیسرے شخص کے پاس رہن رکھ دے اور مبیع اس کو دوبارہ نہ ملے، اگر اس نے قرض ادا کرکے اس کو واپس لے لیا تو یہ مبیع بائع کو واپس کرنے اور بیع کو فسخ کرنے کا حکم بھی دوبارہ لاگو ہوجائے گا۔

(د) : مشتری مبیع میں کوئی ایسا اضافہ کردے جو مبیع کے ساتھ متصل ہو لیکن اس سے حاصل شدہ نہ ہو، جیسے : مبیع کوئی کپڑا تھا جسے بائع نے رنگ دیا، یا سی دیا، یا مبیع کوئی زمین تھی جس پر اس نے عمارت بنادی یا اس میں درخت لگا دیئے (تو مبیع کی واپسی ممنوع جائے گی)

مبیع میں کمی اور اس کے احکام

197) اگر مشتری کے قبضے میں ہوتے ہوئے مبیع میں کوئی نقص نکل آیا تو اس کا حکم، اس نقص کے سبب کے مختلف ہونے سے بدلا جائے گا اور اس کی تین قسمیں ہیں:

(الف) : نقص مشتری کے کسی فعل سے پیدا ہوا ہو،

جیسے : مشتری نے کپڑا بیع فاسد کے ذریعے خرید کر کاٹ دیا۔

یا وہ نقص مبیع کے اپنے فعل سے پیدا ہوا ہو، جیسے : مبیع جانور ہو اور خود اس کے فعل سے نقص پیدا ہوگیا ہو۔

یا وہ نقص کسی آسمانی آفت سے پیدا ہوا ہو، جیسے : جانور میں بیماری کی وجہ سے قیمت میں کمی ہوگئی ہو۔

تو ان تینوں صورتوں میں بائع مبیع کو واپس لے گا اور ساتھ جرمانہ یعنی نقص کے برابر ضمان (تاوان) بھی وصول کرے گا، اور اگر مشتری چاہے تو بائع کو اس پر مجبور بھی کر سکتا ہے۔

مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی اور ضمان کی ادائیگی کے بعد اگر وہ نقص ختم ہوگیا تو بائع پر لازم ہوگا کہ وہ مشتری سے لیا ہوا ضمان اسے واپس کردے۔

(ب): اگر مبیع میں نقص بائع کے فعل سے پیدا ہوا تو وہ اس فعل کے ذریعے مبیع کو واپس لینے والا سمجھا جائے گا، اور اگر مبیع مشتری کے قبضے میں تھی تو وہ اسی نقص کے ساتھ بائع کو واپس کرے گا اور اس (مشتری) پر کوئی ضمان نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی اور مشتری نے اس مبیع کو بائع سے روک کر نہیں رکھا تھا تو یہ بائع کا ہی نقصان ہوگا۔

(ج) : اگر وہ نقص کسی اجنبی شخص کے فعل سے پیدا ہوا ہو تو بائع کو خیار ملے گا، اگر وہ چاہے تو مشتری سے جرمانے کے ساتھ مبیع واپس حاصل کرلے، اور مشتری وہ ضمان جرم کرنے والے سے وصول کرلے، اور اگر بائع چاہے تو براہ راست جرم کرنے والے سے ضمان وصول کرلے اور وہ جرم کرنے والا مشتری سے کچھ نہیں لے سکتا۔

بیع موقوف
(Suspended Sale)

بیع موقوف کا مطلب

198) بیع موقوف وہ ہے جس کا نافذ ہونا معاملہ کرنے والے کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت پر رُکا ہوا ہو۔

فضولی کی تعریف اور اس کا حکم

199) ''فضولی'' وہ شخص ہے جس نے کسی غیر کے حق میں، بغیر اس کی اجازت کے، نائب بن کر تصرف کیا، اس کی بیع اس شخص کی اجازت پر موقوف رہے گی جس کو اجازت دینے کا حق حاصل ہے۔

اگر فضولی نے کسی دوسرے شخص کے مال کو بیچا تو بیع اصل مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر اس (اصل مالک) نے بیع کی اجازت دے دی تو بیع معاملہ کے وقت سے نافذ ہو جائے گی۔

سمجھدار بچے کی بیع

200) : اگر ایسے بچے نے جس کو خرید و فروخت کی سمجھ ہے (یعنی وہ مالی نفع اور نقصان کو پہنچانتا ہے)، اپنا مال بغیر اپنے ولی کی اجازت کے بیچ دیا تو یہ فضولی کی بیع کے حکم میں ہوگا کہ اس کی بیع اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی۔

''فضولی'' کی بیع کے صحیح ہونے کی شرائط

201) بیع فضولی کے درست ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

(الف) : معاملہ کے وقت ہی اس کی اجازت دینے والا کوئی شخص موجود ہو، اگر اس وقت اس کی اجازت دینے والا کوئی شخص نہیں تھا تو ایسی بیع باطل ہوگی، جیسے : بچے نے اپنا مال بہت کم قیمت میں فروخت کر دیا، تو معاملہ کے وقت اس کی اجازت دینے والا کوئی نہیں ہے، کیونکہ ولی اس بیع کی اجازت دینے کا مالک اس لئے نہیں کہ یہ بیع بچے کے حق میں خالص نقصان پر مبنی ہے، اب اگر بچہ بالغ ہونے کے بعد اس بیع کی اجازت دیدے تو بھی یہ بیع جائز نہیں، کیونکہ معاملہ کے وقت کوئی اس کی اجازت دینے والا موجود نہیں تھا۔

(ب) : ''فضولی'' شخص بیع اس طرح کرے کہ وہ یہ چیز بائع کے لئے بیچ رہا ہے، اپنے لئے بیع نہیں کر رہا۔ اگر اس نے اپنی ذات کے لئے بیع کی تو یہ بیع بالکل منعقد نہیں ہو گی، کیونکہ یہ ایسی چیز کی بیع ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے۔

(ج) : معاملہ کرنے والے دونوں فریق (فضولی بائع اور مشتری) اور جس چیز کا معاملہ کیا گیا ہے اور اصل مالک، اجازت ملنے کے وقت تک باقی رہیں۔

اگر اصل مالک فوت ہو گیا، یا معاملہ کرنے والا فضولی فوت ہو گیا تو بیع باطل ہو جائے گی، اسی طرح اگر مبیع ہلاک ہو جائے یا تبدیل ہو کر بالکل الگ چیز بن جائے (تو بھی بیع باطل ہو جائے گی)۔

اسی طرح اگر ثمن کوئی متعین سامان ہو جیسے بیع ''مقایضہ'' (دیکھیں: شق 115) میں ہوتا ہے، تو ثمن کا باقی رہنا بھی شرط ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے مبیع ہوتا ہے۔

اگر اصل مالک فوت ہو گیا تو اجازت دینے کا حق ورثاء کو منتقل نہیں ہوگا، بلکہ بیع باطل ہو جائے گی۔

(د) :اصل مالک، جو اجازت دینے والا ہے اجازت دیتے وقت اُسے معلوم ہو کہ مبیع ابھی تک باقی ہے۔ اگر اجازت دیتے وقت اُسے معلوم نہیں تھا کہ مبیع اپنی حالت پر باقی ہے تو اجازت درست نہیں ہوگی۔

(ھ):(نابالغ بچہ یا ایسا نااہل) بائع یا معاملہ کرنے والے فضولی نے مالک کی اجازت دینے سے پہلے بیع کو فسخ نہ کردیا ہو۔ ان دونوں کے لئے جائز ہے کہ وہ مالک کی طرف سے اجازت ملنے سے پہلے اس بیع کو فسخ کردیں، کیونکہ یہ معاملہ کے لازم ہونے سے پہلے فسخ کرنا ہے۔

زبانی یا عملی اجازت اور اس کا اثر

202) مالک کی طرف سے اجازت کبھی اس بات کے ذریعے ہوتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس بیع پر راضی ہے، جیسے :وہ یہ کہہ دے کہ ''میں نے اجازت دی''، اور کبھی اجازت عمل کے ذریعے ہوتی ہے، جیسے :بائع مکمل ثمن قبول کرلے یا اس کا کچھ حصہ قبول کرلے، یا بائع ثمن مشتری کو ہبہ کردے۔

اگر مالک بیع کے وقت حاضر تھا اور خاموش رہا تو اس کی خاموشی اجازت نہیں سمجھی جائے گی۔

203) اگر مالک نے بیع کی اجازت دے دی تو فضولی تمام احکام میں مالک کی طرف سے وکیل بن جائے گا۔

اب اگر مشتری سے ثمن قبضہ کرنے کے بعد فضولی کی طرف سے بغیر کسی زیادتی کے، اس کے ہاں ثمن ہلاک ہوگیا تو وہ مالک کے لئے ضامن نہیں بنے گا، خواہ یہ ثمن اجازت سے پہلے ہلاک ہوا ہو یا بعد میں، کیونکہ فضولی بعد میں ملنے والی اجازت کی وجہ سے وکیل کی طرح

ہوگیا ہے، تو ثمن اس کے قبضے میں ہلاکت سے پہلے، قبضے کے وقت سے امانت ہے، تو اب یہ اجازت دینے والے (مالک) کا ہی نقصان ہوگا، اگرچہ اجازت ثمن کے ہلاک ہونے کے بعد ہی دی ہو۔

204) اگر اصل مالک کوئی معنوی (قانونی) شخص تھا تو بیع کے تمام کاموں میں صرف اس شخص کی اجازت معتبر ہوگی جو اس معنوی شخص کی نمائندگی کررہا ہو، جیسے: وقف کا متولّی (نگران)۔

اگر فضولی شخص نے وقف کا مال بیچ دیا، یا فضولی نے ایسی چیز بیچ دی کہ متولّی بھی اس چیز کو بیچنے کا اختیار نہیں رکھتا تھا تو یہ بیع باطل ہوگی جیسے :فضولی (یا متولّی) نے مسجد کو بیچ دیا۔

اور اگر فضولی نے وہ چیز بیچی کہ متولّی اس کو بیچنے کا اختیار رکھتا تھا، جیسے :وقف کی مملوکہ وہ چیزیں جو خود وقف نہ ہوں، یا وہ وقف جس کو وقف کرتے ہوئے، وقف کرنے والے نے تبدیلی کی شرط لگائی تھی، تو اب بیع متولی کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

اگر وقف کے دو متولی ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے کی موجودگی میں بیع کرے تو یہ بیع دوسرے متولی کی اجازت پر موقوف رہے گی۔

205) جوائنٹ اسٹاک کمپنی کا حکم بھی ایسا ہی ہے اگر اس کو فضولی نے بیچا تو اجازت کا حق اسی شخص کو ہوگا جس کو کمپنی کے نظام کے اعتبار سے بیع کا حق حاصل ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ مبیع کی نوعیت میں فرق کے اعتبار سے اجازت دینے والا شخص مختلف ہو، کیونکہ عام چیزوں کو بیچنے کا اختیار کسی ملازم کو دے دیا جاتا ہے، لیکن کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو بیچنے کی اجازت صرف ''ایگزیکٹو ڈائریکٹر'' ہی کی طرف سے دی جاسکتی ہے اور کچھ چیزیں تو ایسی ہوتی ہیں جن کو بیچنے کے لئے ''ڈائریکٹرز کمیٹی'' یا ''جنرل میٹنگ'' کی تصریح لازمی ہوتی ہے۔

اجازت نہ دینے کا نتیجہ

206) جس شخص کو بیع کی اجازت دینے کا حق تھا، اگر اس نے اجازت نہ دی تو بیع باطل ہوگی، اگرچہ فضولی مشتری سے ثمن کا قبضہ لے چکا ہو۔

اگر ثمن ابھی تک موجود ہے تو فضولی پر لازم ہے کہ وہ ثمن مشتری کو واپس کرے۔

اگر ثمن اجازت ملنے سے پہلے فضولی کے قبضے میں ہلاک ہوگیا اور مشتری جانتا تھا کہ جس کو وہ ثمن دے رہا ہے وہ اصل مالک نہیں بلکہ فضولی ہے، تو اگر فضولی کی طرف سے بغیر کسی زیادتی کے ثمن ہلاک ہوا ہے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، کیونکہ وہ صرف امانت دار ہے۔

ہاں اگر مشتری کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ شخص فضولی ہے پھر ثمن ہلاک ہوا تو فضولی ضامن ہوگا اور اس پر لازم ہوگا کہ وہ مشتری کو اس ثمن کی مثل (بطور ضمان) واپس کرے۔

بیع مکروہ
(Disapproved Sale)

بیع مکروہ کی تعریف

207) بیع مکروہ : وہ بیع ہے جس سے شارع (اللہ تعالی یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسی وجہ سے منع کیا ہو، جو اصل معاملہ سے خارج ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ایسا معاملہ کرنے والا گناہ گار ہوگا لیکن یہ بیع گناہ کے باوجود نافذ ہو جائے گی۔

اس کی تمام صورتوں میں کراہت تحریمی ہوتی ہے۔

ایسی بیع کو دیانۃً (گناہ سے بچنے کے لئے) فسخ کرنا واجب ہے، قضاء کے اعتبار سے لازم نہیں ہے۔

اذان جمعہ کی وقت

208) بیع مکروہ کی ایک صورت، اپنے محلہ کی مسجد میں جمعہ کی اذان کے وقت بیع کرنا ہے۔

(یہ کراہت جمعہ کی نماز سے پہلے بھی ہے) اور اس کے بعد بھی یہاں تک کہ نماز جمعہ ادا کرلی جائے۔

اس سلسلے میں جمعہ کی پہلی اذان کا اعتبار کیا جائے گا۔

209) بیع سے یہ ممانعت صرف اس شخص کے ساتھ خاص ہے، جس پر جمعہ لازم ہے۔

باقی وہ لوگ (جن پر جمعہ واجب نہیں ہے) جیسے خواتین، بچے اور مسافر تو ان کے لئے بیع مکروہ نہیں ہے، اس وجہ سے کہ (بیع سے) اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ اس سے وہ سعی (یعنی جمعہ کے لئے مسجد جانے کی عملی کوشش) چھوٹ جاتی ہے جو واجب ہے، تو جس شخص کے لئے ''سعی'' کا حکم نہیں ہے اس کے لئے یہ ممانعت بھی نہیں ہوگی۔

210) اس وقت بیع کے حرام ہونے سے یہ صورت مستثنیٰ ہوگی جب انسان کو نماز جمعہ کے لئے بیع کی ضرورت ہو، جیسے: پانی (خریدنا پڑ جائے) یا ہر وہ چیز جو نماز کا ذریعہ بنتی ہے، جیسے: جائے نماز، ایسی چیز جس سے نماز جمعہ کے لئے جانے میں مدد لی جاتی ہے، تو اس کی خرید و فروخت راستے میں بھی جائز ہے۔

211) اس حرمت سے یہ صورت بھی مستثنیٰ ہوگی جس میں دو افراد اس طرح بیع کریں

کہ وہ نماز جمعہ کے لئے چلتے جارہے ہیں، کیونکہ یہ بیع نماز جمعہ کے لئے جانے میں رکاوٹ نہیں ہے۔

212) یہ مناسب ہے کہ مارکیٹیں پہلی اذان کے وقت بند کر دی جائیں، اگرچہ تاجر حضرات کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ باری باری نماز جمعہ ادا کرلیں۔

دوسرے کے بھاؤ تاؤ پر بھاؤ تاؤ کرنا

213) بیع مکروہ کی ایک قسم وہ بھی ہے جس میں کوئی شخص دوسرے کے بھاؤ تاؤ پر اپنا بھاؤ تاؤ کرتا ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع اور مشتری ایک ثمن پر راضی ہو جاتے ہیں اور اُن کا اس سودے کی طرف رجحان ہو جاتا ہے، پھر کوئی شخص آتا ہے اور مالک کو زیادہ ثمن یا اتنا ہی ثمن دے دیتا ہے اور یہ شخص صاحب حیثیت ہے تو بائع وہ چیز اس کی حیثیت کی بناء پر اُسے بیچ دیتا ہے۔

اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا

214) اسی طرح اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا بھی مکروہ ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع اور مشتری ایک سامان کے ثمن پر راضی ہو جاتے ہیں، پھر کوئی شخص آتا ہے اور کہتا ہے : میں تمہیں یہ چیز اس سے کم ثمن میں فروخت کرتا ہوں، اس طرح وہ سامان کے مالک (بائع) کو نقصان پہنچاتا ہے،

یا کسی شخص نے کوئی چیز ''خیار شرط'' (دیکھیں : شق نمبر 166) کے ساتھ خریدی تو یہ شخص اُسے کہتا ہے کہ اپنی یہ خریداری فسخ کردو! میں تمہیں ایسی ہی چیز اس سے کم ثمن میں بیچ دیتا ہوں۔

اور اس حکم میں کسی کی خریداری پر خریداری کرنا بھی داخل ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ''خیار شرط'' رکھا تو کوئی دوسرا شخص اُس کو کہتا ہے : اپنی یہ بیع فسخ کردو! میں تم سے یہ چیز زیادہ ثمن کے بدلے خرید لیتا ہوں۔ (یہ بھی مکروہ ہے)

قیمت بڑھانے کے لئے بولی لگانا

215) ''نجش'' : اس کی صورت یہ ہے کہ انسان سامان کی قیمت میں اضافہ کرتا ہے، اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے لئے یہ چیز خریدنا چاہتا ہے، وہ صرف دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے تا کہ وہ رغبت سے یہ چیز زیادہ ثمن میں خرید لے، ایسا کرنا حرام ہے۔

اگر یہ ''ناجش'' (دھوکہ دینے کے لئے زیادہ قیمت لگانے والا) اپنی طرف سے ایسا کر رہا ہے اور بائع کو اس کا نہ علم ہے اور نہ ہی اُس نے اس کو یہ حکم دیا تو اب اس کا گناہ صرف ''ناجش'' پر ہوگا، سوائے اس صورت کے جب وہ بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کو دھوکہ سے بچانے کے لئے ایسا کرتا ہے (تو یہ جائز ہے)۔

اور اگر وہ بائع کے ساتھ مل کر باہمی اتفاق سے ایسا کرتا ہے تو اب دونوں گناہ گار ہوں گے۔

شہری کا دیہاتی کیلئے بیع کرنا

216) مکروہ بیع کی ایک صورت ''حاضر (شہری) شخص کا دیہاتی شخص کے لئے بیع کرنا'' ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ شہری دلّال (کمیشن ایجنٹ) دیہاتی شخص کو بیع سے روکتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم یہ چیز نہ بیچو! میں اس کی زیادہ سمجھ رکھتا ہوں، تو وہ دیہاتی اُس پر اعتماد کرتا

ہے اور وہ مہنگی قیمت میں یہ چیز بیچتا ہے، اگر اس دیہاتی کو چھوڑ دیا جاتا کہ وہ خود بیچے تو وہ لوگوں کو کم قیمت میں یہ چیز فروخت کرتا۔

اس میں ممانعت کی علّت چونکہ اہل شہر کو نقصان پہنچانا ہے تو یہ کراہت اسی صورت میں ہوگی جب اہل شہر کو نقصان پہنچے کہ بازار میں (اس وجہ سے) مہنگائی ہو جائے۔

اگر اس میں اہل شہر کو نقصان نہ پہنچے اور شہری شخص صرف یہ چاہتا ہو کہ وہ اُس چیز کی قیمت (نرخ) پر اثر انداز ہوئے بغیر دیہاتی شخص کو بیچنے میں تعاون فراہم کرے تو یہ جائز ہے۔

اهل قافله سے مل کر بیع کرنا

217) مکروہ بیع کی ایک صورت ''تلقی جلب'' (قافلے والوں سے مل کر بیع کرنا) ہے۔

یہاں ''جلب'' یعنی (قافلہ) سے مراد وہ لوگ ہیں جو سامان (فروخت کرنے کے لئے) شہر لاتے ہیں اور ان سے ملنے کا مطلب یہ ہے کہ شہر والوں میں سے کوئی شخص نکلتا ہے اور قافلہ والوں کے شہر پہنچنے سے پہلے اُن سے ملاقات کر کے، سامان اُن سے خریدتا ہے۔

ایسا کرنا دو صورتوں میں ممنوع ہے۔

(الف) : اہل شہر کو اس سامان کی ضرورت تھی اور یہ شخص اُن سے مل کر یہ سامان خریدتا ہے اور شہر والوں کو مہنگے داموں بیچتا ہے۔

(ب) : یہ شخص ان قافلہ والوں سے، شہر کے نرخ کے مقابلے میں کم نرخ پر سامان خریدتا ہے اور وہ لوگ اس نرخ سے ناواقف ہیں۔ اس مسئلہ میں ممانعت کی علّت ''نقصان پہنچانا'' ہے، پہلی صورت میں اہل شہر کو اور دوسری صورت میں قافلہ والوں کو۔

جس شخص نے اس طرح اہل قافلہ سے مل کر سامان خریدا تو بیع نافذ ہوگی، لیکن بائع اگر بازار آیا اور اُسے پتہ چلا کہ مشتری کی طرف سے اُسے دھوکہ دیا گیا ہے تو اسے خیار ملے گا، اگر وہ چاہے تو بیع فسخ کر دے اور چاہے تو اس کی اجازت دے دے۔

ذخیرہ اندوزی کرنا

218) ''احتکار'' (ذخیرہ اندوزی) : یہ ہے کہ انسان ضرورت کی چیزوں کو ان کے مہنگے ہونے کے انتظار میں ذخیرہ کرلے اور اُن کو فروخت نہ کرے، ایسا کرنا ہر اُس چیز میں ممنوع ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہو بشرطیکہ ایسا کرنا اہل شہر کو نقصان پہنچاتا ہو، اگر چہ یہ چیز اس کی ذاتی پیداوار ہو یا اُس نے کسی دوسرے بازار سے خریدی ہو۔

219) جس شخص نے ایسی چیز کی ذخیرہ اندوزی کی، جس کے بارے میں ذخیرہ اندوزی سے منع کیا گیا تھا تو متعلقہ ادارہ (Relevant Authorities) اُس کو مجبور کرے گا کہ وہ یہ چیز بازار میں لے کر آئے اور اگر اُس نے (ذخیرہ کی ہوئی اشیاء کی) بیع نہیں کی بلکہ قاضی کے حکم کی خلاف ورزی کی تو قاضی اس کو ایسی سزا دے گا جس کو وہ ذخیرہ اندوزی سے روکنے کے لئے مناسب سمجھے گا اور اُس کی اجناس (کھانے پینے کی چیزیں) کو قاضی زبردستی اُس کی طرف سے بیچ دے گا۔

220) ذخیرہ اندوزی کے حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی ایک صنعت سے وابستہ لوگ یا ایک سامان کو بیچنے والے تاجر اپنا ایک جتھہ (جمعیت، Cartel) بنالیں جس کے ذریعے وہ اس سامان کی قیمت کا فیصلہ کریں، بشرطیکہ اس میں بھی ذخیرہ اندوزی کی طرح (عوام کا) نقصان ہو تو متعلقہ ادارہ (Relevant Authorities) کو چاہئے کہ وہ ان کو ایسا جتھہ بنانے کی اجازت ہی نہ دیں۔

حکومت کی طرف سے نرخ مقرر کرنا

221) ’’تسعیر‘‘(نرخ مقرر کرنا) : یہ ہے کہ حاکم تاجروں کو پابند کر دے کہ وہ اپنا سامان صرف متعین نرخ پر ہی بیچیں۔

اصل تو یہ تھا کہ ایسا کرنا جائز نہ ہو لیکن اگر حاکم مختلف سامان کے مالکان کو اور بالخصوص کھانے کی اجناس کے، مالکوں کو پاتا ہے کہ وہ نرخ میں من مانی کر کے قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کر رہے ہیں اور حاکم مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت سے بھی عاجز ہے، سوائے اس کے کہ وہ نرخ مقرر کر دے، تو ایسے حالات میں اہل رائے اور اہل بصیرت کے مشورے سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر حاکم نے ایسا کر دیا اور کوئی شخص حد سے تجاوز کر کے پھر بھی زیادہ قیمت میں سامان بیچتا ہے تو قاضی اس کو جائز قرار دے گا۔

اور جو شخص حاکم کے طے کردہ نرخ پر سامان بیچے گا تو یہ بیع درست ہوگی کیونکہ وہ اس بیع پر مجبور نہیں کیا گیا ہے۔

دوشہروں کے درمیان تجارت کے متعلق مسائل

کال اور ڈاک کے ذریعے بیع کے احکام

222) جب دو شہروں کے درمیان بیع فون کال ، یا فیکس یا ٹیلکس کے ذریعے تحریری طور پر مکمل ہو جائے اور، مبیع بائع کی ملکیت میں موجود ہے تو بیع اس رابطے کے ذریعے، ایجاب و قبول کے ساتھ (شرعی طور پر) مکمل ہو جائے گی۔ پھر جب بائع کی طرف سے وہ سامان بطور وی پی (کیش آن ڈیلیوری)،(Valued Parcel) بھیجا

جائے گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ ڈاک (یا کوریئر کمپنی) کا نمائندہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے بعد سامان کا پارسل (Goods Parcel) اس کے حوالے کر دے گا، تو محکمہ ڈاک سامان مشتری کو سپرد کرنے اور اس سے ثمن وصول کرنے کے لئے بائع کا وکیل ہے۔ اس کا کام بائع کی طرف منسوب ہوگا، جب اس نے مبیع مشتری کے حوالے کر دی تو ضمان (رسک) مشتری کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

223) اگر مبیع اس وقت بائع کی ملکیت میں نہیں تھی جب دونوں فریقوں کے درمیان رابطہ ہوا اور بائع نے سامان مشتری کو ڈاک کے اس طریقے سے بیچ دیا جو ابھی گزشتہ شق میں ذکر کیا گیا ہے، تو بیع اس وقت مکمل ہوگی جب سامان مشتری کو سپرد کیا جائے گا۔

اس طرح مشتری نے ڈاک کے نمائندے کو ثمن اس سے پہلے ادا کر دیا کہ وہ اس کو مبیع سپرد کرتا، تو دونوں کے درمیان ’’تعاطی‘‘ (دیکھیں شق نمبر 13) کے ذریعے بیع ہوگئی۔

اس سے واضح ہوگیا کہ بیع مکمل ہونے کا موقع ثمن یا مبیع کو سپرد کرنا ہے، ان دونوں میں سے جو بھی پہلے ہوگا (اس سے بیع مکمل ہو جائے گی)۔

224) اگر مبیع ڈاک کے ذریعے مشتری تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہوگئی، یا اس میں کوئی نقص پیدا ہوگیا تو بائع ضامن ہوگا، کیونکہ مبیع کا ضمان مشتری کی طرف صرف اسی صورت میں منتقل ہوتا ہے جب مبیع کو وہ وصول کر لے۔

اب بائع ہی اپنے نقصان کی تلافی کے لئے ڈاک خانہ سے رجوع کرے گا۔

کوریئر کمپنی کے قبضے میں مبیع اور ثمن کا حکم

225) ڈاک آفس (یا کوریئر کمپنی) کا سامان پر قبضہ، امانت کا قبضہ ہوتا ہے کیونکہ وہ

بائع کا وکیل ہے اور وکیل کا قبضہ امانت کا قبضہ ہوتا ہے۔

اس لئے اگر مبیع ڈاک آفس کی طرف سے بغیر کسی کوتاہی کے ہلاک ہوگئی، اس طرح کہ مطلوبہ حفاظتی انتظام کے باوجود مبیع چوروں نے چوری کر لی، یا ڈاک کے نمائندے کی طرف سے بغیر کسی کوتاہی کے مبیع راستے میں خراب ہوگئی تھی تو نقصان بائع کا ہوگا اور ڈاک آفس اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

226) جب سامان کو انشورنس (Insurance) کے ذریعے بھیجا گیا یعنی ڈاک آفس نے یہ ذمہ داری لی کہ وہ پارسل اور جو کچھ اس میں ہے اسے بعینہ پہنچائے گا اور اس کا ضامن ہوگا تو ایسا کرنا اس بنیاد پر جائز ہے کہ ڈاک آفس کی حیثیت یہ ہے کہ اجرت کے بدلے اس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے اور اس پر ضمان کی شرط عائد کی گئی ہے۔

لیکن ڈاک آفس صرف اس وقت ضامن ہوگا جب ایسا نقصان ہو جس سے بچنا ممکن تھا۔ اگر وہ چیز جبری حالات (Force Majure) سے ضائع ہوئی تو ڈاک خانہ ضامن نہیں ہوگا۔

227) ڈاک کا نمائندہ جب ثمن کے پیسے مشتری سے وصول کرتا ہے تو بعینہ وہ پیسے بائع کو منتقل نہیں کرتا بلکہ ان کو اپنے مال اور دوسرے لوگوں کے مال کے ساتھ ملا لیتا ہے پھر بائع کو اتنے ہی پیسے ادا کر دیتا ہے، تو یہ قرض کے حکم میں ہے جس کا ضمان لازم ہوتا ہے، اس لئے محکمہ ڈاک ان پیسوں کا ضامن ہوگا۔

محکمہ ڈاک اس پر جو کمیشن وصول کرتا ہے وہ اس کے دفتری کاموں کی اجرت ہے۔

بینک کے ذریعے تجارت کے احکام

لیٹر آف کریڈٹ کے مسائل

228) بینک میں ایل سی کھولنے (Opening the letter of credit) کے ذریعے تجارت جائز ہے اور بینک کو ان خدمات کا معاوضہ دینا بھی جائز ہے جو وہ ایل سی کھولنے کے لئے پیش کرتا ہے۔

اس میں شرط یہ ہے کہ اس معاملے میں کسی سودی نفع کی ادائیگی لازم نہ ہوگئی ہو۔

229) ایل سی (Letter of Credit) بغیر ادائیگی (Without Margin) کے کھولنے کی صورت میں، نفع کا لین دین شرعاً ممنوع ہے کیونکہ یہ "ربا" ہے۔

بینک کے ذریعے تجارت میں معاملہ کب مکمل ہوگا

230) اگر مبیع، بائع کی ملکیت میں ہو تو ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ بیع دونوں فریقوں کے درمیان ایجاب وقبول کے ذریعے تحریری طور پر، یا فون کال کے ذریعے مکمل کر لی جائے، پھر مبیع اور ثمن کا تبادلہ کسی بھی ایسے طریقے سے کر لیا جائے جس پر ایل سی کھولنے کے ذریعے اتفاق کیا گیا ہو۔

231) اگر مبیع، بائع کی ملکیت نہ ہو، یا بیع کی تکمیل کسی چیز پر موقوف ہو تو بیع کا معاہدہ (Agreement to Sell) شرعی طور پر وعدہ کے حکم میں ہوگا اور بیع اس کے بعد مکمل ہوگی جب بائع، مبیع کا مالک بن جائے یا جس بات پر بیع موقوف تھی، وہ پوری ہوجائے۔

اس وقت بیع کی تکمیل یا ''ایجاب و قبول''(Contract of Sale) کے ذریعے ہو گی یا ''تعاطی''(عملی لین دین) کے ذریعے اور ایل سی کھولنے کی صورت میں ''تعاطی'' اس طرح بھی ثابت ہو جائے گی کہ بائع سامان لوڈنگ کمپنی (شرکۃ الشحن) کے حوالے کردے، کیونکہ تعاطی ایک طرف سے بھی ہو تو جائز ہے۔

بینک کے ذریعے تجارت میں ''رسک'' کب منتقل ہوگا

232) اگر مشتری یا اس کا وکیل (نمائندہ) بائع کے ہاں خود مبیع وصول کرنے کے لئے موجود ہو تو مبیع کا ضمان (رسک) بائع کی طرف سے سامان اور مشتری کے درمیان رکاوٹ دور کرتے ہی، بائع سے مشتری کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

233) اگر مشتری یا اس کا وکیل بائع کے شہر میں حاضر نہیں تھے، تو مبیع کا ضمان (رسک) مشتری کی طرف فوری طور پر اس وقت منتقل ہو جائے گا جب بائع وہ سامان بندرگاہ (المینا، سی پورٹ) یا لوڈنگ کمپنی کے حوالے کردے گا، بین الاقوامی تجارت کے عرف اور اصطلاحات کے مطابق، خواہ مشتری نے اس کمپنی کی تعیین کی ہو یا بائع نے مشتری کی اجازت یا حکم سے اس کمپنی کی تعیین کی ہو۔

مال برداری کے اخراجات

234) بار برداری (Loading) کے اخراجات کی ذمہ داری اس پر ہوگی، جس کے بارے میں دونوں فریقوں نے معاملہ میں اتفاق کیا ہوگا۔

سامان بُک کروانے کے بعد آگے بیچنے کا حکم

235) جب بائع کی جانب سے سامان لوڈ کروا دیا گیا اور لوڈنگ کمپنی اس کے قبضے کے سلسلے میں مشتری کی وکیل بن گئی، نیز ضمان (رسک) مشتری کی طرف منتقل ہو گیا،

تو اب مشتری کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سامان کی کسی اور شخص سے بیع کرلے لیکن اس خریدار شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ سامان کسی تیسرے شخص کو فروخت کرے، جب تک کہ وہ سامان بندرگاہ پہنچ جائے اور وہ خریدار خود یا اپنے وکیل کے ذریعے اس پر قبضہ نہ کرلے۔

قرض کی توثیق کے اسلامی قوانین

مشروع القانون الاسلامی لتوثیق الدیون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توثیق الدیون

(Securitization of Debts)

تحریری دستاویزات

(Instruments،وثیقہ جات)

اضافہ از: مترجم عفا اللہ عنہ

دَین (قرض وغیرہ) کی ادائیگی کے بارے میں اسلام کا مزاج

کتاب کے اس حصہ میں چونکہ دَین، جس میں قرض بھی شامل ہے، کی توثیق اور تاکید کے مختلف شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند احادیث مبارکہ مختصر ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیش کر دی جائیں، تاکہ آج کل ہمارے معاشرے میں دوسروں کے مالی حقوق کی ادائیگی میں بے فکری کا جو مزاج عام ہو چکا ہے اور لوگوں کے مالوں کو بغیر کسی حق کے لمبے لمبے عرصے تک اپنے پاس روکے رکھنے ایک کمال سمجھا جاتا ہے، اہل ایمان اپنے آپ کو اس عادتِ بد سے بچا سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف تو اصحاب وسعت کو ترغیب دی کہ وہ ضرورت مند بھائیوں کو قرض دیں اور اس کی ادائیگی کے لیے مقروض کو مہلت دیں کہ جب سہولت ہو ادا کرے اور نادار مفلس ہو تو قرضہ کا کل یا جز معاف کر دے اور اس کا بڑا اجر وثواب بیان فرمایا اور دوسری طرف قرض لینے والوں کو آگاہی دی کے جلد سے جلد قرض کے اداء کرنے اور اس کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کی فکر اور کوشش کریں، اگر خدانخواستہ

قرض ادا کیے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تو آخرت میں اس کا انجام ان کے حق میں بہت برا ہوگا۔کبھی کبھی آپ ﷺ نے اس کو سنگین ترین اور ناقابل معافی گناہ بتلایا اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی میت کے متعلق آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس پر کسی کا قرضہ ہے جس کو اس نے ادا نہیں کیا ہے، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرمادیا۔ظاہر ہے کہ یہ آپ ﷺ کی طرف سے آخری درجہ کی تنبیہ تھی۔

(1) عن أبي موسىٰ عن النبي ﷺ قال انّ اعظم الذنوب عند الله ان يلقاه عبد بعد الكبائر التي نهى الله عنها ان يموت رجل و عليه دين لا يدع له قضاءً (رواه احمد وابو داؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ راوی ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے (جیسے شرک اور زنا وغیرہ) سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرے کہ اس پر قرض ہو اور اس کی ادائیگی کا سامان چھوڑ نہ گیا ہو۔(مسند احمد، سنن ابی داوٗد)

(2) عن ابي هريرة قال قال رسول ﷺ نفس المؤمن معلقة بدينه حتىٰ يقضى عنه (رواه الشافعي و احمد والترمذي و ابن ماجة و الدارمي)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن بندہ کی روح اس کے قرضہ کی وجہ سے بیچ میں معلق اور رکی رہتی ہے جب تک وہ قرضہ ادا نہ کر دیا جائے جو اس پر ہے۔ (مسند شافعی، جامع ترمذی، سنن ابی داوٗد، مسند دارمی)

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسی حالت میں دنیا سے گیا جس کو ایمان بھی نصیب ہے اور اعمال صالحہ بھی اس کے اعمال میں ہیں جو نجات اور جنت کا وسیلہ بنتے ہیں

لیکن اس پر کسی کا قرضہ ہے جس کو وہ ادا کر کے نہیں گیا اور اس معاملہ میں اس نے غفلت اور کوتاہی کی تو جب تک اس کی طرف سے قرضہ ادا نہ ہو جائے وہ راحت و رحمت کی اس منزل اور مقام تک نہیں پہنچ سکے گا جو مؤمنین صالحین کے لیے موعود ہے ۔

(3) عن عبداللہ بن عمرو انّ رسول اللہ ﷺ قال یغفر للشہید کل ذنب الا الدین۔(رواہ مسلم)

ترجمہ :۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید ہونے والے مردمؤمن کے سارے گناہ (راہ خدا میں جان کی قربانی دینے کی وجہ سے) بخش دیے جاتے ہیں سوائے قرض کے ۔(صحیح مسلم)

تشریح :۔مطلب یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ راہ خدا میں شہید ہونا ایسا مقبول عمل ہے کہ وہ آدمی کے سارے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس کی برکت سے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے اور بخش دیے جاتے ہیں، لیکن اگر اس پر کسی بندہ کا قرضہ تھا تو اس کے حساب میں وہ گرفتار بلا رہے گا کیونکہ وہ حق العبد ہے، اس سے نجات اور رہائی کی صورت یہی ہے کہ وہ قرضہ ادا کیا جائے ۔ (یا جس کا قرضہ ہے وہ لوجہ اللہ معاف کر دے) آگے درج ہونے والی دو حدیثوں سے یہ بات اور زیادہ صراحت سے معلوم ہوگی کہ اس معاملہ میں اللہ کا قانون کس قدر بے لاگ اور سخت ہے ۔

(4) عن أبی قتادۃ قال قال رجل یارسول اللہ ﷺ أریت ان قتلت فی سبیل اللہ صابرا محتسبا مقبلا غیر مدبر یکفراللہ عنی خطایای فقال رسول اللہ ﷺ نعم ...فلما ادبر ناداہ فقال نعم الا الدین کذٰلک قال جبریل۔(رواہ مسلم)

ترجمہ :۔حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے

عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے بتلایئے کہ اگر میں اللہ کے راستہ میں صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ اور اللہ کی رضا اور ثواب آخرت کی طلب ہی میں جہاد کروں اور مجھے اس حالت میں شہید کر دیا جائے کہ میں پیچھے نہ ہٹ رہا ہوں بلکہ پیش قدمی کر رہا ہوں تو کیا میری اس شہادت اور قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے سارے گناہ معاف کر دے گا ؟ آپ ﷺ نے جواب فرمایا: ہاں (اللہ تمہارے سارے گناہ معاف فرما دے گا) پھر جب وہ آدمی آپ سے یہ جواب پا کر لوٹنے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو پھر پکارا اور فرمایا ہاں (تمہارے سب گناہ معاف ہو جائیں گے) سوائے قرضہ کے یہ بات اللہ کے فرشتہ جبرئیل آمین علیہ السلام نے اسی طرح بتلائی ہے ۔(صحیح مسلم)

تشریح :۔مطلب یہ ہے کہ یہ بات کہ شہید ہونے سے بندے کے سارے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کسی کے قرضہ کا بار لے کر گیا ہے تو اس کی وجہ سے گرفتار رہے گا ۔میں خدا کی وحی کی بنیاد پر کہہ رہا ہو جو جبرئیل آمین علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے پہنچائی ہے ۔

(5) عن سلمۃ بن الأکوع قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا أتی بجنازۃ فقالوا صل علیہا فقال ہل علیہ دین قالوا لا فصلیٰ علیہا ثم أتی بجنازۃ أخری ،فقال ہل علیہ دین ؟ قیل نعم قال فہل ترک شیئاً ؟ قالوا ثلٰثۃ دنانیر فصلیٰ علیہا ثم أتی بالثالثۃ، فقال ہل علیہ دین ؟ قالوا ثلٰثۃ دنانیر قال ہل ترک شیئاً ؟ قالوا لا قال صلوا علی صاحبکم قال أبو قتادۃ صل علیہ یارسول اللہ وعلی دینہ، فصلیٰ علیہ۔

ترجمہ :۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک میت کا جنازہ لایا گیا، اور عرض کیا گیا کہ

حضرت اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیجئے! آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا اس آدمی پر کچھ قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ قرض نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے اس جنازہ کی نماز پڑھا دی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس میت پر کسی کا قرضہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہاں اس پر قرضہ ہے، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے (جس سے قرض ادا ہو جائے) لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے تین دینار چھوڑے ہیں تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام اس کی نمازِ جنازہ پڑھادی، پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں بھی دریافت فرمایا کہ کیا اس مرنے والے پر کچھ قرضہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں اس پر تین دینار کا قرضہ ہے، آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے (جس سے قرض ادا ہو سکے) لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں چھوڑا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے حاضرین صحابہ سے فرمایا کہ اپنے اس ساتھی کی نمازِ جنازہ تم لوگ پڑھ لو۔ تو حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ عرض کیا کہ حضور اس کی نماز پڑھادیں اور اس پر جو قرضہ ہے وہ میں نے اپنے ذمہ لے لیا (میں ادا کروں گا) تو اس کے بعد آپ ﷺ نے اس جنازہ کی بھی نماز پڑھادی۔ (صحیح بخاری)

تشریح:۔۔رسول اللہ ﷺ کا یہ طرزِ عمل بظاہر زندوں کو تنبیہ کے لیے تھا کہ وہ قرضوں کے ادا کرنے میں غفلت اور کوتاہی نہ کریں اور ہر شخص کی یہ کوشش ہو کہ اگر اس پر کسی کا قرضہ ہے تو وہ اس سے سبکدوش ہونے کی فکر اور کوشش کرے اور دنیا سے اس حال میں جائے کہ اس کے ذمہ کسی کا کچھ مطالبہ نہ ہو۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث اسی بارے میں مروی

ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طرزِ عمل (کہ قرض دار میت کی نمازِ جنازہ سے خود معذرت فرمادیتے تھے اور صحابہ کرام سے فرمادیتے تھے کہ تم لوگ پڑھ لو) ابتدائی دور میں تھا، بعد میں جب اللہ تعالی کی طرف سے فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور افلاس و ناداری کا دور ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ اگر کوئی مسلمان اس حال میں انتقال کر جائے کہ اس پر قرض ہو (اور ادائیگی کا سامان نہ چھوڑا ہو) وہ قرض میرے ذمہ ہے، میں اس کو ادا کروں گا۔ اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ کسی مسلمان کے ذمہ کسی دوسرے کا حق باقی نہ رہ جائے۔

بہر حال: ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قرض ادا نہ کرنا اور اس حال میں دنیا سے چلا جانا بڑا سنگین گناہ ہے اور اس کا انجام بہت ہی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات سے سبق لینے کی ہم سب کو توفیق دے اور دنیا سے اس حال میں اٹھائے کہ کسی بندہ کا قرض اور کوئی حق ہمارے ذمہ نہ ہو۔

(6) عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا ادّی اللہ عنہ ومن اخذ یرید اتلافھا اتلفہ اللہ علیہ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی لوگوں سے (قرض ادھار) مال لے اور اس کی نیت اور ارادہ ادا کرنے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرادے گا۔ (یعنی ادائیگی میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر زندگی میں وہ ادا نہ کر سکا تو آخرت میں اس کی طرف سے ادا فرما کر اس کو سبکدوش فرمادے گا) اور جو کوئی کسی سے (قرض ادھار) لے اور اس کا ارادہ ہی مار لینے کا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو تلف اور تباہ ہی کرادے گا (یعنی دنیا میں بھی وہ اس بدنیت آدمی کو لینا نہ ہوگا اور آخرت میں اس کے لیے وبال عظیم

ہوگا۔(صحیح بخاری)

(7)عن عمران بن حصین عن میمونة قالت سمعت خلیلی وصفیﷺیقول مامن احد یدان دینا فیعلم الله أنه یرید قضاءہ الا ادّاہ الله عنه فی الدنیا ۔(رواہ النسائی)

ترجمہ:۔حضرت عمران بن حصینؓ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جوکوئی بندہ قرض لے اور اللہ کے علم میں ہے کہ اس کی نیت اور ارادہ ادا کرنے کا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ قرضہ دنیا ہی میں ادا کرادے گا(سنن نسائی)

تشریح:۔حضرت عمران بن حصینؓ کی اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ بہت قرض لیا کرتی تھیں (غالباً مصارف خیر میں صرف کرنے کے لیے لیتی ہوں گی) تو ان کے خاص اعزہ اور متعلقین نے اس بارے میں ان سے بات کی (اور اس معاملہ میں اختیار کا مشورہ دیا) تو آپؓ نے صاف فرمادیا کہ میں اس کو نہیں چھوڑوں گی اور ان کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یہی ارشاد سنایا، مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اس ارشاد کی بنا پر مجھے کامل یقین ہے کہ میں جو کچھ قرض لیتی رہوں گی اس کی پائی پائی اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں ادا کرادے گا، مجھے اس کی ضمانت اور کفالت پر پورہ اعتماد اور بھروسہ ہے۔بیشک ایسے اصحاب یقین کے لیے یہ طرز عمل درست ہے۔

(8)عن عبدالله بن جعفر قال قال رسول اللهﷺان الله مع الدائن حتّٰی یقضی دینه مالم یکن فیما یکرہ۔(رواہ ابن ماجه)

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہے جب تک کہ اس کا قرضہ ادا ہو بشرطیکہ یہ قرضہ کسی برے کام کے لیے نہ لیا گیا ہو(ابن ماجہ)

تشریح:۔مطلب یہ جو بندہ اپنی صحیح ضرورت وحاجت یا کسی نیک کام کے لیے قرض لے اور وہ اس کی ادائیگی کی نیت اور فکر رکھتا ہو تو قرضہ ادا ہونے تک اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور مدد اس کے ساتھ رہے گی۔

سنن ابن ماجہ کی اسی روایت میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اس حدیث کی بناء پر ہمیشہ مقروض رہتے تھے، فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہ گزرے جس میں اللہ تعالیٰ کی ''معیت''یعنی خاص عنایت مجھے نصیب نہ ہو۔ان کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بہت سخی تھے اس لیے بھی ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔

(یہ احادیث مبارکہ اور ان کی مختصر تشریح ''معارف الحدیث'' سے ماخوذ ہے)

کتاب کے اس حصے میں عام استعمال ہونے والے
اصطلاحی الفاظ اور ان کا مفہوم

دَین :

قرض، مالی واجبات

Liability, Debt, Credit

دائن:

قرض خواہ، جس شخص نے مالی حق وصول کرنا ہے

Creditor

مدیون:

مقروض، جس شخص نے مالی حق ادا کرنا ہے

Debtor

اضافہ از: مترجم عفا اللہ عنہ

توثیق الدیون
(Securitization of Debts)
کسے کہتے ہیں؟

''توثیق الدیون'' کا مفہوم یہ ہے کہ دَین کی ادائیگی کو یقینی بنایا جائے تاکہ مدیون اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کبھی گواہ بنائے جاتے ہیں، کبھی تحریری دستاویزات تیار کی جاتی ہیں، کبھی کفالہ کے ذریعے کوئی ضامن حاصل کیا جاتا ہے اور کبھی مدیون کی کوئی چیز دائن اپنے پاس بطور رہن رکھ لیتا ہے۔

''توثیق الدیون'' کی فنی تعریف یہ ہو سکتی ہے:

''هو تقديم المديون الى الدائن ما يثبت حق الدائن فى ذمته، أو يخول الدين بالرجوع اليه مطلقا، أو عند تخلفه فى الاداء''

(توثیق الدیون۔صفحہ 13طبع : مکتبہ معارف القرآن)

''مدیون کا دائن کے سامنے وہ چیز پیش کرنا جو دائن کا حق مدیون کی ذمہ داری میں ثابت کر دے، یا دائن کو یہ اختیار دے دے کہ وہ مطلقاً اُس کی طرف، دَین کی وصولی کے لئے رجوع کر لے (جیسا کہ کفالہ میں ہے)، یا صرف اس صورت میں جب مدیون ادائیگی نہ کرے (جیسا کہ رہن میں ہے)''

اس طرح ''توثیق الدیون'' کے شرعی تین طریقے ہیں:

1) تحریری دستاویز (وثیقہ جات، Instruments)

2) تیسرے شخص کی طرف سے کفالت

3) رہن

دَین کی تحریری دستاویزات

دستاویز (وثیقہ جات، Instruments) کے ثبوت کے تین ذرائع:

پہلا طریقہ :اقرار

1) دَین کی تحریر ثابت کرنے کے لئے اصل یہ ہے کہ اس کا لکھنے والا یہ اقرار کرے کہ یہ اس نے اپنے ہاتھ کی تحریر سے لکھی ہے، اگر وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے تو اس پر دَین ثابت ہو جائے گا اور اس دین کا فیصلہ دائن کے حق میں کر دیا جائے گا۔

اگر لکھنے والا اس بات کا اقرار تو کرے کہ اس نے یہ تحریر اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اور دَین کا انکار کر دے تو اس کے انکار کی طرف التفات (یعنی اعتبار) نہیں کیا جائے گا۔

اگر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اس تحریر کے لکھنے میں جھوٹ سے کام لیا ہے یا دعویٰ کرنے والے کی طرف (مُدَّعِیٰ) اسے مجبور کرنے کی وجہ سے اس نے یہ تحریر لکھی ہے یا اس نے یہ تحریر نشے کی حالت میں لکھی ہے یا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ یہ دَین ادا کر چکا ہے، تو ان تمام باتوں کو ثابت کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اگراس نے اپنا دعویٰ معتبر گواہوں سے ثابت کر دیا تو اس کے بری ہونے کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر اس نے یہ ثابت نہ کیا تو دائن سے ان اعذار (جھوٹ، جبر، اور نشہ) کے انکار پر قسم لی جائے گی، تو اگر اس نے قسم اٹھالی تو اس کے حق میں دَین کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

دستاویز کے ثبوت کا دوسرا طریقہ :گواھی

2) اگر مدّعَا عَلَیْہِ (جس کے خلاف دعویٰ ہے) اس بات کا انکار کر دے کہ اس نے تحریر لکھی ہے تو اصل یہ ہے کہ اس کے لکھنے پر دو عادل گواہ، یہ گواہی دیں کہ ان دونوں نے اس کو یہ تحریر لکھتے ہوئے دیکھا ہے یا اس نے اس تحریر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو جانتے ہوئے اس تحریر پر دستخط کئے ہیں یا اس پر اپنے انگوٹھے کا نشان (Finger Print) لگایا ہے۔

دستاویز کے ثبوت کا تیسرا طریقہ :

ماھرین کی رپورٹ:

3) اگر تحریر کے لکھنے پر دو گواہ موجود نہیں ہیں تو دعویٰ کرنے والے (مُدَّعِیْ) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ فن خطاطی کے دو ماہرین (Callighraphy experts) کی رپورٹ سے، جو دونوں اس کی (دَین کی تحریر والی) لکھائی کا موازنہ اس کی ثابت شدہ لکھائی سے کریں اس کی لکھائی کو ثابت کر دے، وہ دونوں اس بات کی گواہی دیں کہ اس تحریر کی لکھائی اسی (مُدعَاعلیہ) کی لکھائی ہے، تو اگر قاضی کو ان دونوں کی گواہی پر اطمینان ہو جائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس تحریر کے تقاضہ کے مطابق مدعاعلیہ کے خلاف فیصلہ کر دے۔

4) اگر دونوں ماہرین کی آراء کا اختلاف ہو جائے، اس طرح کہ ان میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ یہ اس (مدعاعلیہ) کی لکھائی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ اس کی لکھائی نہیں ہے، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی رائے میں شک ہو جاتا ہے تو ایسی تحریر ثابت نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

دو عصری مسائل : پرومیسری نوٹ (وعدہ نامہ)

اور بل آف ایکسچینج (تبادلہ کابل)

5) سند آمر (وعدہ نامہ،.. Promissory Note)

یہ (بینک کے نوٹ یا کرنسی نوٹ کے علاوہ) ایک ایسا تحریری ذریعہ (آلہ) ہے، جو غیر مشروط طور پر مال کی کچھ مقررہ رقم کو اپنے اوپر لازم کرنے کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے، اس کے جاری کرنے والے کی طرف سے وہ دستخط شدہ ہوتا ہے۔

(یہ ادائیگی) دوسرے فریق کی طرف سے طلب کرنے پر، یا کسی متعین وقت پر، یا ایسے وقت پر جو مستقبل میں متعین ہونے کے قابل ہو (کی جاتی ہے)، (اور یہ ادائیگی) متعین شخص کو ہوگی، یا اس کو جس کے بارے میں یہ شخص حکم دے گا، یا ہر اس شخص کو جو اس کا حامل ہو۔

6) پرومیسری نوٹ کو استعمال کرنا جائز ہے اگر اس رقم کے واجب ہونے کا سبب شرعی طور ہر جائز ہو اور اس کو اس کی اصل قیمت سے کم کے بدلے دے دینا (یعنی مقررہ وقت آنے سے پہلے کسی تیسرے شخص سے اصل رقم سے کم وصول کر کے اس کو یہ پرومیسری نوٹ دینا تاکہ وہ مقررہ وقت پر پوری رقم وصول کر لے) جائز نہیں ہے۔

7) کمبیالہ: (ہنڈی۔ Bill of Exchenge)

یہ ایک ایسا تحریری ذریعہ (آلہ) ہے جو غیر مشروط طور پر، ایسے حکم پر مشتمل ہوتا ہے،

اس کے جاری کرنے والے کی طرف سے وہ دستخط شدہ ہوتا ہے، جو کسی شخص کو اس بات کا ذمہ دار بناتا ہے کہ وہ متعین رقم کی ادائیگی کرے گا (اور یہ ادائیگی) دوسرے فریق کی طرف سے طلب کرنے پر، یا کسی متعین وقت پر، یا ایسے وقت پر جو مستقبل میں متعین ہونے کے قابل ہو، (اور یہ ادائیگی) کسی (متعین) شخص کو ہوگی، یا اس کو جس کے بارے میں یہ شخص حکم دے گا، یا ہر اس شخص کو جو اس کا حامل ہوگا۔

8) دَین کی توثیق (پختگی) کے لئے "کمبیالہ" کا استعمال شرعاً جائز ہے۔

9) "کمبیالہ" کو (اصل رقم سے کم کے بدلہ) بھنوانا (دینا) جائز نہیں ہے، جیسا کہ روایتی بازاروں میں یہ معاملہ چل رہا ہے۔

10) یہ جائز ہے کہ "کمبیالہ" کو کسی تیسری فریق کی طرف، شرعی طور پر ثابت شدہ دَین کے حوالہ کی بنیاد پر منتقل کر دیا جائے، اور اس پر حوالہ کے احکام جاری ہوں گے۔

11) یہ جائز ہے کہ "کمبیالہ" کے بدلے کوئی متعین سامان یا کوئی متعین خدمت، (جو صرف اوصاف کے ساتھ ذمہ میں لازم نہ ہو، بلکہ اس کی ذات متعین ہو) ایسے ثمن کے ساتھ جس پر بائع اور مشتری متفق ہوں، خرید لی جائیں۔

توثیق الدیون

(Securitization of Debts)

کفالہ

Bail,Guarantee

کتاب کے اس حصے میں عام استعمال ہونے والے اصطلاحی الفاظ اور ان کا مفہوم

"کفالہ"

کفالہ : ضمانت

Bail,Guarantee

مکفول عنہ:

مقروض، جس کی ضمانت کی گئی ہے

Debtor

مکفول لہ:

قرض خواہ، جس کے لئے ضمانت لی گئی ہے

Creditor

کفیل:

ضامن، ذمہ دار بننے والا

Able(to), Guarantor

کفالہ کی تعریف

12) کفالہ :ایک شخص کا ذمہ دوسرے شخص کے ذمہ کے ساتھ ملانا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دَین مدیون کے ذمہ میں تھا، تیسرا شخص اس کی ادائیگی کو اپنے ذمہ لازم کر لیتا ہے، تو اس نے اپنا ذمہ اصل مدیون کے ذمہ کے ساتھ ملا دیا ہے اور دَین ان دونوں کے ذمہ ہو گا، اور دائن کو یہ حق ہو گا کہ وہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے مطالبہ کرے، اور اس کو "مال کی کفالت" کا نام دیا جاتا ہے اور مدیون کو "مکفول عنہ" (جس کی کفالت لی گئی ہے)، یا اصل کہتے ہیں اور دائن کو "مکفول لہٗ" (جس کے لئے کفالت لی گئی ہے)، اور جو شخص مدیون کے ذمہ کو اپنے ذمہ کے ساتھ ملاتا ہے اس کو "کفیل" یا "حمیل" کا نام دیتے ہیں۔

"کفالت" کی پہلی قسم اور اس کی دو صورتیں:

13) کفالت بالنفس (جان کی کفالت) :یہ کفیل کا اپنے اوپر اس بات کو لازم کرنا ہے کہ وہ "مکفول عنہ" کو "مکفول لہ" کے پاس، یا فیصلے کی مجلس (عدالت یا پنچایت وغیرہ) میں حاضر کرے گا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دائن کو یہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ دَین کی مدت ختم ہونے پر اپنے مدیون کو حاضر کرے یا کبھی حاکم کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے جب "مدعا علیہ" کو پیش کرنا

ضروری ہوتا ہے، تو کفیل اپنے اوپر یہ لازم کرتا ہے کہ وہ مدیون کو "مکفول لہٗ" کی طلب پر پیش کرے گا۔

پہلی صورت :مدیون کی جان کی کفالت

14) اگر یہ جان کی کفالت کسی دَین کی وجہ سے ہے جو "مکفول" پر لازم ہے، تو کبھی دائن خود اس کو بلائے گا اور کبھی وہ قاضی اس کو بلائے گا جس کے سامنے اس دَین کا قضیہ (کیس) پیش کیا گیا ہے۔

جس شخص نے مدیون کی جان کی کفالت لی ہو تو اس کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ دائن یا حاکم کے طلب کرنے پر اس کو حاضر کرے، اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کی قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ "مکفول بہ" کو پیش کرے۔

اگر "مکفول بہ" فوت ہو گیا تو کفیل کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی اور اگر "مکفول بہٗ" مرتد ہو کر "دار الحرب" چلا گیا تو کفیل بری نہیں ہو گا۔

اور اگر "مکفول بہ" دیگر ممالک کی طرف چلا گیا، جس کے بارے میں قاضی کو علم ہے یا اس بات پر گواہوں نے گواہی دے دی، تو کفیل کو وہاں تک جانے اور آنے کی مدت کے برابر قاضی مہلت دے گا، پھر اگر وہ "مکفول" کو لے آیا (تو ٹھیک ہے) ورنہ قاضی اس کو قید کر دے گا۔

اگر "مکفول بہ" دَین یا کسی اور حق کے بدلے میں قید ہو گیا تو "کفیل" بری نہیں ہو گا، کیونکہ کفیل اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ "مکفول" کو اس حق سے چھڑوائے جس میں اس کو قید کیا گیا ہے، اگر وہ دَین ہے تو اس کی طرف سے ادا کر دے اور اگر وہ کسی شخص کے حق کی وجہ سے قید ہے تو وہ حق اس حق دار کو ادا کر دے۔

15) جب قاضی کے رائے میں ''کفیل'' بغیر کسی ''ٹال مٹول'' (یعنی کسی ذمہ داری یا واجبات کی ادائیگی میں بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنا) یا کسی حیلہ بازی کے ''مکفول'' کو پیش کرنے سے عاجز ہو جائے، خواہ یہ عاجز ہونا ''مکفول'' کی موت کی وجہ سے ہو یا کسی ایسے سبب سے ہو جو ''کفیل'' کے اختیار سے باہر ہے، تو کفیل کفالت سے بری ہو جائے گا۔

جان اور مال کی ایک ساتھ کفالت

16) اگر جان کی کفالت کسی ایسے قرض کی وجہ سے تھی جو ''مکفول'' پر لازم ہے اور کفالت کے معاملہ میں یہ شرط لگا لی گئی کہ جان کے کفیل نے اگر ''مکفول'' کو پیش نہ کیا تو وہ دَین کا ضامن ہو گا، تو دائن کو یہ حق ہے کہ وہ جان کے کفیل سے مکفول کے دَین کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔

ہاں اگر جان کی کفالت میں اس بات (یعنی دَین ادا کرنے) کی شرط نہ لگائی گئی تو کفیل پر ''مکفول'' کے دَین کی ادائیگی لازم نہیں، اگرچہ وہ "مکفول" کو پیش کرنے سے عاجز ہو گیا ہو۔

دوسری صورت: متہم شخص کی جان کی کفالت

17) جو شخص ایسے جرم میں متہم ہو جس پر تعزیر لازم ہوتی ہو، تو اس میں جان کی کفالت جائز ہے اس طرح کہ کفیل "مکفول" کو قاضی کے طلب کرنے پر پیش کرنے کی ضمانت دے۔

قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جان کی کفالت کی بنا پر متہم شخص کو چھوڑ دے۔

شرعی سزائوں میں جان کی کفالت

18) وہ حدود (شرعی سزائیں) جن میں بندے کا حق ہوتا ہے جیسے: تہمت لگانے

کی سزا اور قصاص (جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا) ان میں جان کی کفالت جائز ہے

19) ''وہ حدود'' جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہیں جیسے: زنا کی سزا، اگر اس کا ثبوت اقرار کی بناء پر ہو تو اس میں جان کی کفالت درست نہیں ہے۔

ہاں اگر متہم شخص پر زنا کا ثبوت گواہی کی بنیاد پر ہے اور وہ متہم شخص جرم کا انکار کر رہا ہے تو اس میں جان کی کفالت درست ہے، اور خاص طور پر اس صورت میں جب وہ خاتون جس سے زنا کیا گیا ہے اس پر یہ تہمت لگا رہی ہو کہ اس نے خاتون کو زنا پر مجبور کیا تھا، تو اب اس کے ساتھ خاتون کا حق اور اس کے قریبی رشتہ داروں (اولیاء) کا حق متعلق ہو گیا ہے۔ وقتی رہائی کے وقت متہم شخص نے اپنے اوپر جو رقم لازم کی ہو، اس کی کفالت۔

20) قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسی جرم میں متہم شخص کو اس شرط پر وقتی رہائی دے دے جب بھی قاضی اس کو بلائے گا تو وہ مجلسِ قضاء (عدالت وغیرہ) میں پیش ہو جائے گا، اور اگر وہ پیش نہ ہوا تو وہ اپنے اوپر لازم کرتا ہے کہ اتنی رقم ادا کرے گا، جو قاضی رہائی کے وقت متعین کر دے گا۔

اور قاضی اس سے یہ مطالبہ کرے گا کہ اس رقم پر ایک شخص یا کئی لوگوں کی مالی ضمانت پیش کرے، تا کہ متہم شخص حاضری کی پابندی نہ کرے تو یہ رقم ادا کر دی جائے۔

قاضی کا متہم شخص پر عدم حاضری کی صورت مقررہ میں رقم کی ادائیگی کو لازم کرنا یہ ''تعزیر بالمال'' (مالی جرمانہ) کی ایک صورت ہے اور یہ اس حال میں جائز ہے۔

کفیل اور دائن کی رضامندی شرط ہے، مدیون کی نہیں

21) مالی کفالت، کفیل اور ''مکفول لہٗ'' کے درمیان ایک معاملہ ہے، لہذا یہ ان دونوں کی رضامندی سے مکمل ہو جائے گا، ''مکفول عنہٗ'' کا راضی ہونا ضروری نہیں ہے۔

کفالت کا اثر : کفیل کا ذمہ، اصل کے ذمہ کے ساتھ ملانا

22) جب مال کی کفالت کا معاملہ منعقد ہو گیا ،اور کفیل کا ذمہ اصل ”مکفول عنہ“(مدیون) کے ذمہ کے ساتھ مل گیا،تو دَین دونوں کے ذمہ،ایک دوسرے کے بدل کے طور پر ثابت ہوگیا۔(یعنی ایک دَین ادا کر دیا تو دوسرا بھی بری ہو جائے گا)

دائن کو یہ حق ہے کہ وہ دَین کی مدت پوری ہونے پر ان دونوں میں سے کسی سے بھی دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

کفالت پر اجرت

23) کفالت کا معاملہ، احسان کا معاملہ ہے،لہذا کفیل کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ صرف کفالت پر”مکفول عنہ“ سے کسی اجرت کا مطالبہ کرے،لیکن اگر کفیل کو”مکفول عنہ“ کے حالات کی تحقیق اور گارنٹی کا خط (خطاب الضمان ۔Letter of Guaranty) لکھنے کی ضرورت پیش آئے، تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس پر اجرت مِثل (عام مارکیٹ کے مطابق ایسے کام کی فیس) وصول کرلے۔

کفیل کی اہلیت

24) کفیل کے لئے مسلمان ہونے یا مرد ہونے کی شرط نہیں ہے لہذا خاتون یا غیر مسلم شخص کا کفالت لینا (یعنی کفیل بننا) صحیح ہے۔

لیکن یہ شرط ہے کہ کفیل ایسی نیکی (احسان) کرنے کا اہل ہو،لہذا بچے ، یا مجنون کا کفالت لینا درست نہیں ہے، اگر چہ وہ سمجھ دار اور اجازت یافتہ ہو، اور اگر چہ سرپرست یا وصی اس کی اجازت دے دیں (تب بھی یہ کفالت جائز نہیں ہے)

25)”مرض الموت“ کے دوران مریض کا کفالت لینا وصیت کے حکم میں ہے۔

لہذا کفالت وارث کے لئے، یا وارث کی طرف سے درست نہیں ہے (یعنی وارث دائن ہو تو تب بھی اس کے لئے کفالت درست نہیں اور وارث مدیون ہو تو بھی اس کی طرف سے اس صورت میں کفالت درست نہیں ہے۔)

اور یہ کفالت صرف ایک تہائی (1/3) مال تک درست ہے۔اور اگر خود”کفیل“ پر ہی اتنا دَین ہے جو اس کے مال کو گھیرے ہوئے ہے (یعنی جتنا اس نے ترکہ چھوڑا ہے اتنا ہی اس پر قرض ہے) تو یہ کفالت باطل ہوگی۔

”کفالت کی اپنے محل کے اعتبار سے دو قسمیں : دَین کی کفالت،عین کی کفالت“

26) کفالت کا محل (یعنی جس چیز کی کفالت لی جاتی ہے) وہ ہے جو”مکفول عنہ“ کے ذمہ لازم ہو،خواہ وہ کوئی دَین ہو یا عین ہو۔

دَین کی کفالت میں شرائط

27) اگر کفالت دَین کی ہو تو لازم ہے کہ وہ دَین صحیح ،شرعی طور پر ثابت شدہ "مکفول عنہ" کے ذمہ میں اس کا ضمان آتا ہو۔

لہذا رِبا ، یا قمار کی رقم کی کفالت درست نہیں کیونکہ شرعی طور پر ثابت شدہ دَین نہیں ہیں)، جیسے : امانتوں کی کفالت درست نہیں ہے۔اس کی مثال امانت رکھوائی ہوئی چیزیں،شرکت یا مضاربت کا مال (کیونکہ یہ سب امانت کے حکم میں ہیں، دَین نہیں ہیں)، سوائے اس صورت کے کہ جب شریک یا مضارب پر زیادتی یا کوتاہی کی وجہ سے جو (ضمان) لازم ہو،اس کی کفالت (تو یہ درست ہے۔)

عین کی کفالت میں دو شرائط ہیں

28) وہ عین جن کا ضمان، خود ان کی ذات کے ذریعے آتا ہے،(المضمونة بنفسها)

ان کی کفالت درست ہے، جیسے : غصب شدہ چیز یا وہ چیز جس کو خریداری کے لئے بھاؤ تاؤ پر قبضے میں لیا ہو، تو "کفیل" اپنے اوپر لازم کرے گا کہ اگر وہ چیز موجود ہے تو اس کو واپس کرے اور ہلاک ہونے کی صورت میں اگر وہ مثل رکھنے والی چیزوں (ذوات الامثال) میں سے ہے تو اس کی مثل لوٹائے، یا اگر وہ چیز قیمت رکھنے والی چیزوں (ذوات القیم) میں سے ہے تو اس کی قیمت واپس کرے۔

وہ عین جن کا ضمان ان کے علاوہ کسی اور چیز سے آتا ہے، ان میں سپرد کرنے کی کفالت

29) وہ چیزیں جن کا ضمان ان کے علاوہ کسی اور چیز سے آتا ہے (المضمونۃ بغیرھا)
یہ وہ اعیان (Things) ہیں کہ جن کو لینے والے پر لازم ہوتا ہے کہ اگر یہ موجود ہیں تو وہ ان کے مالک کو واپس کر دے اور ان کے ہلاک ہونے کی صورت میں ان کی مثل یا قیمت لازم نہیں ہوتی بلکہ کوئی اور چیز (مثلاً ثمن کو واپس کرنا) لازم ہوتا ہے، جیسے بائع کے قبضے میں مبیع (کہ اگر وہ مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے) تو بائع پر اس کا ضمان ثمن کے ساتھ آتا ہے، مثل کے ساتھ اور قیمت کے ساتھ نہیں آتا۔

ایسی چیزوں میں صرف ان کو سپرد کرنے کی کفالت درست ہوتی ہے، لہٰذا اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو کفالت ختم ہو جاتی ہے، لیکن اس کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن کی کفالت درست ہے کیونکہ یہ ثمن (مشتری) کو واپس دینے کی کفالت ہے۔

30) "عاریت"، اور کرایہ پر لی ہوئی چیز اور "ودیعت" میں (ان چیزوں کو) واپس کرنے کی کفالت لینا درست ہے، پھر اگر یہ ہلاک ہو گئی تو کفالت ختم ہو جائے گی، سوائے اس کے کہ یہ (چیزیں) زیادتی، یا کوتاہی کی وجہ سے ہلاک ہوں (تو ان کی کفالت جائز ہے)۔

"چار مسائل : کفالت کی تعلیق، اس کی اضافت، اس کا وقت مقرر کرنا، اس میں مدت کی مہلت دینا"

کفالت میں تعلیق (شرط کے ساتھ جوڑ دینا)

31) کفالت کی تعلیق ایسی شرط پر کرنا جائز ہے جو دَین کے ثابت ہونے کا سبب ہو، جیسے : کفیل، مشتری کو یہ کہے : "اگر اس مبیع کا عدالتی فیصلے کے ذریعے کوئی اور مالک نکل آیا تو میں تمہارے لئے اس کے ثمن کا کفیل ہوں"

یا ایسی شرط پر تعلیق کرنا (بھی جائز ہے) جو ادائیگی کا ذریعہ ہو جیسا کہ کفیل کہے: "اگر مدیون اپنے سفر سے واپس آ گیا تو میں تمہارے دَین کا کفیل ہوں"۔

یا ایسی شرط پر تعلیق کرنا (بھی جائز ہے) جو (دَین کی) ادائیگی کے ناممکن ہونے کا سبب ہو جیسے : کفیل کہے : اگر تمہارا مدیون بغیر تمہارا دَین ادا کئے غائب ہو گیا تو میں اس کا کفیل ہوں۔ ایسی کفالت کو "کفالت بالدرك"، یا "ضمان العهدة" کا نام دیتے ہیں۔

مستقبل کی طرف نسبت

32) کفالت میں مستقبل کی طرف اضافت کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ نسبت ایسی چیز کی طرف ہو جس کے بارے میں لوگوں کا عمل اور عرف جاری ہو، جیسے : کفالت کی دَین کے سبب کی طرف یا ایسے زمانے کی طرف نسبت کرنا، جس میں بہت زیادہ جہالت نہ ہو (جیسے یہ کہنا کہ اگلا مہینہ شروع ہونے پر میں تمہارا کفیل ہوں، تو یہ جائز ہے)۔

کفالت میں وقت مقرر کرنا

33) کفالت کو کسی وقت کے ساتھ محدود کر دینا جائز ہے، اس طرح کہ "کفیل" کفالت

کے حکم کے نفاذ کے لئے زمانے کی کوئی حدود مقرر کر دیتا ہے، بشرطیکہ اس مدت مقرر کرنے میں بہت زیادہ جہالت نہ ہو۔

مثال کے طور پر وہ یہ کہتا ہے : ”میں اس دَین کا ایک مہینے تک کفیل ہوں“ تو یہ کفالت ایک ماہ بعد ختم ہوجائے گی۔

کفالت کو آنے والی مدت سے شروع کرنا

34) اگر دَین فوری ہے تو کفالت بھی فوری (منعقد) ہوگی، سوائے اس کے کہ ”کفیل“ اس کے لئے مدت کی شرط لگا دے اور دائن اس کو قبول کر لے تو یہ کفیل اور اصل (یعنی مدیون، دونوں) کے حق میں مقررہ وقت تک مہلت ہوگی۔

اور اگر دَین (فوری نہ ہو بلکہ) مقررہ مدت تک مؤخر ہو تو کفالت بھی مؤخر ہوگی، سوائے اس کے کہ جب کفیل (دَین کی مدت سے) زیادہ، یا کم مدت کی شرط لگا دے تو اس کو اس کا اختیار ہے، مدت میں اضافہ کفیل اور اصل (یعنی مدیون، دونوں) کے حق میں معتبر ہوگا۔

ہاں مدت میں کمی تو یہ صرف کفیل کے حق میں ہوگی، سوائے اس کے کہ اصل (مدیون) اس پر راضی ہو تو پھر یہ کمی اس کے حق میں بھی (معتبر) ہوگی۔

کفیل کا ”مکفول عنه“ سے مطالبہ کرنا

35) اگر کفیل نے ”مکفول عنه“ کی رضامندی سے کفالت لی تھی اور مدت کے آنے پر قرض ادا کر دیا تو اس کو اختیار ہے کہ وہ ”مکفول عنہ“ سے رجوع کر کے دَین اور جتنی رقم اس کفیل نے ادا کی ہے، (ان دونوں میں سے) جو کم تر ہو، اس کا مطالبہ کرے۔

اگر کفیل نے دین میں کوئی سامان ادا کر دیا ہے تو وہ اس سامان کی قیمت اور دَین میں سے جو کم تر ہو، اس کی وصولی کے لئے رجوع کرے گا۔

اگر کفیل نے ایسے دَین میں جس کے لئے مدت مقرر تھی، مدت کے آنے سے پہلے دَین ادا کر دیا تو مدت سے پہلے اسے ”مکفول عنہ“ سے رجوع کا حق نہیں ہوگا۔

36) اگر کفیل نے اُس چیز کو جس کی کفالت لی تھی، دائن تک پہنچانے کا خرچ برداشت کیا ہے، تو اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ اصل (مدیون) سے اس خرچ کے بارے میں رجوع کرے۔

مدیون کا کفیل کو وقت سے پہلے ادائیگی کرنا

37) اگر مدیون نے دَین کی رقم مدت آنے سے پہلے کفیل کو ادا کر دی تو اگر مدیون کا مقصد یہ تھا کہ وہ دائن کو دَین کی ادائیگی کی غرض سے، کفیل کو اپنا قاصد بنا دے، تو یہ رقم کفیل کے پاس امانت ہوگی اور کفیل اس خدمت (سروس) پر اجرت کا مستحق ہوگا۔

اور اگر مدیون کا مقصد کفیل کی طرف سے اپنی ذمہ داری کو ختم کرنا تھا اور کفیل نے اس رقم پر، وصولی کے طور پر قبضہ کیا ہے تو یہ رقم کفیل کی ملکیت میں آ کر اس کے ضمان (رِسک) میں داخل ہوگی، تو کفیل کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحت کے لئے اس رقم سے فائدہ اٹھائے۔

38) وہ ادائیگی (الغطاء Cover/Margin) جو متعلقہ شخص (کلائنٹ/کسٹمر) اس بینک کو قرض ادا کرنے کے لئے کرتا ہے جس بینک نے ”ضمانت نامہ“ (خطاب الضمان Letter of Guaranty) جاری کیا ہے، تو یہ (رقم) بینک کی ملکیت ہوتی ہے، بینک کے لئے جائز ہے کہ اس رقم میں اپنی مصلحت کے مطابق تصرف کر کے فائدہ حاصل کرے، اور بینک پر لازم ہوگا کہ وہ کفالت کی رقم، بغیر ”مکفول عنہ“ سے رجوع کئے، اپنے پاس سے دائن کو ادا کر دے۔

ملازم کے کام کی کفالت

39) اگر اجرت پر رکھنے والے شخص (متاجر) نے افراد کو اجرت پر رکھنے کے معاملہ (اجارۃ الاشخاص) میں یہ شرط نہیں لگائی کہ ملازم اپنے ہاتھ سے یہ کام کرے گا تو یہاں معاملہ جس چیز پر ہوا وہ ایسا کام ہے جو متعینہ اوصاف کے ساتھ ذمہ داری میں لازم ہے (یعنی یہ کام کسی متعین شخص پر لازم نہیں، بلکہ کام کی انجام دہی اصل مقصد ہے) اور ایسے عمل کفالت درست ہے۔

یہ کفالت اس طرح ہوگی کہ کفیل اس بات کی کفالت لے گا کہ اگر "مکفول عنہ" نے یہ کام پورا نہ کیا تو وہ خود یا کسی دوسرے ملازم کے ذریعے اس کو مکمل کرے گا۔

کفیل کی ذمہ داری کا اختتام

40) کفیل کی ذمہ داری اپنے ذمہ داری کو ادا کرنے سے ختم ہوگی (اور یہ) یا تو خود کفیل کی جانب سے یا اصل کی جانب سے اس دَین یا عمل کی ادائیگی کے ذریعے ہوگا، جس کی کفیل کی طرف سے ضمانت دی گئی ہے، یا اس طرح کہ دائن بری کر دے (یعنی معاف کر دے)۔

اصل (مدیون اور اجیر) کو بری کرنے سے کفیل بھی بری ہو جائے گا، اور کفیل کو بری کرنے سے اصل بری نہیں ہوگا۔

"سزا کی شق" (الشرط الجزائی)(Penalty Cause) کے ساتھ کفالت"

41) "سزا کی شق" (Penalty Clause) کے ساتھ کفالت جائز ہے، بشرطیکہ اس "سزا کی شق" کا نتیجہ کسی ربا، یا کسی دوسرے شرعی طور پر ممنوع کام کی شکل میں نہ نکلے۔

کفالت میں تسلسل

42) کفیل کی کفالت لینا جائز ہے، اگرچہ یہ سلسلہ جاری رہے اور ہر بعد والا کفیل، پہلے کفیل کے ذمہ میں جو کچھ لازم ہے، اس کا ذمہ دار ہوگا۔

اس بناء پر "ضمانت نامہ کی پختگی" (تعزیز خطاب الضمان ۔Confirmation of the Letter of Guarantee) ضمانت نامہ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ دوسرے بینک سے جائز ہے، بشرطیکہ جس بات کی کفالت ہو، وہ شرعی طور پر قابل قبول ہو۔

توثیق الدیون

(Securitization of Debts)

رہن

Mortgage

کتاب کے اس حصے میں عام استعمال ہونے والے اصطلاحی الفاظ اور ان کا مفہوم

"الرھن (رہن، گروی)"

رہن، دَین کے بدلے کوئی چیز رکھنا، گروی

Mortgage

راہن:

گروی رکھنے والا

Mortgagor

مرتہن:

گروی رکھنے والا

Mortgagee

مرہون:

جو چیز گروی رکھوائی جائے

Mortgaged

رہن کی تعریف

43) رہن وہ مال ہے جس کو دَین کے مکمل یا بعض حصے کی ضمانت بنا لیا جاتا ہے، تا کہ اگر جس پر قرض ہے اس سے دَین وصول کرنا ناممکن ہو جائے تو اس چیز کے ثمن سے دَین وصول کرلیا جائے۔

44) وہ مدیون جو دَین کی توثیق اپنے مال کے ذریعے کرتا ہے اس کو ”راہن“ (رہن رکھوانے والا) کا نام دے دیتے ہیں اور وہ دائن جو ضمانت کو قبول کرتا ہے اس کو ”مرتہن“ (رہن رکھنے والا) کا نام دیتے ہیں اور ضمانت میں رکھے ہوئے مال کو ”مرہون“ (گروی) کہتے ہیں۔

رہن کی دو اقسام

45) اگر مرتہن نے ”مرہون“ کو اپنے قبضے میں لیا ہو تو یہ ”رہن حیازی“ ہے، اور اگر اس نے ”مرہون“ کو اپنے قبضے میں نہ لیا ہو تو یہ ”رہن غیر حیازی“ ہے۔ (اب جو تفصیلات بیان ہوں گی، وہ رہن حیازی کے متعلق ہیں۔ رہن غیر حیازی کی تفصیلات مستقل طور پر شق 82 سے بیان ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

رہن کا منعقد ہونا

46) رہن ”راہن“ اور ”مرتہن“ کے درمیان ایک معاملہ ہے اور یہ ایجاب و قبول، یا ”تعاطی“ (عملی لین دین) کے ذریعے منعقد ہوتا ہے اور جب راہن، مرہون کو مرتہن کے سپرد کر دے تو یہ لازم ہو جاتا ہے۔

رہن کے اہل ہونا

47) رہن کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ راہن اور ”مرتہن“ تصرف کرنے کے اہل ہوں (یعنی عاقل اور بالغ ہوں) لہذا ”مجنون“ یا بچے کی طرف سے رہن درست نہیں ہے۔

رہن کو معلق (شرط کے ساتھ جوڑ دینا,Conditional) کرنا

48) ”رہن حیازی“ کو ایسے دَین پر معلّق کرنا جو مستقبل میں وجود میں آئے گا، درست نہیں ہے۔

لہذا ”رہن بالدرک“ یا ”رہن بالعھدۃ“ (مستقبل میں ہونے والے متوقع نقصان کے بدلے رہن رکھنا) درست نہیں ہے، جیسا کہ کفالت میں جائز ہے۔ (دیکھیں شق نمبر 31 حصہ کفالت) لیکن ”رہن غیر حیازی“ میں رہن کو معلق کرنا جائز ہے۔ (جس کی تفصیل شق نمبر 82 میں آرہی ہے)

دَین کے بدلے رہن

49) رہن ہر ایسے دَین کے بدلے جائز ہے جو راہن کے ذمہ واجب ہو اور اسے مرہون سے وصول کرنا درست ہو، جیسے: خرید و فروخت میں ثمن اور اجارہ کے لین دین میں اجرت، اور وہ مہر اور بدلِ خُلع (یعنی خلع میں بیوی کے ذمہ لازم ہونے والا مال) جو دونوں

متعین چیز نہ ہوں، اور قرض، اور جنایات کا جرمانہ، اور تلف کی ہوئی چیزوں کا ضمان۔

''رہن حیازی'' ایسی چیز کے بدلے جو لازم نہیں ہے اور (مستقبل میں) انجام کار کے اعتبار سے بھی لازم نہیں ہوگی، لینا جائز نہیں ہے، جیسے امانتیں اور شرکت و مضاربت کا مال۔

دَین کے ثبوت پر معلّق رھن

50) اگر شریک (پارٹنر) یا ''مضارب'' (ورکر) نے ''رہن حیازی'' اس شرط کے ساتھ پیش کیا کہ جب ان کی زیادتی یا کوتاہی کی وجہ سے ان پر دَین ثابت ہوگا تو اس رہن کو استعمال کیا جاسکے گا، تو یہ دوسرے شریک (پارٹنر) یا مضاربت میں ربّ المال (انویسٹر) کے قبضے میں امانت ہوگا، یہاں تک کہ زیادتی یا کوتاہی واضح ہوجائے اور اس سے پہلے اُس پر رہن کے احکام ثابت نہ ہوں گے، لہذا شرکت میں دوسرا شریک اور مضاربت میں ربّ المال (انویسٹر) زیادتی یا کوتاہی ثابت ہونے سے پہلے اُس چیز کے دیگر قرض خواہوں کی نسبت زیادہ حق دار نہیں ہوں گے، بلکہ دیگر قرض خواہوں کا اُس پر دعوی درست ہوگا۔

اب اگر زیادتی یا کوتاہی ثابت ہوگئی تو یہ رہن ہوجائے گا۔ (یعنی پہلے سے رکھوائی ہوئی چیز پر رہن کے احکام جاری ہوں جائیں گے)

عین (چیز) کے بدلے رھن

51) رہن ان چیزوں کے بدلے رکھنا جائز ہے جن کا اپنی ذات کے ذریعے ضمان آتا ہے۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو اگر اپنی مثل رکھتی ہوں تو ان کی ہلاکت پر ان کی مثل لازم ہوتی ہے، اور اگر یہ وہ چیزیں ہوں جن کا ضمان قیمت کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے تو ان کی ہلاکت پر قیمت لازم ہوتی ہے، جیسے: غاصب کے قبضے میں مغصوبہ چیز، اور شوہر کے قبضے میں مہر،

اور بیوی کے قبضے میں بدلِ خلع، اور قتل عمد (جان بوجھ کر قتل) میں بدل صلح (اگر وارث قصاص میں قتل معاف کر کے کچھ مال لینا قبول کریں تو بدل صلح ہے) جو ''عاقلہ'' (قریبی متعلقین) کے قبضہ میں ہو۔

ان چیزوں کے بدلے رہن جائز نہیں ہے جن کا اپنی ذات کے ذریعے ضمان نہیں آتا۔ جیسے بائع کے قبضے میں مبیع۔ (وضاحت کیلئے اس حصہ کی شق نمبر 28 اور 29 دیکھیں)

52) ''رب السلم'' (Buyers) کی مصلحت کی وجہ سے اور ''مسلم الیہ'' (Saller) کے ذمہ میں جو چیز لازم ہے اس کو یقینی بنانے کے لئے ''مسلم فیہ'' (Outsold) کے بدلے رہن جائز ہے۔ (سَلَم (Prepayment Sale) کی تفصیل کیلئے شق 76, حصہ بیوع دیکھیں)

''کس چیز کو رھن رکھوانا جائز ھے؟''

53) مرہون چیز میں یہ شرط ہے کہ وہ مال ہو، معاملہ کے وقت موجود ہو، قابل قیمت ہو، راہن کی ملکیت میں ہو، بیع کے قابل ہو، معلوم ہو، اس کو سپرد کرنا قدرت میں ہو۔ (یہ کل سات شرائط ہیں)

54) ایسی چیز کو رہن رکھوانا جائز ہے جو ''غیر مرہون'' کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جیسے: کھیت کو بغیر زمین کے (رہن رکھوانا)۔

''مشاع (مشترک غیر تقسیم شدہ)
حصے کو رھن رکھوانا''

55) مشترک چیز میں سے ''مشاع'' حصہ (Undivided Share) کو رہن رکھوانا جائز ہے۔

”مرتہن“ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ایسی صورت میں جب راہن (دَین کی ادائیگی میں) تاخیر کرے تو وہ اپنے دَین کی وصولی کے لئے اس ”مشاع“ حصے کو بیچ دے۔

”عاریت پر لی ہوئی چیز کو رھن رکھوانا“

56) راہن کے لئے جائز ہے کہ وہ ”عاریت“ پر لی ہوئی چیز کو، اس شخص کی اجازت سے جس نے وہ چیز عاریت پر دی ہے (معیر، Lender)، رہن رکھوادے، بشرطیکہ وہ راہن دَین کی جنس، یا مقدار، یا مدت میں اس (عاریت پر دینے والے) کی لگائی ہوئی شرط کی مخالفت نہ کرے، تو اگر مرتہن نے وہ چیز اپنے دَین کی وصولی کے لئے بیچ دی تو ”معیر“ (عاریت پر دینے والا شخص) ”مستعیر“ (عاریت پر لینے والا شخص، Borrower) سے اس کی قیمت کا مطالبہ کرے گا۔ اگر ”معیر“ نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ اس چیز کو کسی متعین جنس یا کسی متعین مقدار (یا کسی متعین مدت) کے بدلے میں رہن رکھوادے، اور ”مستعیر“ نے اس کی شرط کی مخالفت کی، اور اس عاریت کی چیز کو ”معیر“ کی دَین کی جنس، یا اس کی مقدار، یا اس کی مدت کے بارے میں لگائی گئی شرط کے علاوہ رہن رکھوادیا تو رہن درست نہیں ہوگا، اور ”معیر“ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ”مرتہن“ سے اپنی چیز واپس لے لے۔

ثمن وصول کرنے کے لئے بائع کا مبیع کو روک لینا

57) اگر بیع فوری ہو تو بائع کو یہ اختیار ہے کہ وہ ثمن کے وصول کرنے تک مبیع کو اپنے پاس روک لے، اور اس حالت میں مبیع مرہون نہیں ہے بلکہ وہ ثمن کے بدلے روکی گئی ہے۔ تو اگر (یہ مبیع) بائع کے قبضے میں ہلاک ہوگئی تو ثمن کے بدلے ہلاک ہوگی، اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتری ثمن ادا نہیں کرے گا۔

58) اگر بیع ”مؤجل“ (دیکھیں شق نمبر 72، حصہ بیوع) ہو تو مبیع پر مشتری کے قبضہ کر

لینے کے بعد اسے ثمن کی وصولی کے لئے رہن رکھوانا جائز ہے، مشتری کے قبضہ کر لینے سے پہلے یہ (رہن رکھوانا) جائز نہیں ہے۔

رھن کے اخراجات

59) رہن کو باقی رکھنے، اور اس کو خراب ہونے سے بچانے، اور اس کی حفاظت، اور اس کے ”سٹور“، یا اس کے چوکیدار، سب کے اخراجات راہن برداشت کرے گا۔

رھن میں اضافہ کا حکم

60) مرہون چیز سے ملا ہوا اضافہ، جیسے: حیوان کا فربہ ہوجانا، اور درخت کا بڑا ہوجانا یہ اصل کے تابع ہوگا، لہذا یہ بھی اصل کے ساتھ مرہون ہوگا۔

61) رہن میں وہ اضافہ جو (مرہون سے) الگ ہو، جیسے درخت میں پھل اور حیوان میں اولاد، دودھ، اُون اور ”رویں“ راہن کی ملکیت ہے اور یہ اصل (چیزیں) کے ساتھ مرہون ہوں گی۔ (رہا مرہون کا) وہ اضافہ جو کسی منفعت کے بدلے میں ملا ہو، جیسے گھر کا کرایہ، تو یہ راہن کی ملکیت ہے اور اصل کے تابع نہیں ہوگا، لہذا یہ اصل کے ساتھ مرہون نہیں ہے۔

نقود رھن رکھوانا

62) نقود کو رہن رکھوانا جائز ہے خواہ یہ سونے (کے دینار) یا چاندی (کے دراہم) ہوں یا معروف کرنسی (روپے، ریال، ڈالر) میں سے ہوں۔

مدیون کا اپنے دَین کو رھن رکھوانا اور چند جدید مسائل

63) یہ جائز ہے کہ مدیون اپنا وہ دَین رہن رکھوادے جو کسی تیسرے شخص پر لازم ہے، بشرطیکہ اس دَین پر کوئی گواہ بنادے یا دَین کی دستاویز ”مرتہن“ کو سونپ دے، تو مرتہن کا اس دستاویز پر قبضہ حکمی قبضہ ہوگا۔

اس بنا پر غیر سودی دَین کی "سندات" کو رہن رکھوانا جائز ہے، اسی طرح "حوالہ" کی بنیاد پر دَین کو رہن رکھوانا جائز ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مدیون دَین کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے، دائن کے ساتھ اس دَین پر جو کسی تیسرے شخص کے ذمہ ہے، "حوالہ" کا معاملہ کر لے، بشرطیکہ اس حوالہ کو رہن کے طور پر متعلقہ سرکاری اداروں کے پاس رجسٹرڈ کروا دیا جائے، تو یہ اس طرح رہن سمجھا جائے گا کہ "مرتہن" تیسرے شخص سے اپنے دَین کی وصولی میں دیگر قرض خواہوں کی نسبت مقدم ہوگا۔ (یعنی پہلے اس کو ادائیگی کی جائے گی)

64) موجودہ اکاؤنٹس کو، جس (بینک) کے پاس وہ موجود ہیں، اس کے علاوہ کسی اور بینک کے پاس رہن رکھوانا جائز ہے، اور شرعی بنیادوں پر قائم سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس، اور سرمایہ کاری فنڈز کی یونٹس (اکائیاں)، اور شرعی مالیاتی منی بلز (Money Bills)، اور ان کمپنیوں کے حصص (شیئرز) جن کا اصل کام حلال ہے (ان کو رہن رکھوانا بھی جائز ہے)۔

مرتہن کا رہن سے نفع اٹھانا

65) مرتہن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ذاتی استعمال کے ذریعے مرہون چیز سے نفع حاصل کرے، اگرچہ راہن کی طرف سے استعمال سے پہلے یا بعد میں اجازت ہو۔ (کیونکہ یہ "ربا" میں داخل ہے)

66) یہ جائز ہے کہ راہن اور "مرتہن" اس بات پر اتفاق کر لیں کہ "مرتہن" عام اجرت (اجرت مثل) کے بدلے مرہون چیز سے نفع حاصل کرے گا اور یہ اجرت راہن کے دَین میں سے حساب کے مطابق کاٹ لی جائے گی۔

مرتہن کا رہن کو کسی اور کے پاس رہن رکھوانا

67) مرتہن (رہن رکھنے والے) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مرہون چیز کو اپنے

دائن کے پاس اپنے دَین کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے رہن رکھوا دے۔

اگر مرتہن نے راہن کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو دوسرا رہن باطل ہوگا اور اگر مرتہن نے راہن کی اجازت سے ایسا کیا تو پہلا رہن باطل ہو جائے گا، دوسرا رہن عاریت پر لی ہوئی چیز کو رہن رکھوانے کے حکم میں ہو گا (جس کی وضاحت شق نمبر 56، حصہ "رہن"، میں گزر چکی ہے)۔

راہن کا مرہون چیز سے فائدہ حاصل کرنا

68) راہن کے لئے جائز ہے کہ وہ مرہون سے ذاتی استعمال کے طور پر "مرتہن" کی اجازت سے نفع حاصل کرے، (کیونکہ وہ اس چیز کا مالک ہے) بشرطیکہ اس استعمال سے اس مرہون کی قیمت میں کمی نہ ہو۔ مثال کے طور پر رہن رکھی ہوئی چیز گاڑی ہو تو "مرتہن" راہن کو اس گاڑی پر ایسی سواری کی اجازت دے گا، جس سے گاڑی کی قیمت میں کمی نہ ہو۔

69) راہن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مرہون کو بیچ دے، اگر اس نے مرہون کو بیچا تو اس کی بیع موقوف رہے گی، اگر مرتہن نے اس کی اجازت دے دی تو بیع درست ہو گی اور مبیع کا ثمن رہن ہوگا۔

70) راہن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مرہون چیز کو "مرتہن" یا کسی تیسرے شخص کو اجرت پر دے، بشرطیکہ اس "اجارہ" کی مدت دَین کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ختم ہو جائے اور یہ اجرت اصل کے ساتھ رہن ہوگی۔

71) راہن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مرہون چیز، مرتہن کو قبضہ کروانے کے بعد اس سے، اس کی اجازت سے بطور عاریت کے لے لے اور مرتہن کو یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہے مرہون چیز واپس لے لے۔

72) راہن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مرتہن کی اجازت کے بغیر مرہون چیز کسی تیسرے شخص کے پاس رہن رکھوادے۔

اگر راہن نے بغیر مرتہن کی اجازت کے (اس طرح) رہن رکھوایا تو (یہ) دوسرا رہن باطل ہوگا، اگر مرتہن نے کسی تیسرے شخص کے پاس رہن رکھوانے کی اجازت دے دی، تو اگر مرہون چیز کی قیمت پہلے مرتہن کے دَین کے برابر یا کم ہے، تو پہلا رہن باطل ہو جائے گا اور دوسرا رہن درست ہوگا۔

اور اگر مرہون چیز کی قیمت پہلے مرتہن کے دَین سے زیادہ ہے تو دوسرا رہن صرف اس اضافی قیمت کی مقدار تک درست ہوگا۔

ایک سے زیادہ لوگوں کے پاس رہن رکھوانا

73) یہ جائز ہے کہ راہن کوئی رہن، ایک سے زیادہ مرتہن کے پاس رکھوائے۔

تو اگر تمام رہن ایک ہی مرتبہ کے ہیں (یعنی وصولی کے اعتبار سے یکساں ہیں) تو تمام افراد کی رضامندی لازمی ہے اور مرہون چیز ان (دائنین) کے دیون (قرضوں) کی باہمی نسبت کے حساب سے ان کے درمیان مشترک ہوگی۔

اور اگر یہ رہن ترتیب سے ہوں کہ بعد والے مرتہن کو صرف پہلے مرتہن کے قرض وصول کر لینے کے بعد ہی مرہون چیز سے اپنے دَین کی وصولی کا حق ہو، تو صرف بعد والے مرتہن کی رضامندی شرط ہوگی۔

تیسرے شخص کے پاس رہن رکھوانا

74) راہن اور مرتہن کا اس بات پر اتفاق کر لینا جائز ہے کہ مرہون چیز کسی تیسرے شخص کے پاس رکھوائی جائے گی، جس کو ''عَدل'' کا نام دیتے ہیں، اور اس (تیسرے

شخص) کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مرہون چیز، راہن کو واپس کر دے۔

رہن کا ہلاک ہونا

75) رہن، مرتہن یا ''عدل'' کے قبضے میں امانت ہے، اور اس پر راہن کی ملکیت باقی ہے۔ لہٰذا اگر رہن، مرتہن (یا ''عدل'') کی طرف سے زیادتی یا کوتاہی کے بغیر ہلاک ہوگیا، تو ان دونوں پر ضمان نہیں آئے گا اور رہن کے ہلاک ہونے سے دَین میں سے بھی کچھ ختم نہیں ہوگا۔

اور اگر رہن ان دونوں (مرتہن اور ''عدل'') میں سے کسی ایک کی زیادتی یا کوتاہی سے ہلاک ہوا، تو وہ ہلاکت کے دن (مرہون چیز کی) قیمت کے اعتبار سے، اس کا ضامن ہوگا، اور دَین اپنی جگہ باقی رہے گا۔ اور زیادتی یا کوتاہی نہ ہونے کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مرتہن پر ہوگی۔

اور دونوں فریقوں (راہن اور مرتہن) کو حق ہے کہ وہ دَین اور ہلاک شدہ مرہون چیز کی قیمت کے درمیان برابری (مقاصّہ) کر لیں (اور جس کے ذمے اضافی پیسے بنتے ہوں، وہ ادا کر دے)۔

ہاں! جب مرہون چیز، راہن کے قبضے میں ہلاک ہوئی، تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کا متبادل (مرتہن کو) پیش کرے۔

رہن کو روکے رکھنا اور دَین کی ادائیگی کیلئے بیچ دینا

76) مرتہن کو یہ حق ہے کہ وہ تب تک پورے رہن کو روکے رکھے، جب تک راہن پورا دَین ادا نہیں کر دیتا۔ اگر (راہن نے) دَین کا کچھ حصہ ادا کر دیا، تو مرتہن پر رہن کو چھوڑنا لازم نہیں اور نہ ہی اس کا کچھ حصہ (چھوڑنا لازم ہے)، سوائے اس کے کہ مرتہن، رہن کو جزوی طور پر چھوڑنے پر راضی ہو۔

77) جب دَین کی مدت پوری ہوگئی اور راہن نے اپنا دَین ادا نہیں کیا، تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ مرہون چیز کو اپنے دَین کی ادائیگی کے لئے بیچ دے، اگر وہ (بیچنے سے) انکار کردے تو مرتہن کے مطالبہ پر حاکم (قاضی) مرہون چیز کو بیچ دے گا۔

اور اگر مرتہن نے رہن کے معاملہ میں یہ شرط لگا دی تھی کہ اسے، حاکم کے سامنے معاملہ پیش کئے بغیر، مرہون چیز بیچنے کا اختیار ہوگا۔ تو مرتہن کے لئے جائز ہوگا کہ وہ از خود اسے، بغیر (قاضی کے) فیصلے کی ضرورت کے، بیچ دے (اور اپنا دَین وصول کرلے)۔

اگر (مرہون چیز) بیچ کر ثمن (دَین سے) کم پڑ گیا، تو باقی دَین راہن کے ذمہ لازم ہوگا، اور اگر ثمن (دَین سے) زیادہ ہوگیا، تو وہ راہن کو واپس کرنا لازم ہے۔

78) اگر مرتہن نے اپنا دَین وصول کرلیا، خواہ راہن کی طرف سے ادائیگی کے ذریعے یا مرہون چیز کو بیچنے کے ذریعے، تو اس پر واجب ہے کہ وہ رہن کو چھوڑ دے (یعنی رہن کا معاملہ ختم کردے)۔

رھن کا مالک بن جانا

79) جس کو "غلق رہن" (Foreclosure) کہتے ہیں، وہ جائز نہیں ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ "مرتہن" اپنے دَین کے بدلے عدالت میں اپنا کیس پیش کر کے، مرہون چیز کا مالک بن جاتا ہے۔

اگر رہن کے معاملہ میں اس بات کی شرط لگا دی گئی (کہ مرتہن، مرہون کا مالک بن جائے گا) تو شرط فاسد ہوگی اور رہن اپنے حال پر باقی رہے گا۔

راھن یا مرتھن کی موت کا اثر

80) رہن کا معاملہ راہن یا مرتہن یا ان دونوں کی موت سے متاثر نہیں ہوتا، بلکہ رہن

میت کے ورثا کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

یہ حکم تب ہے جب "رہن حیازی" (دیکھیں شق نمبر 45، حصہ دیون) میں مرتہن مرہون چیز پر قبضہ کرچکا ہو۔ اس صورت میں کہ جب مرتہن نے مرہون چیز پر قبضہ نہ کیا ہو تو دائن یا اس کے ورثاء دیگر قرض خواہوں کے برابر حق دار ہوں گے۔ (یعنی رہن کا اعتبار نہ ہوگا)

رھن ان باتوں سے ختم ھو جاتا ھے

81) رہن آنے والی (پانچ) باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے ختم ہوجاتا ہے:

الف :

رہن جس دَین کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لئے تھا، راہن وہ دَین ادا کردے۔

ب:

مرہون چیز کا ضائع ہوجانا، تو دَین بغیر رہن کے رہ جائے گا، سوائے اس صورت کے کہ جب مرہون کا عوض ادا کردیا جائے، اس طرح کہ مرہون چیز کسی تیسرے شخص کے فعل سے ضائع ہوئی، تو اس نے مرہون کی مثل دے کر ضمان ادا کردیا۔

اور اگر اس شخص نے مرہون کی قیمت دے کر ضمان ادا کیا تو اس صورت میں "نقود" کے رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (جیسا کہ شق نمبر 62 میں گزر چکا ہے)۔

ج:

دائن جو مرتہن ہے وہ راہن کو دَین سے بری کردے (یعنی معاف کردے)۔

د:

"مرتہن"، رہن میں اپنے حق سے دست بردار ہوجائے اور مرہون چیز راہن کو واپس کر

دے، تو یہ دَین بغیر رہن کے رہ جائے گا اور دائن مدیون کے ''مفلس'' ہونے یا اس کے فوت ہونے کی صورت میں دیگر قرض خواہوں کے برابر حق دار ہوگا۔

ہ:

راہن، رہن کو مرتہن کی اجازت سے بیچ دے یا ہبہ کر دے، اور نیا مالک رہن باقی رکھنے کو قبول نہ کرے۔

اگر وہ (نیا ملک) اس پر راضی ہوگیا (کہ رہن باقی رہے) تو یا یہ رہن کسی کے قبضہ میں اس طرح رہے گا کہ وہ ''عدل'' ہوگا۔(دیکھیں: شق نمبر 74) اور یا وہ (نیا مالک) رہن کو مرتہن کے سپرد کر دے گا تو اس پر عاریت پر لی ہوئی چیز کے رہن کے احکام جاری ہوں گے۔(دیکھیں: شق نمبر 56)

رھن غیر حیازی

82) رہن ''غیر حیازی'' وہ رہن ہے جس میں مرہون چیز کا حسّی قبضہ مرتہن کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ وہ راہن ہی کے کنٹرول میں رہتا ہے اور وہ مسلسل اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔

اس رہن کی تین قسمیں ہیں:۔

الف:

''پہلی قسم'' یہ ہے کہ راہن مرتہن کو مرہون چیز دینے کے بجائے مرہون چیز کی ملکیت کی دستاویزات دے دیتا ہے۔ اس کو ''دستاویزات ملکیتِ کا رہن'' (رہن و ثائق الملکیت۔Mortgage by depositing title deeds) کا نام دیتے ہیں، اور یہ جائز ہے کیونکہ مرتہن کا ملکیت کی دستاویزات پر قبضہ کرنا مرہون چیز پر حسی قبضہ کے قائم مقام ہے۔

ب:

''دوسری قسم'' یہ ہے کہ مرتہن نہ مرہون پر قبضہ کرتا ہے اور نہ ہی ملکیت کے دستاویزات پر، لیکن حکومتی دفاتر میں یہ رجسٹرڈ کر لیا جاتا ہے کہ یہ چیز، مرتہن کے فائدے کے لئے، اس کے اس دَین کے بدلے جو راہن پر ہے، رہن رکھی گئی ہے۔

اس طرح حکومت کے تسلط کے ذریعے مرہون کے تمام حقوق مرتہن کے متعلق ہو جاتے ہیں، اگر راہن دَین کی مدت پوری ہونے پر دَین ادا نہیں کرتا تو مرتہن کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ مرہون کے ذریعے اپنا دَین وصول کر لے، جیسا کہ اسے ''رہن حیازی'' (دیکھیں: شق نمبر 45) میں یہ حق ہوتا ہے۔

چونکہ (حکومت کے) قوانین اس رہن ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے اس کو ''قانونی رہن'' (رہن رسمی) کا نام دیتے ہیں اور اگر مرہون متعین ہو تو یہ جائز ہے، اور مرتہن دیگر قرض خواہوں کی نسبت اس چیز کا زیادہ حق دار ہے اور راہن اس میں، مرتہن کی اجازت کے بغیر بیع وغیرہ جیسا تصرف نہیں کر سکتا، اگر مرتہن نے راہن کو یہ چیز بیچنے کی اور اس کے بدلے کوئی دوسرا متعین مرہون رکھوانے کی اجازت دے دی تو (پہلے مرہون کی) بیع جائز ہو گی ورنہ جائز نہیں ہوگی۔

ج:

''تیسری قسم'' یہ ہے کہ راہن کی تمام موجودہ چیزیں یا ان میں سے کچھ حصہ، دین کی قیمت کے برابر، مرتہن کے کنٹرول (Charge) میں رہتا ہے اور یہ موجودہ چیزیں سب راہن ہی کے قبضے میں ہوتی ہیں، جن کو وہ جیسے چاہتا ہے اپنی تجارتی سرگرمیوں میں استعمال کرتا ہے۔

مرہون چیز متعین نہیں ہوتی اور وہ موجودہ چیزیں مسلسل ہر وقت بدلتی رہتی ہیں، لیکن وہ دَین کی ذمہ داری تلے ہوتی ہیں۔

تو جب دَین کی مدت آجاتی ہے تو مرتہن یہ معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرتا ہے، تو قاضی مرتہن کی موجودہ (مملوکہ) چیزوں میں سے ان چیزوں کو متعین کر دیتا ہے، جن کو مرتہن کے دَین کی ادائیگی کے لئے بیچ دیا جاتا ہے۔

رہن کی اس قسم کو ''الرھن العائم'' (مسلسل بدلنے والا۔ Floating Charge) کا نام دیا جاتا ہے۔

رہن کی یہ قسم شرعی طور پر جائز نہیں ہے، اور اس کے ذریعے مرتہن کو راہن کے دیگر قرض خواہوں کے مقابلے میں کوئی ترجیح حاصل نہیں ہوگی، وہ مدیون کی وفات یا اس کے ''مفلس'' ہونے کی صورت میں ان سب کے برابر حق دار ہوگا۔

''چیز اپنے پاس روک لینے کا حق''

83) ''حبس'' (روکنے) کا حق (Lien) : یہ رہن کے مشابہ ایک حق ہے۔

اس سے مراد مدیون کے ساتھ معاملات کرنے والے شخص کا یہ حق ہے کہ وہ مدیون سے دَین کی وصولی تک، اس کے قبضے میں مدیون کی مملوکہ جو چیز ہے، اسے اپنے پاس روک لے۔ یہ ویسا ہی حق ہے، جیسے فوری بیع میں بائع (کا یہ حق کہ وہ) مشتری سے ثمن کی وصولی تک مبیع کو روک لیتا ہے (دیکھیں: شق نمبر 57، حصہ دیون)، یا کاریگر شخص آرڈر دینے والے شخص سے اجرت کی وصولی تک تیار شدہ سامان روک لیتا ہے۔ یہ (حق) رہن نہیں ہے لیکن ان صورتوں میں اس چیز روکنے والے (دائن) کو دیگر قرض خواہوں پر ترجیح حاصل ہوگی، لہٰذا اگر مدیون دَین کی ادائیگی سے عاجز آجاتا ہے تو ثمن یا اُجرت کی وصولی کے

لئے، اس (دائن) کو دیگر قرض خواہوں کی نسبت پہلا (ترجیحی) حق حاصل ہوگا۔

دائن کا مدیون کی مملوکہ کوئی چیز حاصل کر لینا

84) اور اسی طرح دائن کو اس وقت یہ ''روکنے کا حق'' حاصل ہوتا ہے، جب مدیون ٹال مٹول کرنے والا ہو یا دَین کو نظر انداز کرنے والا ہو، اور اس (دائن) کے قبضے میں کسی ایسے سبب سے جو اس سبب کے علاوہ ہو، جس سے دَین لازم ہوا ہے، مدیون کی کوئی مملوکہ چیز آجاتی ہے تو اس کو یہ حق ہے کہ وہ اپنا دَین، مدیون سے وصول کرنے تک، وہ چیز روک لے لیکن اس کو مدیون کے دیگر قرض خواہوں پر اولیت (ترجیح) حاصل نہیں ہوگی، تو وہ مدیون کی وفات یا اس کے ''مفلس'' ہونے کی صورت میں دیگر قرض خواہوں کے برابر کا حق دار ہوگا۔

والحمد لله تعالیٰ الذی بنعمته تتم الصالحات وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا و نبینا و قرة اعیننا محمد و آله و صحبه وبارك وسلم

11 جمادی الثانیۃ 1442ھ
24 جنوری 2021
محمد منصور احمد عفا اللہ عنہ

تشریحات

یعنی

اہم اصطلاحی الفاظ کی وضاحت
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

تمام الفاظ کے سامنے کتاب کا متعلقہ شق نمبر لکھ دیا گیا ہے۔"فقہ البیوع" کے خلاصہ کے لیے صرف نمبر، جب کہ "توثیق الدیون" کے خلاصہ کے لیے نمبر کے ساتھ "ن" اضافہ کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ جن اصطلاحی الفاظ کی وضاحت اصل کتاب میں موجود ہے یا متعلقہ مقام پر ہی ان کی مختصر وضاحت کر دی گئی ہے وہ اس فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

(الف)

تشریح نمبر(1)

"أرش"

شق نمبر : 197,173,154,153,152,150,149,38

"أرش" کا لفظ عام طور پر فقہاء کرام کے ہاں' مختلف قسم کے زخموں پر دیت سے کم جو تاوان واجب ہوتا ہے، اس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ردالمحتار'کتاب الدیات'۲۳۵/۱۰'طبع المعرفۃ)

البتہ "المعجم الوسیط" میں اس کے ایک معنی یہ بھی لکھے ہیں :

الأرش: مایسترد من ثمن المبیع اذاظھر فیه عیب"

"أرش :اس ثمن کو کہتے ہیں جو مبیع میں عیب نکلنے کی صورت میں (بائع سے) واپس وصول کیا جاتا ہے" گویا مالی معاملات میں سے کسی معاملہ کے ختم ہونے پر جو تاوان لازم ہوتا ہے اُس کو بھی "ارش" کہہ سکتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(2)

"افلاس/مفلس"

شق نمبر: 38، 81ن، 82ن، 84ن

"مفلس" اس شخص کو کہتے ہیں جس کو عدالت نے دیوالیہ (ڈیفالٹر) قرار دے دیا ہو۔ قاضی اس کے مالی اختیارات پر پابندیاں عائد کر دیتا ہے تا کہ اس کے قرض خواہوں کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے، اور یہ از خود سب کچھ فروخت کر کے قرض خواہوں کو قرض کی وصولی سے محروم نہ کر سکے (مزید تفصیلات کے لیئے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیں) "یہاں اصل کتاب میں اس کے ساتھ ایک لفظ استعمال ہوا "اسوۃ للغرماء" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام قرض خواہ، مفلس شخص سے دَین کی وصولی میں برابر ہوں گے اور کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(3)

"البورصة" **"بازار حصص"** "Stock Exchange"

شق نمبر: 44

جب کوئی شخص کمپنی کے شیئرز لے کر اس کا حصہ دار بن جائے تو اس کے لیے یہ ممکن

نہیں ہے کہ کسی وقت وہ اپنی رقم واپس لے کر شرکت ختم کر سکے۔ بلکہ جب تک کمپنی وجود میں ہے، اس سے حصے کی رقم واپس نہیں لی جا سکتی لیکن چونکہ بہت سے شرکاء یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی شرکت ختم کر کے اپنے حصے کو نقد میں تبدیل کر لیں، اس لیے یہ ضمانت فراہم کرنا ضروری تھا کہ رقم لگانے کے بعد بوقت ضرورت اپنے شیئرز کو نقد میں تبدیل کرنا ممکن ہوگا، اس کے لئے "بازارِ حصص" قائم کیا گیا، جس میں شیئرز بیچے جا سکتے ہیں۔ یعنی کمپنی کے حصہ دار اپنی شرکت ختم کر کے کمپنی سے تو اپنا سرمایہ واپس نہیں لے سکتے لیکن "بازار حصص" میں وہ اپنا حصہ کسی اور کو بیچ سکتے ہیں جس کے نتیجے میں خریدار ان کی جگہ کمپنی کا حصہ دار بن جاتا ہے جس جگہ شیئرز کی خرید و فروخت ہوتی ہے اس کو "بازار حصص" Stock Market کہتے ہیں۔

اسٹاک ایکسچینج ایک پرائیویٹ ادارہ ہوتا ہے، جو حکومت کی اجازت و سرپرستی کے ساتھ کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہے۔ لیکن اسٹاک ایکسچینج انہی کمپنیوں کے شیئرز کا کاروبار کرتا ہے جو قابل اعتماد ہوں اور کچھ نہ کچھ ساکھ رکھتی ہوں۔ اسٹاک ایکسچینج میں ہر شخص شیئرز کی خرید و فروخت کا کام نہیں کر سکتا اس کے لئے ممبر ہونا ضروری ہے، ممبر شپ کی فیس بھی ہوتی ہے۔ ممبر ہونا اس لئے ضروری ہے کہ سٹاک ایکسچینج میں شیئرز کا کاروبار بہت وسیع، نازک اور فنی نوعیت کا ہوتا ہے وہاں کی مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں۔ ایک نیا ناتجربہ کار شخص کاروبار میں غلطی بھی کر سکتا ہے اور ادارہ وہاں ہونے والے تمام معاملات میں ادائیگیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا ادارہ ہر شخص کو خرید و فروخت کی اجازت دے کر اس کے معاملات کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا، اس لئے ممبر ہونا ضروری قرار دیدیا گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(4)

الشرط الجزائی۔(Penalty Clause)

شق نمبر: 101، 41ن

یہ ایک جدید قانونی اصطلاح ہے ۔مختلف ممالک کے قوانین میں اس کی تعریف الگ الگ الفاظ سے کی گئی ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے : ٹھیکیداری، استصناع اور اشیاء سپلائی کے معاہدات وغیرہ میں دونوں فریقوں کا کسی متعین رقم پر اتفاق کرنا جو کہ معاملہ میں طے شدہ کام کے نہ کرنے پر، یا اس کی انجام دہی میں تاخیر کرنے پر لازم ہوگی۔

جن صورتوں میں یہ شرط عائد کرنے سے ''ربا'' لازم آتا ہو، وہ تو جائز نہیں جیسے دَین میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ تاخیر کی صورت میں اضافی رقم ادا کرنے ہوگی ،لیکن جہاں اس شرط سے ''ربا'' لازم نہ آتا ہو تو معاہدے میں اس کی صراحت کرنا جائز ہے اس لیے کہ یہ شرط ان شرائط میں سے ہے جن کو معاہدہ کے ساتھ لگانا درست ہے ۔کیونکہ یہ شرط نہ حلال کو حرام کرتی ہے اور نہ ہی حرام کو حلال کرتی ہے۔

اسی سے متعلق مجمع الفقۃ الاسلامی کی قرارداد (نمبر ۶۵۔ ۳/ ۷)منظور ہوئی۔جس کا متن یہ ہے: ''استصناع کے معاہدے میں متعاقدین کی باہمی رضامندی سے شرط جزائی شامل کیا جاسکتا ہے (لیکن یہ شرط اس وقت تک ہی نافذ العمل ہے) جب تک کہ مدیون پر کوئی ہنگامی حالات واقع نہ ہوئے ہوں''۔

نیز شرط جزائی کی اجازت ان معاملات میں ہے جن میں مقصود نقدی کے بجائے عمل یا کوئی اثاثہ ہو، (جیسے استصناع اور ٹھیکیداری کے معاملات) ورنہ "ربا" ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(5)

الشرکات المساھمۃ

(**جوائنٹ سٹاک کمپینز** ،Joint Stock Companies)

شق نمبر 64،205،52ن

ملکیت کے لحاظ سے کاروبار کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) شخصی کاروبار،(private proprietorship)

(2) شرکت،(parthership)

(3) کمپنی،(joint stock Companies)

پہلی دو قسموں کا کاروبار اس وقت سے جاری ہے، جب سے انسان کاروبار کر رہا ہے ۔فقہاء نے بھی ان کی بنیادی تفصیلات اور ان کے احکام ذکر کئے ہیں۔اور ان کی موجودہ صورتحال ماضی سے بنیادی طور پر مختلف نہیں، البتہ ''کمپنی'' کاروبار کی ایک نئی قسم ہے جس کا پہلے فقہاء کے دور میں وجود نہ تھا، اور یہاں اس کے بارے میں مسئلہ بیان ہوا ہے۔

''کمپنی'' کے لغوی معنیٰ ''شرکت'' ہیں اور کبھی ''رفقائے کار'' کو بھی کہا جاتا ہے۔ بعض دکانوں کے نام میں ''فلاں اینڈ کمپنی'' لکھا ہوا ہوتا ہے، اس سے یہ لغوی معنی ہی مراد ہوتے ہیں جس کو عربی میں "فلان وشرکاء ہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔اس سے وہ معاشی اور اصطلاحی معنی مراد نہیں ہوتے جس کا یہاں تعارف کرایا جارہا ہے۔لیکن جب ''اینڈ'' کے لفظ کے بغیر کسی تجارتی ادارے کے نام میں کمپنی کا لفظ ہو، مثلاً ''تاج کمپنی'' تو اس سے مراد اصطلاحی کمپنی ہوتی ہے، اور عموماً اس کے ساتھ ''لمیٹڈ'' کا لفظ بھی ہوتا ہے۔اس کا مطلب ہے ''محدود ذمہ داری'' جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے اگر کمپنی خدانخواستہ دیوالیہ ہوگئی تو صرف کمپنی

کے اثاثوں کی حد تک قرض خواہ اپنے حق کا مطالبہ کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ کمپنی کے مالکان (شیئرز ہولڈرز) کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر (6)

"**الغطاء**" (Cover/Margin)

شق نمبر : (38)ن (23)ن (42)ن

ان دونوں الفاظ کے مفہوم تک مکمل رسائی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیں ان کا پسِ منظر معلوم ہو۔

موجودہ دور میں بینک بین الاقوامی تجارت (درآمد و برآمد) میں ایک لازمی ذریعہ ہے۔ بینک کی وکالت اور معرفت کے بغیر برآمد اور درآمد ممکن نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے ملک سے کوئی چیز درآمد کرنا چاہتا ہے تو دوسرے ملک کا تاجر اس بات کا اطمینان چاہتا ہے کہ جب میں مطلوبہ سامان خریدار کو بھیجوں گا تو وہ واقعتاً قیمت کی ادائیگی کر دے گا۔ لہذا درآمد کنندہ برآمد کنندہ کو اعتماد دلانے کے لیے بینک سے ایک ضمانت نامہ حاصل کرتا ہے، جس میں بینک بیچنے والے کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ چیز فلاں شخص کو فروخت کر دی جائے تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ اس کو عربی میں "خطاب الضمان" یا "خطاب الاعتماد" کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں (Letter of Guarantee) یا (Letter of Credit) کہتے ہیں۔ آسانی کے لیے اس کو ایل سی (L/c) کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ ضمانت نامہ حاصل کرنے کو اردو میں ایل۔سی کھلوانا اور عربی میں "فتح الاعتماد" کہتے ہیں۔ بینک ایل۔سی کھول کر

بر آمد کنندہ کے بینک کو بھیج دیتا ہے۔ در آمد کنندہ کے بینک کو (Bink Negotiang) کہتے ہیں۔ ایل۔سی پہنچنے کے بعد وہاں سے مال جہاز میں بک کرادیا جاتا ہے۔ جہازراں کمپنی مال بک ہونے کی رسید جاری کرتی ہے، اس رسید کو عربی میں "بولیصة الشحن" اور انگریزی میں (Bill of Lading) کہتے ہیں۔

برآمد کنندہ کا بینک یہ بل آف لیڈنگ بمعہ کاغذات کے ایل۔سی کھولنے والے بینک کو بھیجتا ہے۔ درآمد کنندہ اپنے بینک سے یہ کاغذ وصول کر کے ایل۔سی اس کی مطابقت کرتا ہے۔ ان کاغذات میں مال کی جو تفصیل لکھی گئی ہے وہ آرڈر کے خلاف ہو تو کاغذات واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر کاغذات کی تفصیل ایل۔سی کے موافق ہو تو یہ کاغذات دکھا کر بندرگاہ سے مال وصول کیا جاتا ہے۔ اور بینک عموماً یہ کاغذات درآمد کنندہ کو اس وقت دیتا ہے جب وہ قیمت کی ادائیگی کر دے۔

ادائیگی کے لیے بھی بینک اور درآمد کنندہ کے درمیان مختلف معاہدے ہوتے ہیں۔ کبھی درآمد کنندہ ایل۔سی کھلواتے وقت ہی پوری رقم کی ادائیگی کر دیتا ہے۔ اس صورت کو اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ "فل مارجن" (Full Margin) پر ایل۔سی کھلوائی گئی ہے، عربی میں اس کو "فتح الاعتماد بغطاء کامل" کہتے ہیں، کبھی ساری ادائیگی بینک سے کاغذات چھڑوانے کے وقت ہوتی ہے اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ "زیرو مارجن" پر ایل۔سی کھلوائی گئی۔ کبھی ایل۔سی کھولنے کے وقت تھوڑی ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس صورت میں کل رقم کی جتنے فیصد ادا کی گئی اتنے ہی فیصد مارجن پر ایل۔سی کھولنا کہتے ہیں۔ مثلاً کل قیمت کا پچیس فیصد حصہ ایل۔سی کھلواتے وقت بینک میں جمع کرادیا گیا تو کہا جائے گا کہ ایل۔سی پچیس فیصد مارجن پر کھلوائی گئی ہے۔

تشریح نمبر (7)

ایجاب وقبول(Offer and Acceptance)

شق نمبر:

4،5،6،7،9،10،11،12،13،20،29،181،182،187،222،231،48ن

ایجاب وقبول کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے:

"(کسی بھی معاملہ میں) فریقین میں سے جس کی طرف سے پہلے پیش کش ہو، اسے "ایجاب" کہتے ہیں اور اس کے جواب (میں قبولیت کے اظہار کو) "قبول" کہتے ہیں""الایجاب ما یتلفظ به اولا من أی جانب کان، والقبول جوابه"

(الهندية'النکاح' ۱/۲۹۵،طبع العلمية)

اس سے معلوم ہو گیا کہ "ایجاب" یعنی پیش کش کرنے والا بائع بھی ہو سکتا ہے اور مشتری بھی، یہی حال "قبول" کا ہے۔

☆ ☆ ☆

(ت)

تشریح نمبر(8)

"تعاطی"(عملی لین دین،Reciprocal Delivery)

شق نمبر: 13،15،133،223،228،231،46ن

"تعاطی" لغت کے اعتبار سے "آپس میں لین دین" کو کہتے ہیں۔

یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ بیع کے دونوں فریق یعنی بائع اور مشتری یا ان دونوں میں سے کوئی ایک فریق زبان کے بجائے عمل کے ذریعے معاملے پر اپنی رضامندی کا

اظہار کرے۔

(ردالمحتار،البیوع،مطلب البیع بالتعاطی،۷/۲۵،طبع المرفة)

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(9)

تعزیز خطاب الضمان

(Confirmation of the Letter of Guarantee)

شق نمبر: 42ن

دائن جب مدیون سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کسی بینک کی گارنٹی پیش کرے تو بینک مدیون کو" لیٹر اف گارنٹی"یا"لیٹر اف کریڈٹ" جاری کرتا ہے،لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ بینک ایسی پوزیشن کا نہیں ہوتا کہ دائن اُس پر اعتماد کر سکے، اس لئے وہ دوبارہ مدیون سے مطالبہ کرتا ہے اس بینک کی نسبت کسی زیادہ اچھی شہرت رکھنے والے بینک سے اس "لیٹر" کو کنفرم کروائے۔اب یہ دوسرا بینک جو "لیٹر" جاری کرتا ہے،اُس کو عربی میں "تعزیز الاعتماد یا "تعزیز الضمان" کہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

(ث)

تشریح نمبر(10)

ثمن(Agreed Price)

شق نمبر: یہ لفظ کتاب میں "75" مرتبہ مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ سب کے نمبر یہاں لکھنا تکلف سے خالی نہیں۔

بیع یعنی خرید وفروخت کے معاملے میں ''مبیع'' (Outsold) کے بدلے جو عوض ادا کیا جاتا ہے، اس کو ''ثمن' کہتے ہیں۔

اردو میں اس کو چونکہ قیمت ہی کہتے ہیں، اس لیے فقہی اعتبار سے ثمن اور قیمت کے درمیان فرق واضح کرنا ضروری ہے۔ کسی سامان کا بازار میں جو عام نرخ ہو، اس کو ''قیمت'' (Rate) کہتے ہیں اور بائع یعنی بیچنے والا اور مشتری یعنی خریدار آپس میں کسی چیز کا جو عوض طے کرلیں، اس کو ''ثمن'' کہتے ہیں۔ یہ قیمت کے برابر بھی ہوسکتا ہے اور کم زیادہ بھی۔

(مستفاد از: کشاف اصطلاحات الفنون ۱/۱۷۸)

☆ ☆ ☆

(ح)

تشریح نمبر (11) ''**حصص**'' (**السھم**، Share)

شق نمبر: 52،81،64ن

جب لوگ کمپنی کے حصے خرید کر سرمایہ دے دیتے ہیں، تو حصہ دار کو کمپنی ایک سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے جو اس بات کی سند ہوتی ہے کہ اس شخص کا کمپنی میں اتنا حصہ ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں ''حصہ' عربی میں 'سھم'' اور انگریزی میں (share) کہتے ہیں۔

کاروبار جتنے سرمائے سے جاری کیا جاتا ہے، اس سرمائے کو اکائیوں پر تقسیم کر کے ایک اکائی کو ایک حصے (share) کی قیمت قرار دی جاتی ہے۔ مثلاً آج کل عموماً دس دس روپے کے شیئرز جاری کئے جاتے ہیں۔ یہ قیمت شیئر کے اوپر لکھدی جاتی ہے۔ یہ وہ رقم ہے جس کی ادائیگی پر یہ سرٹیفکیٹ جاری ہوا تھا۔ اس قیمت کو عربی ''القیمۃ الاسمیۃ'' اور انگریزی میں (face value) یا (par value) کہتے ہیں۔

تشریح نمبر (12)

''**حوالہ**'' (Debt Transferring)

شق نمبر: 59،62،10ن

حوالہ کے لغوی معنی ''منتقلی'' کے ہیں، فقہاء کی اصطلاح میں ایک شخص سے دوسرے شخص کے ذمہ دَین منتقل کردینے کا نام ''حوالہ'' ہے۔

''حوالہ'' میں دَین کی اصل ذمہ داری باقی نہیں رہتی اور ''کفالہ'' میں اس کی ذمہ داری باقی رہتی ہے، لیکن صاحب دَین اپنے حق کے لئے اصل شخص کے ساتھ ساتھ کفیل سے بھی تقاضہ کرسکتا ہے۔ ''حوالہ'' کے احکام کو سمجھنے کے لئے چار فقہی تعبیرات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ مقروض کو فقہاء ''محیل'' (Assignor) کہتے ہیں اور صاحب دَین کو جس کا حق باقی ہو ''محال'' یا ''محتال لہ'' کہا جاتا ہے۔ جو شخص دَین کی ادئیگی کا ذمہ لے اس کو ''محال علیہ'' یا ''محتال علیہ'' (Assignee) کہتے ہیں، اور جس دَین کی ادائیگی کا ذمہ قبول کیا ہے، اس کو ''محال بہ'' یا ''محتال بہ'' کہا جاتا ہے۔

''حوالہ'' چونکہ معاملات کا ایک مستقل باب ہے، اس لئے اس کے احکامات کی تفصیل یہاں نہیں لکھی جارہی ہے، اردو میں حوالہ کے عام فہم مسائل کے لئے دیکھیں: ''قاموس الفقہ'' ''حوالہ'' ۳۰۰۱۳، طبع زمزم، اور ''شرعی معیارات، معیار نمبر ۷، ۱۹۱، طبع ایوفی''

☆ ☆ ☆

(خ)

تشریح نمبر (13)

''**خطاب الضمان**'' (Letter of Guarantee)

دیکھیں: تشریح نمبر6"الغطأ"

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(14)

خلع

شق نمبر: 44،51ن

خلع عورت سے کچھ لے کر اس کو نکاح سے آزاد کر دینے کا نام ہے، اسی کو فقہاء نے ان الفاظ میں کہا ہے کہ خلع یا اس طرح کے کسی اور لفظ سے نکاح کو ختم کر دینا، جو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہو۔

ازالة ملک النکاح المتوقفة علی قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناه (ردالمحتار،2/57_556)

☆ ☆ ☆

(د)

تشریح نمبر(15)

"دار الحرب"

شق نمبر: 132،14ن

فقہاء کرام نے ممالک کی دو قسمیں کی ہیں: "دار الاسلام" اور "دار الحرب"

دار الاسلام اور دار الحرب سے کیا مراد ہے؟ اس سلسہ میں امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب قول یہ ہے:

مسلمانوں کو علی الاطلاق امن حاصل ہو اور کافروں کو خوف، تو دار الاسلام ہے اور

اگر کافروں کو علی الاطلاق امن اور مسلمانوں کو خوف ہو تو دار الکفر ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دار الاسلام اور دار الکفر کا تعلق قانون اسلام اور قانون کفر کے نفاذ سے ہے، جس مملکت میں قانون کفر نافذ ہو "وہ دار الکفر" ہے ورنہ دار الاسلام ہے۔

(بدائع الصنائع۷/۱۹۳)

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(16)

"دیانۃً اور قضاءً"

شق نمبر: 11،16،17،35،39،40،64،75،207،77ن،79ن

فقہی اصطلاح میں "دیانۃً" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی معاملہ قاضی کی عدالت تک نہیں پہنچا تو ابھی بندہ اور اس کے خالق جل شانہ کے درمیان معاملہ ہے، اس لیے اسے تقویٰ اور خوف خدا پر مبنی عمل کرنا چاہیے۔

فقہاء کرامؒ اس کو "بینه وبین اللّٰه"، "تنزہ" اور "تورع" کے الفاظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ عدالت میں جانے سے پہلے معاملہ، صاحبِ معاملہ کی صداقت اور دیانت پر موقوف رہتا ہے۔

البتہ جب معاملہ عدالت میں قاضی کے رو برو پہنچ گیا تو اب ظاہری حالات کے مطابق معاملہ کو پرکھا جائے اور فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کو "قضاء" سے تعبیر کرتے ہیں۔

یبقی الأمر تحت الدیانة مالم یرفع الی القاضی

(فیض الباری ۱/۱۸۷، جلع کراچی)

تشریح نمبر (17)

دَین

شق نمبر : یہ لفظ کتاب میں درجنوں مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ تمام شقوں کے نمبر لکھنا تکلف سے خالی نہیں ہے۔

دَین کے لغوی معنی ہے قرض اور سامان کی قیمت کے ہیں۔

(المصباح المنیر / 2441)

اس کی اصطلاحی تعریف میں فقہاء کرامؒ کے ہاں تعبیرات مختلف ہیں۔ فقہاء احناف ؒ کی تعریف کا خلاصہ استاذ محترم حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ''توثیق الدیون'' میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"کل مال وجب فی ذمة شخص حقیقی أو حکمی ، بدلا عن مال أو منفعة أو خدمة لیستفید بها المدیون ، سواء أکان الواجب من النقود أم من الاعیان الموصوفة فی الذمة"

''دین ہر وہ مال ہے، جو کسی حقیقی یا حکمی شخص کے ذمہ کسی ایسے مال یا کسی ایسے نفع یا کسی ایسی خدمت کے بدلے لازم ہوتا ہے، جس سے مدیون فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے، خواہ یہ واجب ہونے والا مال، نقود (دراہم و دنانیر یا روپے وغیرہ) میں سے ہو، یا ان اعیان (چیزوں) میں سے ہو جو ذمہ میں اپنے اوصاف کے ساتھ لازم ہوتے ہیں یعنی متعین نہیں ہوتے''

''دین'' کے قریب ہی ''قرض'' کا لفظ ہے، ان دونوں میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ''قرض'' کا لفظ خاص ہے اور یہ ہر اس مال پر بولا جاتا ہے جو کسی کو اس نیت سے دیا

جائے کہ وہ بعد میں ادا کر دے گا۔ قرض دینا ایک نیکی کا کام (تبرع) ہے، عقد معاوضہ نہیں ہے، اس لیے جتنے پیسے کسی کو قرض دیے ہوں، اتنے ہی واپس لینا ضروری ہیں۔ ان میں اضافے کی شرط ناجائز ہے۔

''دَین'' کا لفظ اس کے مقابلے میں عام ہے اور وہ، جیسا کہ تعریف میں ابھی گزرا ہے کہ ہر اس مال پر بولا جاتا ہے جو دوسرے کے ذمے لازم ہو، خواہ وہ بطور قرض کے ہو، یا کسی مبیع کا ثمن ہو، یا بیوی کا مہر ہو، یا کسی ایسے غصب شدہ چیز کے بدلے لازم ہو جو ہلاک ہو چکی ہے وغیرہ۔ گویا ہر قرض، دین ہے لیکن ہر دین، قرض نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی کئی صورتوں کو شامل ہے۔

☆ ☆ ☆

(ذ)

تشریح نمبر (18)

ذوات الأمثال، ذوات القیم

شق نمبر: 105، 134، 28ن، 29ن، 51ن

چار قسم کی چیزوں کو ''مثلی'' یا ''ذوات الأمثال'' کہتے ہیں:

1۔ وہ چیزیں جو وزن اور تول کے ذریعے خریدی اور بیچی جاتی ہیں، جیسے گھی اور چاول وغیرہ۔ ان چیزوں کو ''موزونی'' کہتے ہیں،

2۔ وہ چیزیں جو پیمانوں کے ذریعے ناپ کر خریدی اور بیچی جاتی ہیں، جیسے تیل اور پٹرول وغیرہ۔ ان چیزوں کو ''مکیلی'' کہتے ہیں۔

3۔ وہ چیزیں جو ہاتھ' گز یا میٹر وغیرہ سے ناپ کر خریدی اور بیچی جاتی ہیں، جیسے

کپڑے یا زمین۔ان چیزوں کو ''مذروعات'' کہتے ہیں۔

4 ۔ وہ چیزیں جو گن کر خریدی اور بیچی جاتی ہیں ،اور ان کے افراد (اکائیاں ،یونٹس) میں قابل لحاظ فرق ،آپس میں نہیں سمجھا جاتا ، جیسے :انڈے یا آج کل مشین پر بننے والے برتن وغیرہ۔ان چیزوں کو ''عددی متقارب'' کہتے ہیں۔

ان تمام چیزوں کے ہلاک ہونے کی صورت میں ان کی ''مثل'' لازم ہوتی ہے۔

''قیمی'' یا ''ذوات القیم '' وہ چیزیں ہیں جن کے مختلف افراد (اکائیاں ، یونٹس) کے درمیان' آپس میں کافی اور قابل لحاظ فرق ہوتا ہے، جیسے : تمام جانور

ان چیزوں کے ہلاک ہونے کی صورت میں ان کی قیمت لازم ہوتی ہے۔

☆ ☆ ☆

(ر)

تشریح نمبر(19)

رھن بالدرک۔رہن بالعھدۃ۔

شق نمبر: 48ن

رھن بالدرك ،اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مشتری بائع سے کوئی چیز خرید لیتا ہے اور بائع وہ مبیع مشتری کو سپرد کر دیتا ہے لیکن مشتری کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ کوئی تیسرا شخص اس چیز کا مالک نہ نکل آئے اور اس سے وہ چیز واپس لے لے،تب وہ بائع سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرے ادا کردہ ثمن کے عوض کوئی چیز رہن رکھواؤ یہ رھن بالدرك، یا،،رھن بالعھدۃ ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆

(ش)

تشریح نمبر(20)

''شخص معنوی/قانونی''(legal person)

شق نمبر: 204

یورپ میں صنعتی انقلاب رونما ہونے کے بعد سترہویں صدی کے آغاز میں بڑے بڑے کارخانوں وغیرہ کے قائم کرنے کے لئے جب عظیم سرمایہ کی ضرورت پڑھنے لگی،جس کو کوئی شخص اکیلا یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کر سکتے تھے تو اس وقت عام لوگوں کی منتشر بچتیں یکجا کر کے ان سے اجتماعی فائدہ اٹھانے کے لئے کمپنی کا نظام رائج ہوا۔اس نظام کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ شرکت میں ہر شریک کی الگ الگ ملکیت مقصود ہوتی ہے۔مگر اس نظام میں کئی افراد کے مجموعے کو ایک ''شخص قانونی'' قرار دیا جاتا ہے۔اس شخص قانونی کو ''کارپوریشن'' کہتے ہیں جس کی ایک قسم کمپنی ہے۔

تو''شخص معنوی'' کوئی حقیقی شخص نہیں ہوتا لیکن اس کے حقوق وفرائض کچھ حقیقی لوگوں تک پہنچ رہے ہوتے ہیں،اب اگر قانون بھی اس کو ایک فرضی شخص قرار دے دے جو بیع وشراء کرے گا،مدعی ومدعی علیہ بنے گا،دائن ومدیون ہوگا۔اس کو''شخص قانونی''(legal person) یا (juristic person) یا (juridical person) کہتے ہیں۔بعض مرتبہ اس کو فرضی شخص(fictitious person) بھی کہا جاتا ہے۔اس طرح ''شخص معنوی'' عام ہے اور ''شخص قانونی'' خاص ہے۔

جن اہل علم نے اس کا اعتبار کیا ہے، ان کے مطابق شرعی اعتبار سے وقف اور بیت المال اس کی مثالیں ہیں۔

تشریح نمبر(21)

شرکت(Partnership)

شق نمبر: 42،52،81،83،27ن،49ن،50ن

فقہاء کے اصطلاح میں شرکت ایسے معاملہ کا نام ہے جس میں دو افراد سرمایہ اور نفع میں شریک رہنا طے کریں۔ (الدر المختار ۳/۳۳۳)

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(22)

شفعہ(Pre-emption Right)

شق نمبر: 42،44

شفعہ شَفَع سے ماخوذ ہے اور اس کے لغوی معنی ملانے اور ضم کرنے کے ہیں۔

فقہ کی اصطلاح میں کسی خریدی ہوئی زمین یا عمارت کو شریک ہونے یا پڑوسی ہونے کی وجہ سے اسی قیمت میں جبراً حاصل کر لینے کا نام، حق شفعہ ہے۔

☆ ☆ ☆

(ع)

تشریح نمبر(23)

عاقلہ

شق نمبر: 51ن

مقتول شخص کے خون بہا یعنی دیت کے ادائیگی میں شریعت نے اصل قاتل کے ساتھ اس کے مددگاروں پر بھی کچھ ذمہ داری ڈالی ہے، یہی لوگ ''عاقلہ'' کہلاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی محکمہ کا ملازم ہے، تو اس کے ساتھ کام کرنے والے لوگ یا ہم پیشہ لوگ اس کے ''عاقلہ'' ہوں گے اور اگر کسی شخص کا تعلق کسی خاص ملازمت یا پیشہ سے نہیں ہے، یا ان کی مدد دیت کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے، تو اب اس کے لئے قریبی رشتہ دار ''عاقلہ'' ہوں گے۔ اس کے علاوہ بھی اسکی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(24)

عُرف(Custom)

شق نمبر: کتاب میں یہ لفظ ''21'' مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ تمام شقوں کا نمبر دینا تکلف سے خالی نہیں ہے۔

عرف وہ ہے جس کو لوگوں نے عادت بنالیا ہو اور اس پر اپنے قول، فعل، یا اس کو ترک کرنے کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ شرعی طور پر معتبر عرف وہ ہے کہ جس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں۔

الف(1) وہ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ چنانچہ اگر عرف شرعی نص کے یا قواعد شرعیہ میں سے کسی شرعی قاعدہ کے مخالف ہو تو وہ عرف فاسد ہے

ب(2) وہ عرف مسلسل جاری ہو یا غالب ہو۔

ج(3) تصرف کا آغاز کرتے وقت عرف موجود ہو۔

د(4) متعاقدین نے عرف کے خلاف کی صراحت نہ کی ہو۔ چنانچہ اگر صراحت کر دی تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(25)

"عاریت"

شق نمبر: 30ن،56ن،67ن،81ن

شرعی اصطلاح میں بغیر کسی اجرت کے نفع کا مالک بنانے کو عاریت کہتے ہیں۔

یعنی کسی چیز پر اپنی ملکیت باقی رکھتے ہوئے کچھ عوض لئے بغیر اس سے استفادہ اور نفع اٹھانے کی اجازت دیدی جائے، یہ "عاریت" ہے۔ عاریت میں اصل چیز کے مالک کو "معیر" اور عاریت لینے والے کو "مستعیر" اور خود اس چیز کو "مستعار" کہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

(غ)

تشریح نمبر(26)

"غبن" (Uncertainty)

شق نمبر: 30،36،37،38،165،191،217

غبن کے لغوی معنی دھوکہ کے ہیں۔

فقہ میں کسی چیز کی مناسب قیمت سے زیادہ قیمت کو "غبن" کہتے ہیں۔

"غبن" کی دو قسمیں ہیں: "یسیر" (معمولی) اور "فاحش" (زیادہ)۔

"غبن یسیر" یا معمولی غبن وہ قیمت ہے، جو مختلف قیمت لگانے والوں کی لگائی گئی قیمتوں کے دائرے میں آسکے، جیسے کوئی چیز سو روپے قیمت میں خریدی گئی، کوئی اس کی قیمت اسّی، کوئی نوّے اور کوئی سو روپے لگاتا ہے تو یہ "غبن یسیر" ہے۔

"غبن فاحش" یا زیادہ غبن وہ قیمت ہے جو مختلف قیمت لگانے والوں کی

قیمتوں کی دائرے میں نہ آسکے، جیسے کوئی چیز سو روپے کی خریدی گئی لیکن کوئی بھی اس کی قیمت اتنی نہیں بتاتا تو یہ "غبن فاحش" ہے۔

(ردالمحتار، البیوع، مطلب فی الکلام علی الرد بالغبن الفاحش، ۷/۳۷۶، المعرفة)

عام طور پر کتب فقہ میں غبن یسیر اور غبن فاحش کے درمیان یہی فرق کیا گیا ہے، لیکن چونکہ "المجلة لاحکام العدلیة" قانونی طرز کی کتاب ہے، اس لیے اس میں غبن کے فرق کو متعین کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

"الغبن الفاحش: علی قدر نصف العشر فی ا لعروض والعشر فی الحیوانات والخمس فی العقار أو زیادة"

(المجلة، مادة ۱۶۵)

"عام سامان یعنی منقولہ چیزوں میں پانچ فیصد اضافہ، جانوروں میں دس فیصد اضافہ اور زمین و مکانات وغیرہ میں بیس فیصد اضافہ یا ان سے بھی زیادہ قیمت "غبن فاحش" ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ اس سے کم اضافہ "غبن یسیر" ہے۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(27)

"غرر"

شق نمبر: 35،37،38،39،44،161،165

"غرر" لغت میں ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس کا ظاہر پسندیدہ اور باطن ناپسندیدہ ہو۔

اردو میں اس کو دھوکہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور قرآن مجید میں دنیا کو "متاع الغرور

''دھوکہ کا سامان کہا گیا ہے۔

''غرر'' کی اصطلاحی تعریف میں لفظی اعتبار سے بہت فرق ہے لیکن حاصل تقریباً سب کا یہی ہے:

"الغرر ما يكون مستور العاقبة"

''غرر'' وہ بات ہے جس کا انجام معلوم نہ ہو'' (المبسوط 194/13)

بیع میں ''غرر'' کی تمام صورتوں کو دیکھا جائے تو ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) مبیع میں جہالت ہو۔ (۲) بائع مبیع کو سپرد کرنے پر قادر نہ ہو۔

(۳) مبیع مبنی بر خطر ہو۔

(تکملہ فتح الملہم ۲۰۸/۱ طبع دار القلم)

پھر ''غرر'' معمولی کونسا ہے جس سے معاملات فاسد نہیں ہوتے اور غرر فاحش کونسا ہے، جس سے معاملات فاسد ہوتے ہیں، یہ تفصیلات فقہاء کرام مختلف ابواب فقہ میں تفصیل سے بیان فرماتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

(ق)

تشریح نمبر (28)

''قبضہ'' (Possession)

شق نمبر: یہ لفظ کتاب میں ''37'' مرتبہ آیا ہے۔ تمام شقوں کا نمبر دینا تکلف سے خالی نہیں ہے۔

''قبضہ'' سے مراد یہ ہے کہ بائع خریدار کے ہاتھ میں چیز دے دے، یا چیز کو خریدار

کے تصرف میں اس طرح دے دے کہ خریدار اُسے کسی رکاوٹ کے بغیر اٹھا سکے اور ساتھ میں بائع یہ بھی کہہ دے کہ یہ چیز لے لو۔

اگر بائع خریدار کو وہ چیز قبضہ میں دے تو یہ ''حقیقی قبضہ'' کہلاتا ہے۔ تاہم اگر اس کی ملکیت کے کاغذات قبضہ میں دے دے تو یہ ''حکمی قبضہ'' کہلاتا ہے۔ ''حکمی قبضہ'' کی ایک صورت ''تخلیہ'' ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بائع، مشتری کو مبیع تک بغیر کسی رکاوٹ کے رسائی دے دے کہ وہ چاہے تو اس پر قبضہ کر لے۔

یہ دونوں قسم کے قبضے عام معاملات میں شرعی اعتبار سے معتبر اور جائز ہیں اور ان کے بعد اس چیز کا ضمان (رسک) مشتری کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر (29)

قبضہ امانت

شق نمبر 80

یہ کسی ایسی چیز کو اس طرح قبضے میں لینا ہے کہ وہ قابض کے ہاتھ میں بطور امانت ہو، اس طرح کہ جب تک اس کی جانب سے اس چیز کی حفاظت میں کوئی ظلم یا کوتاہی ظاہر نہ ہو تو وہ اس کے ضائع ہونے نقصان کو برداشت نہیں کرے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ یہ قبضہ مالک کی اجازت سے ہو، نہ کہ مالک بننے کی نیت سے، بلکہ مالک کو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

مثلاً جس کے پاس ودیعت رکھوائی گئی۔ وکیل، اجیر خاص، ولی، وصی یا اس میں قبضہ کرنے والے کو اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہو،

مثلاً، کرایہ دار، عاریت پر کوئی چیز حاصل کرنے والا، مرتہن، یا پھر اس کا فائدہ

مالک اور قابض دونوں کا مشترک ہو مثلاً مضارب، شریک، مزارع، اور مساقی۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر (30)

"قمار" (Gambling)

شق نمبر : 27ن

عام طور پر قمار ایسے مقابلہ کو کہتے ہیں جس میں دونوں فریق کی جانب سے بازی لگائی جاتی ہو کہ ہارنے والا جیتنے والے کو حسب معاہدہ مقررہ چیز یا رقم ادا کرے گا۔

☆ ☆ ☆

(ک)

تشریح نمبر (31)

کارڈز "ڈیبٹ کارڈ" "چارج کارڈ" "کریڈٹ کارڈ"

شق نمبر: 59

آج کل مختلف کارڈ عام ہیں، جنہیں مالیاتی ادارے اپنے گاہکوں کے لئے جاری کرتے ہیں، تاکہ گاہک ان کارڈ کے ذریعے اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکال سکیں، قرض حاصل کرسکیں یا اشیاء کی خریداری یا سہولیات حاصل کرنے کے بعد قیمت کی ادائیگی کرسکیں۔ ان کارڈ کی درج ذیل قسمیں ہیں: ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ، کریڈٹ کارڈ۔

"ڈیبٹ کارڈ" (debit card)

مالیاتی ادارہ کی جانب سے یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے، جس کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم ہو۔

یہ کارڈ اپنے حامل کو اکاؤنٹ میں موجود بیلنس کی حد تک رقم نکالنے اور خریدی گئی اشیاء اور حاصل کی گئی خدمت کی ادائیگی کا اہل بناتا ہے، ان صورتوں میں گاہک کے اکاؤنٹ سے رقم فوراً منہا ہوجاتی ہے، اور حامل کارڈ اس کارڈ سے ادھار حاصل نہیں کرسکتا۔

عام طور پر گاہک کو اس کارڈ کے استعمال کے بعد کسی فیس کی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی سوائے اس صورت کے کہ اس کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کسی دوسرے بینک سے نقد رقم نکالنے یا کسی دوسری کرنسی میں خرید فروخت کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ کارڈ کبھی فیس کے عوض اور کبھی بغیر فیس کے جاری کیا جاتا ہے۔

بعض مالیاتی ادارے کارڈ کے ذریعے ادائیگی حاصل کرنے والے سے خریدی گی اشیاء قیمت یا سہولیات کے معاوضہ کے تناسب سے فیس وصول کرتے ہیں۔

"چارج کارڈ" (Charge Card)

چارج کارڈ مخصوص مدت کے لئے متعین حد تک ادھار کی سہولت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ البتہ یہ کارڈ ادائیگی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

یہ کارڈ اشیاء وخدمات کا معاوضہ اداء کرنے اور نقد رقم حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس کارڈ کے اصول وضوابط میں حاملین کو ادھار کو لوٹانے کی مدت میں تجدید کی جازت نہیں ہوتی بلکہ حامل کارڈ پر ادارے کی طرف سے بھیجے گئے حساب کے وصول کرنے کے بعد متعین مدت کے دوران خریدی گئی اشیاء کی قیمت اداء کرنا لازم ہے۔

اگر حامل کارڈ واجبات کی ادائیگی میں مقررہ (مجوزہ) مدت سے بھی تاخیر کردے تو حامل کارڈ پر سود لازم ہوگا۔ لیکن یہ سود ادارے کی جانب سے لاگو نہیں کیا جائے گا۔

کارڈ جاری کرنے والاادارہ حامل کارڈ سے اشیاء یاخدمات کی خریداری پر کچھ وصول نہیں کرتا۔البتہ کارڈ وصول کرنے والے سے اس کارڈ کی وجہ سے بیچی گئی اشیاء کی قیمت، یا سہولیات کے معاوضہ میں وصول کی گئی رقم کا متعین فیصدی حصہ (بطورفیس) وصول کرتا ہے۔

بینک اس بات کا التزام کرتا ہے کہ ادھار کی حد کے اندر چارج کارڈ قبول کرنے والے فریق کو سامان اور خدمات کا معاوضہ مقررہ مدت کے اندر دے دے۔ بینک کی خدمت اور بیچی گئی چیزوں کے معاوضہ کی ادائیگی کا التزام کرنا انفرادی اور آزادنہ حیثیت میں ہے، اس کا حامل کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے آپس کے تعلقات سے کوئی ربط نہیں ہے۔

کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کو یہ براہ راست اور ذاتی حق ہے کہ وہ حامل کارڈ کی جانب سے کی گئی ادائیگیوں کو حامل کارڈ سے واپس وصول کرے۔معاہدہ کی رو سے ادارہ کا یہ حق خالص اومستقل ہے، یہ حق حامل کارڈ اور کارڈ قبول کرنے والے فریق کے درمیان طے شدہ معاملہ کے تعلقات سے بالکل جدا ہے۔

”کریڈٹ کارڈ“ (credit card)

یہ کارڈ متعین حد تک ادھار کی سہولت دیتا ہے اور اس میں متعین مدت میں ادھار کی مدت کی تجدید کی جاتی ہے، کریڈٹ کارڈ ادائیگی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

حامل کارڈ منظور شدہ ادھار کی مدت کی حد تک اشیاء وخدمات کی قیمت کی ادائیگی اس کارڈ سے کرسکتا ہے اور نقد رقم نکلوا سکتا ہے۔کریڈٹ کارڈ سے سامان کی خریداری یا خدمات کا معاوضہ اداء کرنے کی صورت میں حامل کارڈ کو ایک مہلت دی جاتی ہے جس کے

اندر ادائیگی کرنے سے سود لاگو نہیں ہوتا جبکہ حامل کارڈ کو سود کے بدلے مزید مہلت بھی دی جاتی ہے۔البتہ نقد رقم نکلوانے کی صورت میں حامل کارڈ کو واپس ادائیگی کے لئے مفت مہلت نہیں دی جاتی۔

☆ ☆ ☆

(م)

تشریح نمبر(32)

مشاع(Undivided)

شق نمبر: 51،54،55،55ن

”مشاع“ایسی مشترک چیز کے حصہ کو کہتے ہیں جس میں ایک سے زیادہ حصہ دار ہوں اور ان کے حصے الگ الگ نہ ہوں بلکہ ایک متناسب مقدار سے حصہ ہو، جیسے: نصف، تہائی، چوتھائی وغیرہ۔

”المجلة“ میں ہے:

”الحصة الشائعة: هي السهم الساري الى كل جزء من أجزاء المال المشترك“

”حصہ شائعہ“ یعنی پھیلا ہوا حصہ، وہ حصہ ہے جو مشترک مال کے تمام اجزاء میں سرایت کیا ہوا ہو“(المجلة، مادة ١٣٩)

یہ بات واضح ہے کہ جب شرکاء کے حصے تقسیم کردیئے جائیں اور حصص الگ الگ ہوجائیں تو اب ”مشاع“ حصہ باقی نہیں رہے گا بلکہ تقسیم شدہ ہوجائے گا۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(33)

مضاربت

شق نمبر: 49ن،50ن

شرعی اصطلاح میں مضاربت یہ ہے کہ ''سرمایہ دار'' کسی شخص کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دے، تاکہ نفع میں مقررہ تناسب کے مطابق دونوں شریک ہوں، اس طرح مضاربت میں ایک فریق کی طرف سے مال اور دوسرے فریق کی طرف سے عمل اور محنت پائی جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(34)

مرض الموت

شق نمبر: 25ن

عام طور پر مریض اور صحت مند کے درمیان شرعی احکام میں فرق نہیں ہے، البتہ کچھ خاص احکام ہیں جو مرض وفات سے متعلق ہیں۔

مرض وفات کی تعریف کے سلسلہ میں مختلف اقوال منقول ہیں، ان میں سے ایک جامع عبارت یہ ہے:

والمقعد والمفلوج والمسلول اذا تطاول ولم يقعده فى الفراش كالصحيح ،ثم رمزشح .حدالتطاول سنة انتهى .فى القنية :المفلوج والمسلول والمقعد مادام يزداد كالمريض

(الدالمختار ،۵/، دار المعرفة،باب طلاق المريض)

ترجمہ: ''اپاہج، مفلوج، سل زدہ کی بیماری لمبی ہو جائے اور وہ صاحب فراش نہ ہوا تو صحت مند کی طرح ہے، پھر شمس الائمہ حلوائیؒ سے منقول ہے کہ (مرض کے) بیماری کی طویل ہونے کی حد ایک سال ہے، اور'' قنیہ'' میں ہے کہ مفلوج، سل زدہ کی بیماری جب تک بڑھتی رہے، وہ مریض، موت ہی کے حکم میں ہے''۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو مرض وقفہ صحت کے بغیر موت پر ختم ہو، وہ مرض وفات ہے۔

☆ ☆ ☆

تشریح نمبر(35)

مقاصہ

شق نمبر75ن

مقاصہ یہ ہے کہ دائن مدیون کے ان دیون کو جو اس سے وصول کرنے تھے، اپنے ذمہ لازم دین کے بدلے میں ختم کردے جو اسی مدیون کے لئے اس دائن کے ذمہ لازم تھا۔

(و)

تشریح نمبر(36)

''ودیعت'' ''یعنی امانت''

شق نمبر: 27ن،49ن

کسی کو اپنے مال کی حفاظت کا ذمہ دار بنانے کو کہتے ہیں، صاحب مال کو ''مودِع''، جس کو امین بنایا جائے اس کو ''مودَع'' اور مال امانت کو ''ودیعت'' کہتے ہیں۔

(ان تمام تشریحات میں فقہ البیوع، توثیق الدیون، اسلام اور جدید معیشت وتجارت، قاموس الفقہ اور دیگر مستند کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے)

فہرست

جدید مسائل اور عصری تطبیقات

(ہر عنوان کے سامنے متعلقہ شق نمبر اور صفحہ نمبر تحریر کردیا گیا ہے)

(حصہ فقہ البیوع)

(حصہ توثیق الدیون)